

الْاَزْوَاجُ لِلَّهِ وَالْوَحْدَانُ لِلْوَحْدَانِ

پیشہ و ملت کے کتاب الاحیاء تذکرہ بزرگانِ فتنہ بندیہ و رہنماؤں اولیا

CHECKED

اچھا لڑکا

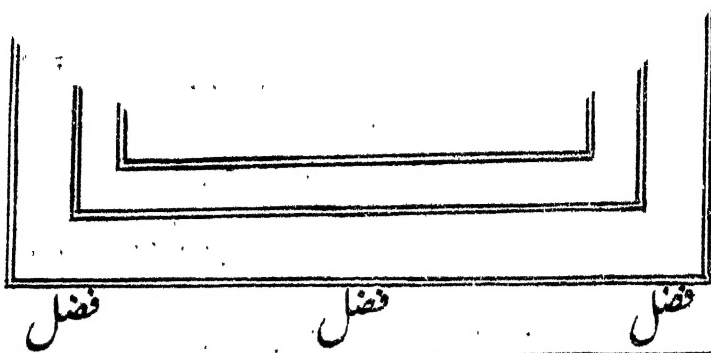
حسن میں

بندۂ تشبیدیہ کی مفصل سوانح عمریان اور محققانہ تذکرے نہایت تحقیق اور
قریبی سے فراجم کئے گئے ہیں۔ اور کمال صحت کے ساتھ
جناب مولوی محمد الوارث خان صاحب نے
تالیف فرمایا۔ اور تصنیف کا حق ادا کیا
اور جناب مولانا محمد علی صاحب
دام فیضہ کی نظر ثانی

بعد علی القاری سید الحسن بن حبیب بن یونس بھوپال

یا ہتمام خاص

محب
ایندی لکھنؤ چھپی
۱۹۰۵



بسم الله الرحمن الرحيم

حمد اُس قادر مطلق کو کہ ہر شے اُسکی معرفت کا آئینہ ہو اور ہر چیز اُسکی منزل طریقت و حقیقت
 کا زینہ ہو اور ہر نقش اُسکی نقش بندی کا شاہ پارینہ ہو اور ہر گل اُسکی صنعت کا ملکہ کا
 گواہ و میرینہ ہر صدف دریا اُسکی دریا ولی کا سفینہ ہو اور ہر دریا گاہ اُسکی یگانگی کا گنجینہ
 ہر ورق اُسکے دفتر معرفت کا آئینہ ہو ہر قطرہ اُسکی رحمت نامتناہی کا خزینہ ہو
 بِصَوْرَةٍ كَمْ فِي الْاَمْرِ حَامٍ كَيْفَ يَشَاءُ اُسکی خاتم قدرت کا ایک نگینہ ہو اور تَوْحِيدُ
 نَزَلَ فِي الْقَهَّاسِ وَتَوَلَّى الْقَهَّارِ فِي الْكَلْبِ اُسکا انعام روزینہ ہو۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ تَعَالٰی وَدَامَ
 اَمْلَاکُ تَابُوتِ سَکِیْنَةِ مَنْزِلِ نَشِیْنِ مَکہ و مدینہ جاگزین سر پر دینی قَدَّاسِ وَهَمَّتْ قَابِ
 بِسَیْنِ اَوَادٍ نِیْ مَبْطُوعٍ عَنِ الْعَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْدُ یُوحٰی مَوْدِعَا وَحٰی
 اَعْبَدَہٗ مَا اَوْحٰی سَوَادِیدُہٗ مَا سَرَّاعَ الْبَصَرِ وَمَا طَعٰی بِیَاضِ نَاصِیَہٗ وَكَسَوَتْ
 تَعْلِیْقَ سَرَابِکَ فَتَوَضَّعَ سَیْدُنا مُحَمَّدٌ مُصْطَفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ صَلَوةٌ دَرَجَاتِ

تَامِيَةً لَا انْقِطَاعَ لِبَدِّهَا وَلَا انْتِهَاءَ لِمَدِّهَا مَا بَعْدَ خَادِمِ فَضْلِ رَحْمَنِ اعْنِي
 عبد الوارث خان غفرلہ ولوالدیہ کو ایک مدت سے شوق تھا کہ تذکرہ خواجگان
 نقشبندیہ خصوصاً سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ جمین اُسکو شرف بیعت حاصل ہو سکے
 کیونکہ اس وقت تک کوئی تذکرہ ایسا نہ تھا کہ جمین مسلسل حالات مع کشف و کرامات
 بزرگان سلسلہ مندرج ہوں۔ پس کتب معتبرہ جیسے رشحات و مدارج النبوة
 و اخبار الاخیار و تذکرۃ الاولیاء و زبدۃ المقامات و خزینۃ الاصفیاء وغیرہ سے اخذ کر کے
 تذکرہ لکھا اور اسکا تاریخی نام اخبار اقیار لکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
 مولانا و مرشدنا حضرت مولوی محمد علی صاحب قبلہ تک مسلسل حالات ہیں یہ
 تذکرہ گویا شجرہ طیبہ ہے۔ عجب نہیں جو طفیل حمد و نعت و مدح بزرگان میں مولف
 تذکرہ کے گناہ بفضل جناب باری بخشے جائیں اور مقاصد دارین آئین کیونکہ
 می پذیرند بدان را بطیفیل نیکان

رشتہ واپس نہ دہر کہ گہری گیرد

لَبَنَاتُ تَقْبَلُ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا نَحِبُّ وَتَرَضَّعْ لَنَا
 اَرْزُقْنَا اَتَّبِعْ سَبِيْلَ مُحَمَّدٍ اِلَى الْمُصْطَفَى عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهِ الصَّلٰوَةُ وَالتَّسْلِيْمُ۔

ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ مولف

ندارم زبان تا کنم وصف او

مگر آرزو ہاست از گفتگو

ہم اے نبی کریم ایجاو عالم میں سب سے پہلے ہیں اور نبوت میں بھی مقدم ہیں

بِفَحْرٍ كُنْتُ نَبِيًّا وَلَئِنْ اَدَمَ لَمُجْدِلٌ فِي طِينِهِ اور اول جواب مہندہ روز مشاق
 اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلٰى - وَاَوَّلُ مَنْ اٰمَنَ بِاللهِ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ
 وَاَوَّلُ مَنْ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُ وَاَوَّلُ مَنْ يُؤَدِّنُ لَهُ بِالْحُجُودِ وَاَوَّلُ مَنْ يُفْتَحُ لَهُ بَابُ
 الشَّفَاعَةِ وَاَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ باوجود سبقت اولیت بعث رسالت میں سب سے آخر میں

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ	ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ
اسی ختم رسل قرب تو معلوم شد	دیر آمدہ زراہ دور آمدہ

آپ کی کتاب آپ کا دین آخر کتب و اخرا دیان ہر چنانچہ ارشاد ہے کہ تَحْنُ الْاٰخِرُونَ
 الْمَنَاقِبُونَ اور فی الحقیقت یہ آخریت فضیلت میں اولیت و سابقیت ہر آپ کی
 کتاب اور آپ کا دین ناسخ جمیع کتب و جمیع ادیان ہوا اور سب کو مکمل کیا۔ آیت کریمہ
 مَنْ يَطْعَمْ الرُّسُلَ فَقَدْ اطَاعَ اللهَ آپ کے انتہائے مراتب پر دال ہو و آیت
 قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ سے بھی آپ کی قدر و منزلت نمایان
 ہے قیل و قال ہے۔ اور آپ کو پروردگار عالم نے نور نام و سراج منیر کے نام
 سے موسوم فرمایا ہے قولہ تعالیٰ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اذْأَنَّا سَلَّمْنَا لَكَ شَاهِدًا وَ مُبَشِّرًا
 لَوْنًا بَرًّا وَ ذَا عِيَالًا اِلَى اللهِ يَازِدْنِهٖ وَيَسْرَجَانِي ۙ اِذَا هُوَ سِرَاجٌ مِّنْ نُّوْرِ

نیل چراغست درین خانہ کہ ازیر تو آن	ہر گجانی نگر می انجمنے ساختہ اند
------------------------------------	----------------------------------

سکا منظر ہے کہ اس ممدوح کی مدح کرے جس کا مدح پروردگار عالم ہو وَ كُنْغَمًا فِي شَعْرِ

لا یمكن الثناء كما كان حقہ	بعد از خدا بزرگ تو نے قصہ مختصر
----------------------------	---------------------------------

خصوصیات و کمالات علیہ فضل و اکمل التحیات۔ پروردگار نے بعض
 اطہار و قارید الا برار و چیزیں اپنے حبیب کو عطا فرمائیں کہ جو کسی فرد بشر کو
 اس میں کا ادنی حصہ بھی نہیں ملا اور وہ خصوصیات یہ ہیں کہ نظر آپ کی پس و پیش
 برابر تھی جیسا کہ آگے سے ملاحظہ فرماتے اُسی طرح پس پشت سے بھی ملاحظہ
 فرماتے اور رات کو اندھیرے میں ایسا دیکھتے تھے جیسا کہ دن کو روشنی میں اور
 آپ کے آب و دہن سے آب شور میٹھا ہوتا تھا اور جس لڑکے کے منہ میں ایک
 قطرہ لعاب دہن ڈال دیتے تو اُس کو تمام دن بھوک پیاس نہ معلوم ہوتی تھی اور حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بغل مبارک سفید رنگ تھی اور بال نہ تھے اور آپ کی
 آواز اُس جگہ پہنچتی تھی جہاں دوسرے کی آواز مطلقاً نہیں پہنچ سکتی تھی۔
 اور اتنی دور کی آواز آپ سنتے تھے کہ دو سے اس قدر مسافت سے نہیں
 سُن سکتے اور گو آپ کے چشم مبارک خواب آلودہ ہوتے مگر دل بیدار رہتا تھا
 اور تمام عمر آپ نے جمائی نہیں لی اور نہ احتلام ہوا اور آپ کے جسم کا پسینہ
 معطر و معبر تھا یہاں تک کہ لوگ گلی کو چے میں اُس خوشبو پر آپ کو دیکھ کر
 ہوئے جاتے تھے کہ حضرت اس راہ سے تشریف لے گئے ہیں اور سب
 نے آپ کا فضلہ نہیں دیکھا زمین نکل جاتی تھی اور اُس جگہ خوشبو پھلتی
 تھی اور آپ بوقت تولد محنت و زناٹ پریدہ و پاک صاف پیدا ہوئے جسم مبارک
 پر بالکل اثر نجاست نہ تھا اور بعد تولد سجدہ کمان زمین پر گرے اور انگشت مبارک

آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے بوقت تولد اُس یکساٹ عالم کے اک نور
 و خشنود ایسا نظر آیا کہ جسکی روشنی میں آپ کی والدہ نے ملک شام کے شہر
 دیکھے اور آپ کا گوارہ ملائکہ ہلاتے تھے اور گولے میں آپ ماہتاب سے
 باتیں کرتے تھے اور آپ جب اشارہ فرماتے تو ماہتاب آپ کے اشارے پر
 جھک جاتا تھا اور گولے میں بارہا آپ نے باتیں کیں ہیں اور ہمیشہ دھوپ
 میں آپ پر ابرسایہ کرتا تھا اور جس درخت کے نیچے آپ تشریف رکھتے اس
 درخت کا سایہ آپ کے قریب ہو جاتا اور آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑا اور آپ
 کے جسم پر کبھی نہیں بیٹھی اور آپ کے کپڑوں میں جون نہیں پڑی۔ اور جس جانور
 پر آپ سوار ہوتے وہ جانور تادمت سواری مبارک بولے براز نکرتا اور عالم ارواح
 میں سب سے پہلے آپ کی پیدائش ہوا اور اَلْکَسْتُ یَرْکَبُکُمُ کے جواب میں سب
 پہلے آپ ہی نے جیلے فرمایا ہی سیر معراج و سواری براق و آسمان پر جانا اور
 قاب قوسین کی حد تک پہنچنا اور دیدار الہی سے مشرف ہونا مخصوص آپ ہی
 کے لیے ہی۔ اور جنگ و جہاد میں آپ کے ہمراہ فرشتوں کا ہونا اور کا جنگ
 و قتال کرنا بھی سُر عالم کی خصوصیات میں سے ہوا و شق لقمہ دیگر معجزات
 عجائب و غرائب بھی آپ ہی کے لیے مخصوص ہیں قیامت میں جو کچھ آپ
 کو ملے گا کسی کو نہ ملے گا سب سے پہلے آپ ہی روضہ اقدس سے اٹھیں گے
 اور براق پر سوار ہوں گے ستر ہزار ملائکہ گرداگرد آپ کے جلوس میں ہوں گے

اور جانب راست عرش آپ کو جاسے دی جائیگی اور مقام محمود سے آپ مشرف
 ہوں گے اور آپ کے دست مبارک میں لوہے حمد دیا جائیگا حضرت آدم علیہ السلام اور
 انکی تمام ذریات اُسی کے سائے میں رہیں گے اور تمام انبیاء و مرسلین اپنی اپنی
 امت کے ساتھ آپ کے پیچھے پیچھے ہوں گے اور دیدار جلال الہی کی ابتداء
 آپ ہی سے ہوگی اور اُس روز آپ شفاعت غلطی کے ساتھ مخصوص ہوں گے
 سب سے پہلے جس کا گذر پل صراط سے ہوگا وہ آپ ہی ہوں گے اور تمام خلایق
 کو حکم ہوگا کہ اپنی اپنی آنکھیں بند کر لیں تاکہ حضرت فاطمہ الزہراء خاتونِ نبی اور اعلیٰ الصلوٰۃ
 والنسب پل صراط سے گذر جائیں اور سب سے پہلے جنت کا دروازہ آپ ہی کھولیں
 اور قیامت میں آپ کو مرتبہ وسیلہ دیا جائیگا اور یہ وہ عالی مرتبہ ہے کہ کسی مخلوق کو وہ تہ
 حاصل نہیں ہوگا اور اُسکی حقیقت سے واقفیت ہم کو تاہ بینوں کی نظر سے متجاہز
 ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمنزلہ بادشاہ و وزیر کے ہوں گے

شفیع الوری خواجہ بعث و نشر	امام المدی صدر دیوان حشر
تمام بعضیان کے درگرو	کہ دار چہنیں سپد پیش و
علیہ و علی آلہ من الصلوٰت افضلہا و من التحیات الکملہ۔ امت نبویہ کے فضائل و	خصائص سے شان و عظمت نبی الورا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہر و باہر کیونکہ جسکی
امت کے ایسے فضائل ہیں تو اُس امت کے سردار کی شان و عظمت کیا کچھ ہوگی	
کسی امت کی ایسی تو نہیں تو قیور و عزت ہے	نبی ہوگا وہ کس تہ کا جسکی ایسی امت ہے

یات و آثار میں فضائل امت نبویہ سجد و بشا رہیں اور سب سے بڑھ کر فضیلت
 ہے کہ محمد کی امت ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ بقدر حسنہ و جمالہ و قدرہ جیسا کہ آپ
 خاتم النبیین و جامع فضائل و کمالات انبیاء ہیں و یا یہی امت بھی خاتم الامم
 ہے اور مخصوص ہے ساتھ کمال دین و اتمام نعمت کے قولہ تعالیٰ الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ
 دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي اور بوجہ غایت محبت حبیب رب العالمین یہ امت محمدیہ
 بتدائیں بلا واسطہ اس خطاب سے مشرف ہوئی ہے کہ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ
 لِلنَّاسِ ہستید شما بہترین امت کہ خارج کردہ شدید برای شہادت۔ یون فضائل
 امت محمدیہ کے بہت کچھ ہیں مگر از انجملہ جو کتب سابقہ میں فضائل مذکور ہیں انھیں کہ اتفاقاً
 کرتا ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے کہ موسیٰ علیہ السلام نے پروردگار عالم کی جناب میں عرض کیا کہ کوئی امت
 میری امت سے زیادہ تیرے نزدیک معزز و عزیز نہ ہوگی کہ تو نے اُن پر بار کاسایہ
 کیا اور اُن کے لیے سن و سلوی بھیجا پس فرمایا خالق الورا نے کہ اے موسیٰ کیا
 تو نہیں جانتا کہ فضل امت محمدیہ تمام ام پر ہے جیسا کہ میرا فضل تمام مخلوق پر ہے پس
 عرض کیا موسیٰ علیہ السلام نے کہ الہی تو مجھے اس امت کو دکھلا حکم ہوا کہ تو میں
 دیکھ سکتا لیکن تجھ کو ہم اُن کی آواز اور باتیں سناتے ہیں پھر آواز آدمی پروردگار
 عالم نے اور جواب دیا انھوں نے باتفاق یکساں آواز لیک اللہم لیک
 حالانکہ وہ اس وقت اپنے مان باپ کے صلب و رحم میں تھے پھر منبر لیا

ارحم الراحمین نے کہ صَلَّوْا عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ وَعَفْوِیْ سَبَقَ عَذَابِیْ
 اور فرمایا کہ تمہاری دعا مقبول ہو قبل اسکے کہ تم دعا کرو اور جو کوئی مجھ سے ملے اس
 حال سے کہ وہ گواہی دیتا ہو ساتھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے تو میں اُسکے
 تمام گناہ بخشوں گا پھر کہا موسیٰ علیہ السلام نے کہ الہی کیا پیاری آواز ہو اس
 امت محمدیہ کی مجھ کو پھر ایک بار آواز سنوا۔ ابو نعیم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے
 راوی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حق تعالیٰ نے وحی بھیجی
 موسیٰ علیہ السلام پر کہ جو شخص مجھ کو پائے دران حالیکہ وہ منکر احمد ہو تو میں اُسکو دوزخ
 میں ڈالوں گا۔ عرض کیا موسیٰ علیہ السلام نے کہ احمد کون ہو فرمایا اجل شانہ نے
 کہ احمد وہ شخص ہو کہ اُس سے بہترین نے کوئی مخلوق پیدا نہیں کی ہو اٹھنا نام
 اپنے نام کے ساتھ عرش پر قبل پیدائش آسمان و زمین لکھا ہوا اور تمام خلق پر
 جنت حرام ہو جب تک کہ وہ اور اُسکی امت اُسین نہ داخل ہوں پھر موسیٰ
 علیہ السلام نے کہا کہ الہی اُن کی امت کے صفات بیان فرما۔ پس حق تعالیٰ
 نے صفات امت مرحومہ بیان فرمائے پھر عرض کیا موسیٰ علیہ السلام نے کہ
 الہی مجھے اُس امت کا نبی گردان حکم ہوا کہ اٹھا ہم جنس ایک نبی پیدا ہوگا
 پھر عرض کیا کہ الہی مجھے اُس نبی کی امت میں گردان وہب بن منبہ اووی
 ہیں کہ وحی بھیجی گئی اشعیا علیہ السلام پر کہ میں ایک ایسا نبی اُمتی بھیجوں گا

لے بری رحمت تیرے اور میری شان رحمت شان غضب پر غالب ہوا در میرا عفو میرے عذاب سے بڑھا ہوا ہو۔ ۱۲

اور تمام صفات بیان کیے کہ وہ نبی باین صفات و باین کمالات ہوگا اور اُسکی امت
 بہترین اُمت ہو اور وہ امت پابند و امر و نہی ہو اور مجھ پر ایمان لائی ہو اور مجھ کو
 ایک جانتی ہو اور جو احکام کہ اُنکے پیغمبر نے بیان کیے ہیں اُنکی وہ تصدیق کرتی
 ہو اور وہ محافظ اوقات نماز ہیں اور میں اُنکو الہام کرتا ہوں تسبیح و تکبیر و تحمید
 و توحید کا ہر موقع محل و سفر و حضر میں اُٹھتے بیٹھتے اور مسجد و نین اُنکی صف
 ایسی ہو جیسے کہ صفوف ملائکہ گرد عرش وہ میرے دوست ہیں اور مجھ کو مدد
 دینے والے ہیں اُنکے لیے اپنے دشمنوں کے ساتھ بدلہ نہیں کرتا میرے واسطے
 وہ نماز پڑھتے ہیں کھڑے اور بیٹھتے اور رکوع کرتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں
 اور اپنے ملک سے باہر نکلتے ہیں اور اپنا مال راہ خدا میں صرف کرتے ہیں اور
 میری رضا کے لیے قتال کرتے ہیں اُنکی کتاب خاتم کتب ہو اُنکی شریعت
 خاتم شریعت اُنکا دین خاتم ادیان ہو۔ اور جو کوئی اُنکا زمانہ پائے اور اُن پر ایمان
 نہ لائے اور اُنکے دین و شریعت کو قبول نہ کرے وہ میرا نہیں اور میں اُس سے
 بیزار ہوں اور وہ لوگ جب غضب میں آتے ہیں تو تحلیل کرتے ہیں اور میری تسبیح
 کہتے ہیں اور اُنکی باخبل اُن کے سینے میں ہو راتوں کو وہ رہبان ہیں اور دن کو وہ
 شیر ہیں وہ بڑا خوش نصیب ہو جو اُنکے طریقے پر ہو اور فرماتا ہو پروردگار ذلک فضل
 اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم رواہ ابو نعیم مدارج النبوة حضرت کفایت کی

یعنی یہ اسکا فضل ہو جسکو چاہے دے اور اسہ بڑے فضل والا ہو ۱۲

تاریخ بارہویں ربیع الاول اور بقول اصح دوم ربیع الاول ہوا ورنہ شریف مشہور یعنی مدینہ منورہ

ذکر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خليفة الاولين فيق سيد المرسلين فضل المشرب بعد الانبياء لتحقيق سببنا ابو بكر الصديق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تعریف صدیق رضی

صدیق اُسکو کہتے ہیں کہ جسکی قوت نظریہ مثل قوت نظریہ انبیای کامل ہو اور ابتداء سے
عبرے دروغ گوئی اور درو رویہ بات نہ کی ہو اور جملہ مقدمات دینی میں اُس سے
اخطا میں تمام صادر ہو۔ جس میں حفظ نفس کا بالکل لگاؤ نہ ہو اور یہ بھی صدیق کی علامات
ہو کہ اپنے ارادے میں مترو نہ ہو اور بحالت نماز وائین بائین التفات نہ کرے اگرچہ
اُس پر حادثہ عظیم پیش آئے اور اس کا ظاہر و باطن ایک ہو اور کسی پر لغت نہ کرے
اور علم تبصیر و یاکما حقہ جانتا ہو فتح الغریب حضرت صدیق ان تمام صفات سے
ہو صوف تھے اور ہمیشہ قول و فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر و غائب
تصدیق فرماتے تھے اس لیے صدیق کے لقب سے ملقب ہوئے۔

خواجہ علاء الدین عطار علیہ الرحمۃ رسالہ قدسیہ میں فرماتے ہیں کہ اہل تحقیق برانند کہ
امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ بعد از حضرت رسالت از خلفای رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کہ بر امیر المومنین مقدم بودہ اند ہم بہ نسبت باطن تربیت یافتہ اند شوق الطریق

شیخ ابوطالب کی قدس السدر و حدیث کتاب قوط القلوب فرمودہ ہے کہ قطب الزمان
 در ہر عصر الی یوم القیامتہ در مرتبہ و مقام نائب مناب حضرت صدیق ست رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ و آن سہ دیگر از او تا وہ کہ فرود تر از قطب اند و ہر زمان نائب مناب آن
 سہ خلیفہ دیگر اند رضی اللہ عنہم اجمعین۔ تم عبارتہ۔ الغرض آپ کے فضائل شمار
 ہین از انجملہ کی از صد ہزار بیان کیے جاتے ہین۔ حضرت رسالت علیہ الصلوۃ
 و التحیۃ نے ارشاد فرمایا ہو کہ **فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ اخْتَارَ صَاحِبَكُمْ خَلِيفَةً وَ لَوْ كُنْتُ مُتَخِذًا
 أَحَدًا خَلِيفَةً لَوَلَّيْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيفَةً** اور تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہو کہ
 سورہ و اللیل حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی اُس
 سورہ میں لفظ التقی سے مراد حضرت صدیق ہین اور اشقی سے مراد امیہ بن خلف
 ہو کہ جس نے حضرت بلال کو تکلیف کے ساتھ مقید رکھا تھا اور صدیق اکبر نے اُس
 ظالم کے قبضے سے چھڑایا تھا۔ اور دوسری آیت **إِنَّ أَوْلَىٰ الْأُمَمِ بِالْإِسْلَامِ لَأُولَٰئِكَ** یعنی
 حضرت مدوح کی شان میں ہو جس سے انکی افضلیت ظاہر ہو اور اس سے
 کمال مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ظاہر ہو کہ حق تعالیٰ جل شانہ نے بمقام
 دل جوئی نبی کریم سورہ و النضحیٰ میں وعدہ فرمایا ہو **وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ**
 اسی طرح سورہ و اللیل میں حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں وعدہ
 فرمایا ہو کہ **وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ** یعنی یقیناً راضی ہوگا ابو بکر خدائے تعالیٰ
 سے یا خدائے تعالیٰ اُس سے بہر حال مدعا حاصل ہو۔ و نعم باقیل

بخت اگر بد کند دامنش آدم بکشت | اگر کیشم زہی طرب در بکشد زہی شرف

حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کسی کا مجھ پر احسان نہیں سوائے ابو بکرؓ کے۔ اُسکے وہ احسانات مجھ پر ہیں جسکا بدل مجھ سے نہو اقیامت میں حق تعالیٰ اُسکے مکافات کا متکفل ہو۔ اور سرور کائنات نے آخر حیات میں وفات سے چند روز پہلے خطبہ پڑھا جس میں مناقب و مناقب اہل بیت و اہل بیت کے تھرا بخلہ یہ تھا کہ مجھ پر کسی کا احسان نہیں جتنا کہ صدیق کا احسان ہو اسنے اپنی لڑکی میرے نکاح میں دی اور مجھ سے مہر نہ لیا اور بلالؓ کو خرید کر آزاد کیا اور مجھ کو دارالہجرۃ سے مع اسباب سفر و زادرا حلہ اٹھا کر لایا اور ہر وقت میرے ساتھ جان و مال سے رفاقت دی اب تمام درویشانے مسجد کے بند کردو سوائے دروازہ ابو بکرؓ کے اور خود پروردگار عالم اخلاص دلی حضرت صدیقؓ پر گواہی دیتا ہو اور فرماتا ہو کہ یہ کوئی کام نہیں کرتا الا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی ایسی رضامندی کا مرتبہ سب سے بلند ہے کہ اس میں طمع ثواب و دفع عذاب مقصود نہیں حدیث میں آیا ہے کہ جب حضرت صدیقؓ نے غلام و کنیز مسلمین بصرہ زر کشیر خرید کر آزاد کیے تو آپ کے والد ابو قحافہؓ نے ملامت کی اور کہا کہ اگر تم کو آزاد ہی کرنا تھا تو ایسے غلام خریدتے اور آزاد کرتے جو قابل کسب لائق لداؤ ہوتے بخلاف اُسکے تمنے ایسے غلام و کنیز خریدے کہ آزاد ہی کے بعد بھی

لے مگر اپنے برترین پروردگار کی رضا جوئی کے لیے ۱۲

انکھان ویا چہ تھا ہے ہی فے ہو آپ نے فرمایا کہ یہ کام میں نے بغرض
 رضا مندی پروردگار کیا ہے نہ کسی اور غرض سے۔ الغرض حضرت صدیق رضی
 الزویا و شوکت اسلام و مهم ہجرت و خرید زمین مسجد و حمایت مسلمانان میں تمام مال
 خدائے رسول ذوالجلال کر دیا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ بوجہ تنگ دستی کے
 لباس پوشیدنی تک نہ رہا ایک روز کمل بجائے کرتے گلے میں ڈال اور تنکون
 سے اُسکو باہم مربوط کر کے مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے
 اتنے میں جبریل علیہ السلام آئے اور پوچھا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم باوجود مال
 و متاع آج ابوبکرؓ کو کیا ہوا جو لباس فقر بیٹھا ہوا ہے فرمایا کہ میرے کام میں اور خدا کی
 راہ میں اپنا مال تمام صرف کر کے مفلس ہو گیا ہے۔ یہ سنکر جبریل علیہ السلام نے
 کہا کہ حق تعالیٰ ابوبکرؓ کو سلام کہتا ہے اور پوچھتا ہے کہ اس فقیرین تو مجھ سے راضی ہے
 یا کچھ کہرت رکھتا ہے یہ سنتے ہی صدیق اکبرؓ پر ایک حالت طاری ہوئی اور مانند
 ارباب وجد جھومتے تھے اور کہتے تھے کہ میں اپنے پروردگار سے کیونکہ وہ
 رکھون اَنَا رَاضٍ عَنْ رَبِّي اَنَا رَاضٍ عَنْ رَبِّي فتح الغریزہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی
 فرماتی ہیں کہ ایک شب شب ہتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیٹے ہوئے
 تھے اور حضرت کاسر مبارک میری گود میں تھا میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا
 بھی کوئی شخص ہے جسکے حسنت مثل شمار ستارگان آسمان ہوں فرمایا کہ ہاں
 عمرؓ کے حسنت مقدار شمار ستارگان ہیں میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صدیقؓ

کے حنات کمان گئے فرمایا کہ عمرؓ کے تمام حنات ابو بکرؓ کے ایک حنہ کے برابر ہیں
 مدارج النبوة جابر بن عبد اللہ صنفی ۸۰۰ سے مروی ہے کہ ہم ایک روز قریب دروازہ
 سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بڑی جماعت کے ساتھ تہاجرین و انصار کا فخر تھے
 اور آپس میں لوگوں کی بزرگی و فضائل بیان کر رہے تھے باتون باتون میں ہماری
 آواز بلند ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور فرمایا کہ تم لوگ کس شغل
 میں ہو عرض کیا کہ بعض لوگوں کے فضائل و بزرگی بیان کر رہے ہیں فرمایا کہ اگر تم
 ایسا کرتے ہو تو خبردار کسی کی ابو بکر صدیقؓ پر نفرت دیم نکرنا کیونکہ وہ تم سب میں
 افضل ہے دنیا و آخرت میں ابوذرؓ داراوی ہیں کہ ایک روز میں راستے میں صدیق اکبرؓ
 کے آگے آگے جا رہا تھا ناگاہ رسول کریم علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ و التسلیم سے اتفاقاً راہ
 میں ملاقات ہوئی فرمایا کہ تو کس کے آگے آگے جا رہا ہے کہ جو تجھ سے دنیا و آخرت
 میں بہتر ہو اور فرمایا کہ اللہ کوئی شخص ایسا نہیں جو بہتر ابو بکرؓ سے ہو بعد انبیا و
 مرسلین کے۔ اور یہی حدیث ابن ہشام نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
 سے باین سلسلہ روایت کی ہے کہ وہ اپنے والد امام باقرؓ اور وہ سیدنا زین العابدینؓ
 اور وہ سید الشہداء حضرت سیدنا امام حسینؓ شہید دشت کربلا اور وہ امیر المؤمنینؓ
 سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم روایت کرتے ہیں کہ میں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آفتاب نے طلوع و غروب نہیں کیا اُس پر
 جو ابو بکرؓ سے بہتر ہو بعد انبیا و مرسلین کے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

کہ میں ایک روز رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں حاضر تھا۔
 فرمایا کہ اب ایک ایسا شخص آ رہا ہے کہ حق تعالیٰ نے میرے بعد اُس سے بہتر
 کسی کو پیدا نہیں کیا اور اُسکی شفاعت قیامت میں مثل سفیہ ان ہوگی حضرت
 جابر فرماتے ہیں کہ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ حضرت صدیق تشریف لائے اور حضرت
 علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ اُٹھے اور پیشانی پر بوسہ دیکر اپنی بغل میں ایک ساعت دبائے
 ہے اس حدیث سے فضائل حضرت صدیق اور یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جس طرح
 رضامندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت امت میں محصور ہر اسی طرح
 رضامندی صدیق بھی امت کی شفاعت میں ہو کیونکہ رضا سے صدیق صواب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فانی ہو ابو مسعود انصاریؓ فرماتے ہیں کہ صدیق اکبرؓ
 سے میں نے سنا فرماتے تھے کہ قبل بعثت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے نور عظیم کعبہ پر نازل ہوا ایمان تک منتشر
 ہوا کہ کوئی جگہ کعبہ شریف کی اسکے پر تو سے خالی نہ رہی اور پھر وہ نور میرے
 مکان میں آیا جب صبح ہوئی تو میں نے وہ خواب ایک یہودی سے بیان کیا اُس نے
 کہا کہ یہ خیال ہو اسکا کچھ اعتبار نہیں اتفاقاً مجھے سفر درپیش ہوا وہاں بحیرانامی
 ایک اہب تھا اُس سے ملاقات ہوئی میں نے وہی خواب پھر اُس کے
 آگے بیان کیا اُس نے کہا کہ تو کون ہو میں نے جواب دیا کہ اہل قریش سے ہوں اہب نے
 کہا کہ تم میں سے ایک شخص پیغمبر ہوگا اور تو اسکا وزیر ہوگا اور بعد اوقات

پیغمبر موصوف تو اسکا خلیفہ ہوگا جبوقت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور مجھکو دعوت اسلام دی تو میں نے کہا کہ اس دعویٰ کی دلیل چاہیے فرمایا کہ میری رسالت کی دلیل تیرا وہ خواب ہے جسکی تعبیر بحیرار اہب نے تجھے دی تھی حضرت صدیق فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یہ آپ نے کس سے سنا فرمایا جبریل امین سے پس میں نے کہا کہ لا الہ الا اللہ انت رسول اللہ خزینۃ الاصفیا صاحب شواہد النبوة لکھتے ہیں کہ فرمایا حضرت صدیق نے کہ میں ایک روز ایک سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھا تھا یکایک اُس درخت کی شاخ میری طرف جھکی یہاں تک کہ وہ میرے سر پر آگئی اور اُس میں سے آواز آئی کہ فلان وقت ایک پیغمبر آخر الزمان پیدا ہوگا تجھکو چاہیے کہ تو اسکی تصدیق کرے اور سب سے پہلے تاکہ تو صدیق ہو جائے یہ منکرین نے کہا کہ میں اور صراحت چاہتا ہوں کہ وہ کون پیغمبر ہو اور کیا نام ہو آواز آئی کہ محمد ابن عبد اللہ قریشی مکی ہاشمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے کہا کہ وہ تو میرا حبیب و انیس ہے پھر اُس درخت سے میں نے عہد لیا کہ جبوقت وہ مبعوث ہوں مجھے خبر دے پس جبوقت رسول پاک مبعوث ہوئے تو میں اُس درخت کے پاس گیا آواز آئی کہ ہو شیار باش ای سپر ابو قحافہ کہ وحی بر محمد نازل شد پس سبقت کن کہ از سابقان ہاشمی و تصدیق کن کہ از صدیقان ہاشمی۔ اُسوقت دوت رسالت پر حاضر ہوا اور کہا کہ اشدان لا الہ الا اللہ و شہد انک رسول اللہ خزینۃ الاصفیا

ملفوظات از منہات ابن حجر عسقلانی

جو شخص قبرین بلا توشہ یعنی بلا عمل داخل ہو اگویا وہ سوار ہو اور یا میں بغیر کشتی کے ولہ جبکی زبان فاسد ہوتی ہے اُسپر انسان روتے ہیں اور جبکا قلب فاسد ہوتا ہے اُسپر فرشتے روتے ہیں ولہ تین چیزیں تین چیزوں سے حاصل نہیں ہوتی دولت خواہش سے جوانی خضاب سے صحت و ایون سے ولہ پانچ تاریکیاں ہیں اُسکے چراغ بھی پانچ ہیں الفت دنیا تاریکی ہے اور تقویٰ اُسکا چراغ ہے گناہ تاریکی ہے توبہ اُسکا چراغ ہے قبر تاریک ہے اُسکا چراغ کلمہ طیبہ ہے آخرت تاریک ہے اُسکا چراغ عمل صالح ہے بل صراط تاریک ہے اُسکا چراغ یقین ہے ولہ بخیل سات چیزوں میں سے کسی ایک چیز سے بچ نہیں سکتا وہ مرجاتا ہے اُسکا مال صرف کے ہاتھ آتا ہے اور وہ نئے کاموں میں صرف کرتا ہے یا اُسپر حق تعالیٰ بادشاہ ظالم مسلط کرتا ہے جو اُسکو ذلیل کر کے مال چھین لیتا ہے یا اُسکو ایسی شہوت نفسانی پیدا ہوتی ہے کہ اُس میں مال صرف کرتا ہے یا اُس میں ویران زمین آباد کرنے کی عقل پیدا ہوتی ہے یا تعمیر کا شوق ہوتا ہے اُس میں وہ مال خرچ کرتا ہے یا اُسپر کوئی مصیبت دنیوی ایسی آتی ہے جس میں اُسکا مال برباد ہوتا ہے جیسے چوری یا مال کا جلنا یا ڈوب جانا یا ہمیشہ کا کوئی مرض پیدا ہونا یا کسی جگہ دفن کر کے بھول جانا ہے اور وہ مال

مفت ہاتھ سے جاتا رہتا ہے ولہ آٹھ چیزوں کی زینت آٹھ چیزوں سے ہے
 فقیری کی زینت پرہیزگاری سے اور نعمت کی شکر سے مصیبت کی زینت
 صبر سے علم کی حلم سے اور متعلم یعنی علم سیکھنے والے کی زینت عاجزی سے خوف
 کی زینت کثرت بکاس سے اور احسان نہ رکھنا احسان کی زینت اور نماز کی زینت
 خشوع سے ولہ عبادت کرنے والوں کی تین قسمیں ہیں اور ہر قسم کی تین
 علامتیں ہیں ایک وہ ہیں جو خوف خدا عبادت کرتے ہیں دوسرے بغرض
 امید ثواب و دفع عذاب عبادت کرتے ہیں تیسرے وہ جو محبت و اخلاص
 سے عبادت کرتے ہیں قسم اول کی تین نشانیاں ہیں اپنے کو حقیر جانا اور
 بھلائیوں کو کم بُرائیوں کو زیادہ سمجھنا۔ قسم دوم کی تین نشانیاں ہیں کہ وہ
 شخص پیشوایے عالمیان ہوتا ہے اور سخی ہوتا ہے اور حق تعالیٰ کے ساتھ
 حسن ظن رکھتا ہے اور تیسرے قسم کی تین علامتیں ہیں اس کی راہ میں اپنی
 چیز دینا اور پر و انکرنا اور ہمیشہ خلاف خواہش نفس کے عمل کرنا اور اپنے
 مولا کے امر و نواہی کا پابند رہنا ولہ چون بندہ عجز خویش از شناخت ذات
 خدا تعالیٰ بداند از طبقہ خدا شناسان بہ شد از بہر آنکہ غایت فکر و تہمت
 انظرت تا بدینجا پیش نہ رسید و گفته اند لَا يَعْرِفُ اللَّهَ إِلَّا اللَّهُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ

۱۔ ایک رسالہ سنی تحفہ الصدیق میرے بہان قلی ہی اسمین حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ملفوظات ہیں اس کی نقل

لفظ بلفظ کر دی گئی اگر ترجمہ کیا جاتا تو وہ لطف نہ رہتا ۱۲

و له بانزدل مصائب و حدوث نوائب صبر باید کرد و بگردن جمع نباید گشت چهر
 پنج مصیبت را ضائع نگرداند و مردم را بنیاب مخلد و سعادت مؤبد رنسا
 و جزع فوائده و ثواب را باطل گرداند و آن کس که مرده است باز نیاید و له
 هر چه بمردم رسد در دنیا از اصناف بلیه و انواع اذیت مرگ از انجمله سخت
 ترست و هر چه بمردم رسد در عقبی از هول جواب و خوف حساب و عقاب
 مرگ از انجمله آسان ترست و له هر مسلمانی که او را مصیبتی بفتند باید که از وفات
 رسول خدا بیندیشد و آن مصیبت را پیش خاطر آورد تا مصیبت بر او سهل
 گردد و رنج او بر راحت بدل شود و اجر جمیل و ثواب جزیل ندر خرد و له مردمان
 ثائفند از عاقبت کار و خاتمت روزگار خویش هیچ مرغی که بر درخت می پزد
 و میوه می خورد و از سر انجام حال خویش خبر ندارد هرگز تیر و دام صیادان را
 پیش خاطر نیارد و له ای کسیکه جماعتی را پیشوا می ست و طائفه زلفت را
 سخت سرگشته و از راه برگشته اگر صبر کنی و بردشنامی شریعت راه بری بگمراست
 ابدی و سعادت سرمدی سرفراز گشتی و اگر بچنین خط کنی در ظلمات شهوات وی بندریایی
 حیرت و غمراست شدت افتی ۱ که با در راه اسلامی
 سولای عصیان مرو ز راه نجات ۲ فسق و رشدها همچو ظلمت نور
 کس نرفت ز نور در ظلمات ۳ و له گفتار تو نباید که لغو باشد نه در
 حال عفو و نه در حال عقوبت چه اگر گفتار تو لغو باشد هیچکس از عفو و امان تو

شاد نباشد و هیچکس از تهدید و تحولیت تو نه هر اسد و له چون نیکی از تو در گذرد
 بشتاب و آن نیکی را در یاب و چون بدی ترا در یاب بگریز و از آن بدی به سیر
 و له خویشتن را نگا دارد و سر و علانیه طریق سداد و سنن رشاد را نگذازد که
 خدای عز و جل را چشمهاست از علم و قدرت که ضامرو سر از تر الا یخفی علیه
 خافیه بدان چشمها می بیند و در حرکات و سکنت ترا مشاهده می کند و العلم عندهم
 و له مرد فاعل را طریق احتیاط نگه باید داشت و مفتاد در از حلال که در آن شایسته
 شبهه و را الحکم بریبه نباشد باید طلبید تا از موانع حرام و مواضع آثام رسته باشی
 و له خدای تعالی را مطیع تر فرمان آور اسبج ترا نکس باشد که گناه خویش را
 فرو گذارنده تر و معصیت خویش را دشمن دارنده تر باشد و له از خدای عز و جل
 تبرس و در سر و علانیه پیرمیزگار باش که خدای تعالی چنانکه ظاهر ترامی بیند
 باطن ترا نیز می بیند و له مردم را میازار تا مردم ترا نیاز دارند و خلق را از خویشتن
 خوشنود و از اخلق ترا از خویشتن خوشنود دارند و له آنچه گفتنی است بیالفت
 و آنچه نهفتنی است بیاید نهفت و کار بار اسهل نباید گرفت و سر خویش را
 چون علانیه بصحران باید گذاشت و اگر چنین کنی نظام از کار و صلاح از روزگار
 پسندیده نیاید و له از صاحب مشوره خویش هیچ چیز پنهان مدار تا او تدبیر
 بواجب بتواند کرد و خیر شر لحوال تو خواهد نمود چه اگر بخلاف این کنی آنچه
 بتو رسد از ملامت و ندامت بواسطه نقس خویش رسیده باشد و له نفس را از

شهوت بازدار که اگر غنان او بدست شهوت دهی و آنچه مقتضای اوست در کنار
 او نمی پیوسته بسوی او گردانند و بعد ازین تهدید او متعذر گردد و له با همسایه
 بدی مکن و روی بمعادات او میارچه تو و همسایه تو چون از دنیا روند آن بدی
 عقب تو خواهد ماند و له چون پیغمبر صلی الله علیه و سلم خواست که با اهل کلمه
 صلح کند عمر بن الخطاب رضی الله عنه ازین کار انکار می کرد صدیق اکبر فرمود
 یا عمر دست در رکاب او زن که هر چه کند حق کند و له بنده نیک بخت نزد
 خدای عز و جل آنکس باشد که از تابان شاد شود و گناهکاران را آمرزش
 خواهد و روی گردانندگان را از خیرات بخیرات یاد کند و نیکوکاران را بر نیکوکاری
 یاری دهد و له مرد را باید که با خواص صالح و اعوان ناصح مجالست کند تا اگر
 نیک کند ایشان او را یاری دهند و اگر بد کنند او را ازان باز آرند و له تا من
 اطاعت خدای عز و جل و رسول او دارم شما نیز اطاعت من مکن ازید و
 در زیر این کلمه اسرار بسیارست هر که از هوای نفس و طمع و خشم دور باشد
 درین جهان از رستگان بود و له آدمی را فخر نباید کرد از بهر آنکه فخر نزد آنکس
 را که از خاک آمده باشد و باز بنجاک خواهد رفت و طعمه کرمان خواهد گشت امر و
 اگر چه زنده است فردا مرکب عمر بسر آید و رخت اقامت بگورستان برد و یایوم الحشر
 آنجا بماند و له از دعای بد مردم ستم رسیده باید ترسید که زخم آن بدتر از صد هزار تیغ
 برنده باشد و له مساعت نمایند و در افعال خیر و اعمال نیک تا بر حمت یزدانی و نعمت او ایستند

بعض خوارق عادات

صاحب خزینۃ الاصفیاء لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان پر چند مہمان آئے اور صدیق اکبر موجود نہ تھے حاضرین خانہ نے طعام ماحضر پیش کیا مہمانوں نے انکار کیا کہ ہم بغیر صاحب خانہ کے آئے کھائیں گے۔ اتنے میں حضرت صدیق تشریف لائے اور طعام ماحضر پیش کیا گیا مگر وہ کھانا اتنا نہ تھا جو سب کے لیے کافی ہوا حضرت صدیق بھی مہمانوں کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھ گئے خدا کی شان کچھ ایسی برکت ہوئی کہ جتنے لقمے کھاتے تھے اُس سے زیادہ اُس میں موجود پاتے تھے یہاں تک کہ تمام مہمان و حاضرین مجلس وغیرہ پیٹ بھر کے کھا چکے اور کھانا پہلے سے تگنا باقی رہ گیا۔

مرض الموت میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام متعلقین کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کیا اور اپنے مملوکہ اسباب کے لیے وصیت کی کہ تین لڑکیوں پر تقسیم کر دینا حضرت موصوفہ نے عرض کیا کہ اباجان میرا تو سولے ایک بہن کے دوسری بہن نہیں ہو آپ یہ کیا فرماتے ہیں۔ کہا کہ میری اہلیہ حاملہ ہو غالباً اسکے لڑکی ہوگی اور ویسا ہی ظہور ہوا۔ حضرت موصوفہ کا سن شریف ۶۳ برس کا تھا ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ ہجری شب سہ شنبہ میں وصال ہوا۔

حسب وصیت حضرت صدیقِ روضہ پاک سرورِ لولاک کے پاس جنازہ لے گئے اور عرض کیا کہ ابو بکر حاضر ہو پس روضہ منورہ کا دروازہ کھلا اور آواز آئی کہ دوست کو دوست کے پاس پہنچاؤ و رضی اللہ تعالیٰ عنہ خزینۃ الاصفیاء حرامین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعتِ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اثر زہر مار جو جاتا رہا تھا پھر بوقتِ حلت اُس زہر نے عود کیا اور حسین آپ کی رحلت ہوئی اور اسمین بھید تھا کہ آپ کو درجہ شہادت حاصل ہو چنانچہ جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بھی بسبب اسی سِر کے بعد اثر زہر ہوئی تھی۔ الکلام لبین فی آیاتِ رحمۃ العالمین مولفہ مفتی عنایت احمد صاحب فرامردہ

ذکر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شمعِ شبستانِ اہل تحقیق سلسلہ جنابانِ صدیقِ رفیقِ رسولِ پاکِ زمینِ زمان حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ ابستہ عمر میں آپ مجوس تھے اسکے بعد دینِ موسوی اختیار کیا پھر دینِ نصاریٰ میں داخل ہوئے۔ جس راہب کے ہاتھ پر حضرت سلمانؑ نے دینِ نصاریٰ میں بیعت کی اُسے بوقتِ آخر آپ کو بشارت دی کہ ایک پیغمبرِ آخر الزمان مینے میں مبعوث ہوگا تجھے لازم ہو کہ اُس کا دین قبول کرے اور یہاں سے

مدینہ کو چلا جائے۔ بعد وفات راہب مذکور حضرت مسطور عازم مدینہ ہوئے
 اثنائے راہ میں آپ کسی تہمت میں گرفتار ہوئے۔ اور مدینہ میں فروخت
 کیے گئے بعد بعثت نبی کریم ﷺ اسد علیہ وسلم دین اسلام سے مشرف
 ہو کر باپا در رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلامی سے خلاصی پائی اور صحبت
 رسول اللہ میں ہمیشہ ممتاز رہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 راوی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ اسد علیہ وآلہ وسلم نے السَّبَاقُ مِنَّا
 أَنَا سَابِقُ الْعَرَبِ وَصُحَّابِ الدُّوْمِ وَسَلَمَانُ سَابِقُ الْفَرَسِ وَبِلَالٌ سَابِقُ الْحَبَشَةِ
 اور بروز خندق حضرت سلمان کی شان میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے کہ سَلَمَانٌ وَمِنَّا أَهْلُ الْبَيْتِ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو
 والیہ دائن کیا تھا عہد خلافت خلیفہ ثالث میں شہر مدائن میں وفات پائی
 نقل ہے کہ قریب وفات حضرت ممدوح نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ تھوڑا سا
 شک پانی میں گھول کر میرے اطراف چھڑک دے اس لیے کہ اب وہ
 قوم میرے پاس آنے والی ہے جو انس ہی نہ جن آپ کی خاتون نے حسب الحکم
 تعمیل کی اور باہر گئی پھر حجرے میں سے آواز آئی کہ السلام علیک یا صاحبہ
 رَسُوْلُ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبِ اللّٰہِ یہ آواز سن کر صاحبہ موصوفہ اندر
 تشریف لے گئیں دیکھا کہ وفات پا چکے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ صاحب
 شواہد النبوة فرماتے ہیں کہ سعید بن مسیب عبد اللہ بن سلام سے راوی ہیں

کہ ایک روز سلمانؓ نے مجھ سے کہا کہ ہم دونوں میں سے جو کوئی پہلے مرے
 خواب میں آکر ایک دوسرے سے کیفیت بیان کرے جسوقت حضرت
 سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اُسکے بعد وہ میرے خواب میں
 آئے اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ میں نے بعد جواب سلام پوچھا کہ کہو
 حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا فرمایا کہ لطف و کرم بہ سبب توکل و رضا۔
 آپ کی وفات سلمہ ہجری میں ہو اور عمر شریف بقول صحیح دو سو پچاس
 برس کی تھی مولف خزنہ الاصفیاء تاریخ وفات یون لکھتے ہیں ۵۰
 روح پاکش پاک بود و پاک رفت ہست سال ارتخاش پاکباز

ذکر حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عالم باعمل کامل مکمل قدوۃ الفقہاء زبدۃ العلماء چراغ محفل عارفین مشعل بزم صدیقین
 حبیب الرب الاحد امام قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ کبار تابعین سے
 ہیں علم فقہ میں مدینہ طیبہ میں آپ کا عدیل نہ تھا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ
 جو آپ کی بھوپھی تھیں انھیں کے پاس آپ نے تعلیم و تربیت پائی پچھی
 ابن معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں شہر مدینہ میں علم و عمل و فضل و فقہ و حدیث
 و تفسیر و علوم طریقت و حقیقت میں انکا مثل میں نے نہیں دیکھا عمر بن عبد العزیز
 فرماتے ہیں کہ اگر خلافت کا کام میرے اختیار میں ہوتا تو میں امام قاسم

کے سپرد کرتا۔

سوبرس سے زیادہ سن شریف تھا باتفاق اہل سیرۃ سہ ہجری میں وفات پائی
اور بعض سال وفات ۱۱۱۱ھ ہجری لکھتے ہیں۔ سال وفات ازخزینۃ الاصفیا
قطب ان سالک بخوان عارف بگو ہم ولی اللہ قسم کن والسلام

ذکر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خسر و ملت مصطفیٰ برہان حجت مرتضیٰ عالم علوم اولین و آخرین پیشوا
اولیائے متقدمین و متاخرین رہنمائے خدا پرستان امام محمدیان عارف
عاشق ابو محمد امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ الغرض بجمیع صفات موصوف
اور زمین و زمان میں مشہور و معروف تھے۔ **نقل** ہے کہ داؤد بن علی بن
عبد اللہ بن عباس نے حضرت امام کے غلام کو مارا اور مال و متاع سب
چھین لیا۔ حضرت مدوح داؤد کے مکان پر گئے اور کہا کہ تو نے جو کچھ میرے
غلام کے ساتھ کیا بہت بُرا کیا میں بد دعا کروں گا اُس نے حقارت سے کہا
کہ تو مجھ کو بد دعا کرنے سے ڈراتا ہے۔ یہ سن کر حضرت امام واپس آئے اور شب
کو داؤد کے غلاموں نے داؤد کو مار ڈالا۔ ابو نصیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
میں نے چند اشخاص کو حضرت امام کی خدمت میں جاتے ہوئے دیکھا میرا بھی دل
چاہا کہ اُن کے ساتھ میں بھی شرف زیارت سے مشرف ہوں پس میں

اُن کے ہمراہ ہوا حالانکہ میں اُس وقت جنابت کی حالت میں تھا حضرت امام
 نے فرمایا کہ اے ابونصیر اہل بیت کے یہاں ایسی حالت میں آنا تجھے مناسب
 نہیں عرض کیا کہ یا بن رسول اللہ مجھ کو شوق دیدار یہاں کھینچ لایا فرمایا کہ اگر
 تو غسل کر کے آتا تو دیدار و ثواب دونوں تجھ کو میسر ہوتے نقل ہے کہ ایک روز
 حضرت امام کا گزر ایک عورت کے گھر پر ہوا کہ وہ اپنے آگے گئے مری
 ہوئی پر نالہ و منہ زار کر رہی تھی اور کہتی تھی کہ میں اور میرے بچے اطفال
 اسکے دودھ پر پرورش پائے فاقہ کرتے تھے افسوس کہ آج وہ ذریعہ معیشت بھی
 ہاتھ سے گیا الغرض حضرت امام نے اسکے حال زار پر رحم فرما کر کہا کہ تو
 چاہتی ہو کہ گائے زندہ ہو جائے اسنے کہا کہ اے شخص تو مجھ ضعیفہ سے
 کیون ہنسی دل لگی کرتا ہوں فرمایا کہ واللہ میں ہنسی سے نہیں کہتا اور دعا
 کی اُسی وقت وہ زندہ ہو گئی اور ضعیفہ بہت خوش ہوئی خزینۃ الاصفیا
 نقل ہے کہ حضرت امام حج کو جاتے تھے راستے میں حضرت امام کو بھوک
 لگی ایک کھجور کا درخت سوکھا ہوا تھا اسکی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے
 درخت ہمارے لیے کچھ کھانے کی تیاری کر تھو رومی دیر میں وہ درخت تر و
 تازہ ہوا اور خوشہ تازہ سے بار آور ہوا حضرت امام نے آواز دی کہ آؤ
 کھاؤ راوی کہتا ہے کہ میں بھی اُس وقت حاضر تھا وہ کھجور ایسی شیرین اور
 لطیف تھی کہ عمر بھر کبھی ایسی کھانے میں نہیں آئی تھی ایک شخص وہاں

بدبخت بھی تھا اُس نے کہا کہ تو بڑا ساحر ہے کہ تیرے سحر نے کیا اثر کیا فرمایا یہ سحر
 نہیں ہوا سکودے مستجاب کہتے ہیں اگر تو امتحان چاہتا ہی تو دیکھ کہ مین
 تیری صورت مسخ ہونے کے لیے دعا کرتا ہوں تیری صورت ہشکل سگ
 ہو جائے گی پس اس اعرابی نے بطور استہزا کہا کہ اچھا دعا کرو آپ نے دعا
 کی کہتے کی شکل ہو گئی دم ہلاتا ہوا اپنے گھر کی طرف چلا حضرت امام نے اپنا
 ایک خادم اُس کے ساتھ کر دیا۔ الغرض کتنا اپنے گھر میں آیا گھر والوں نے مار کر اسکو
 محال دیا پھر وہ محروم روتا ہوا حضرت امام کے پاس آیا اور خاک پر لوٹا ایسی
 حرکتیں کیں جس سے انتہا کی عجز و انکساری ظاہر تھی۔ امام کو رحم آیا پھر آپ
 نے دعا کی آپ کی دعا کی برکت سے پھر وہ اصلی حالت پر آگیا (خزینۃ الصغیر)
 صاحب شواہد النبوة لکھتے ہیں کہ مجھ سے کسی نے کہا کہ مین ایک جماعت
 کے ساتھ حضرت امام کی خدمت میں حاضر تھا وہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ
 کے معجزے کا ذکر ہوا کہ حضرت خلیل علیہ السلام نے حسب حکم الہی چار جانوں
 فوج کیے اور انکا گوشت ریزہ ریزہ کر کے ملا دیا پھر سب کو زندہ کر دیا۔ امام نے
 فرمایا کیا تم بھی ویسا ہی تماشا دیکھنا چاہتے ہو حاضرین نے عرض کیا کہ ہاں
 یا ابن رسول اللہ حضرت نے آواز دی کہ اے طاؤس اے غراب اے
 بازو اے کبوتر معاً چاروں جانور حاضر ہوئے چاروں کو فوج کیا اور ریزہ ریزہ کیا
 اور ملا دیا اور ان چاروں کے سر علیحدہ رکھ دیے راوی کہتا ہے کہ ہم نے دیکھا ہے

کہ سب کے گوشت ایک جگہ ملا دیے گئے تھے بعد حضرت امام نے سرطاؤس اٹھایا اور کہا کہ لے طاؤس اس آواز کے ساتھ جس قدر اجزائے طاؤس تھے سب اس سرطاؤس میں آکر مل گئے اور وہ زندہ ہو کر اڑ گیا اس طرح او تینوں جانور بھی زندہ ہو کر اڑ گئے۔ نقل ہے کہ ایک شخص جو حضرت کے دوستوں میں تھا کعبہ شریف کو جاتے وقت دس ہزار درم حضرت کے سپرد کیے اور کہا کہ آپ میری واپسی تک میرے لیے ایک سرے خرید لیکھئے تاکہ میں بعد پسپائی میں آکر رہوں۔ جس وقت وہ حج کو چلا گیا حضرت نے وہ تمام درہم راہ خدا میں صرف کر دیے جب وہ حج سے واپس آیا اور سرے کا طالب ہوا فرمایا کہ میں نے تیرے لیے جنت میں ایک سرے خرید رکھی ہے جسکی حدود شاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایوان منور سے ملتی ہے اور حد ثانی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اور حد ثالث و رابع ایوان حسنین سے ملتی ہے اور میں تجھ کو نوشتہ دیتا ہوں یہ لکھ کر آپ نے نوشتہ دیا اُس نے اسکو اپنے پاس حفاظت سے رکھا اور مرتے وقت وصیت کی کہ یہ کاغذ میرے کفن میں رکھ دینا بعد وفات اُس کے متعلقین نے حسب وصیت عمل کیا وفات کے دوسرے روز وہی کاغذ دستخطی امام قبر سے باہر نکلا اور اُس پر لکھا ہوا تھا کہ جعفر بن محمد نے جو کچھ اسمین لکھا تھا وہ وعدہ نکالیا خیر منہ الا صفیاء داؤد طائی رحمۃ اللہ

۱۱ وفات روز شنبہ پانزدہم ربیع الاول ہجری ۱۱۱۱ قمریہ بروز بدوہ خود رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۱۱

علیہ نے حضرت امام سے کہا کہ میرا دل سیاہ ہو گیا ہے مجھ کو کچھ نصیحت کرو
 امام نے کہا کہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ قیامت میں رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم اگر مجھ سے پوچھیں کہ تو نے میری متابعت کا حق کیوں نہیں ادا کیا
 تو میں کیا کہوں گا اس لیے کہ یہ کام سباً صحیح نہیں ہے یہ کام عمل کے ساتھ
 ہو پس داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے اور کہا کہ الہی جسکی معجون طینت آب نبوت
 سے ہے اور جسکی ترکیب طبیعت اہل برہان و محبت رسول سے وہ اس حیرانی
 میں ہے تو داؤد کا کیا ٹھکانا ہے نقل ہے کہ ایک روز حضرت امام نے حاضرین
 سے فرمایا کہ آؤ ہمہ کرو کہ جو شخص حاضرین سے قیامت میں رستگاری پائے
 وہ سب کی شفاعت کرے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ آپ کو ہماری عیبت
 کی کیا ضرورت ہے اس لیے کہ آپ کے جد اعلیٰ شفیع جملہ خلائق ہیں فرمایا
 کہ مجھ کو اس بات سے شرم آتی ہے کہ میں قیامت میں بغرض شفاعت اپنے جد
 کا منہ دیکھوں نقل ہے کہ ایک روز حضرت امام لباس گرانمایہ پہنے ہوئے تھے
 کسی نے یہ کہا یا ابن رسول اللہ کیسے ہذا آمین قَلْبًا حضرت نے
 اُسکا ہاتھ پکڑ کر اپنی استین میں کھینچا تو کیا دیکھتا ہے کہ جسم مبارک پر ٹاٹ کا کپڑا ہے
 اور اُسپر وہ لباس فاخرہ ہے حضرت نے فرمایا کہ هَذَا لِلْخَلْقِ وَهَذَا لِلْحَقِّ رَضِيَ عَنْهُ
 نقل ہے کہ حضرت امام نے حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا
 کہ عاقل کسکو کہتے ہیں کہا جو شخص خیر و شر میں تمیز کرے وہ عاقل ہے فرمایا

یہ بات تو حیوان میں بھی ہو یعنی جو شخص اُن کو تکلیف دیتا ہو اس بھاگنے میں جو محبت کرتا ہو اسکے نزدیک رہتے ہیں حضرت ابو حنیفہ نے کہا کہ آپ کے نزدیک کون حاصل ہو فرمایا کہ وہ ہی جو د و خیر و د و شر میں تمیز کرے د و خیر سے خیر الخیرین اختیار کرے اور د و شر سے خیر الشرین قبول کرے نقل ہے کہ حضرت امام سے لوگوں نے کہا کہ آپ جامع کمالات اور قرۃ العین سرور کائنات ہیں با این ہمہ آپ بہت متکبر ہیں فرمایا کہ میں متکبر نہیں ہوں مگر کبر باری ہی جو وقت سے کہ میں نے غرور کو نکال دیا اُسی وقت کبر باری نے اُس مقام پر قبضہ کر لیا اور جانشین بن گئی اپنی خودی سے متکبر کرنا نہیں چاہیے اور اسکی کبر باری کی وجہ سے کبر کرنا کوئی قباحت نہیں مگر الا ولایا

ذکر حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ

گو ہر دریائے معرفت درآبدار بحر حقیقت رونق بزم کاملین ضیاء شمع عارفین سرخیل اولیاء نامی حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا لقب سلطان العارفین اسم ہاسمی ہے۔ اور آپ کا اصلی نام طیفور بن عیسیٰ بن آدم بن سروشان ہے کامل عصر و عارف دہر تھے آپ کو حضرت امام جعفر صادقؑ سے روحانی تربیت ہوا شاہ اور ارشاد رحیمیہ ملاحظہ ہو کیونکہ حضرت بایزید بسطامیؒ کی ولادت حضرت امام جعفر صادقؑ کی وفات کے سینتالیس برس بعد ہوئی

اور آپ کا وطن شریعت بسطام ہے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
 اُنکی شان میں فرماتے ہیں کہ بایزید درمیان ماچون جبریل در فرشتگان
 است اور شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہیجده ہزار عالم از بایزید
 منورست و بایزید در میان نہ یعنی نچر در بایزیدست در حق محبت حضرت
 بایزید بسطامی ولی مادر زاد تھے چنانچہ آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ جبوقت بایزید
 میرے شکم میں تھے اگر کوئی لقمہ شبہ کا کھا لیتی تھی تو میرے پیٹ میں درد
 ہو جایا کرتا تھا جب تک وہ لقمہ نہیں نکلتا تھا مجکو چین و آرام نہیں ہوتا تھا
 نقل ہے کہ لوگوں نے حضرت بایزید سے پوچھا کہ مردار دین راہ چہ بہترست
 گفت دولت مادر زاد گفتند اگر نبود گفت چشم بنیا گفتند اگر نبود گفت گوشى شنوا
 گفتند اگر نبود گفت مرگ مفاجات نقل ہے کہ آپ کی والدہ نے آپ کو ایک
 استاد کے سپرد کیا استاد نے قرآن مجید شروع کرایا ایک روز سورہ لقمان
 میں اس آیت پر پہنچے اِنَّ الشُّكْرَ دَرَجَاتٍ وَّلِوَالِدِیْكَ اُستاد سے معنی
 دریافت کیے استاد نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کا شکر اور اپنے
 والدین کا شکر کرو یہ سنتے ہی وہاں سے اُٹھے اور اپنی والدہ کے پاس
 آئے اور کہا پروردگار عالم فرماتا ہے کہ میری خدمت اور والدین کی خدمت کریہ دونوں
 خدمتیں مجھ سے ادانہیں ہو سکتیں آپ دعا کر کے مجکو اپنی خدمت کے لیے
 اللہ سے مانگ لویا اپنی خدمت مجکو معاف کرو آپ کی والدہ نے فرمایا کہ میں

اپنے حقوق سب معاف کیے۔ تو اپنے خالق کی خدمت بجا لائیں حضرت ممدوح
 نے صحراوردی اختیار کی اور تین برس تک صحراے شام بھرتے تھے اور
 ریاضت اور مجاہدہ کرتے تھے ایک سوتیرہ شیوخ کی خدمت کی انہیں سے
 شیخ آخر حضرت امام جعفر صادق ہیں کہ جنکے فیض سے کامل ترین اولیاء اللہ
 میں شامل ہوئے نعمت وافر نصیب ہوئی۔ بعد تکمیل طریقہ پھر بسطام میں تشریف
 لائے نقل ہی کہ شیخ بایزید حج کو جا رہے تھے زادراہ اپنا اور اپنے مریدوں کا
 اونٹ پر لائے ہوئے تھے کسی نے کہا کہ اے شیخ اس غریب مسکین اونٹ پر
 پر اسقدر بوجھ ظلم صریح ہی فرمایا کہ یہ بوجھ اٹھانے والا کوئی دوسرا ہی ذرا غور
 سے تو دیکھ اسکے بعد جو اوسنے اونٹ کی طرف دیکھا تو وہ بوجھ اونٹ سے
 ایک بالشت اوپر معلق نظر آیا نقل ہی کہ شیخ نے شہر ہمدان سے تخم خرید کر
 بسطام میں لائے جب دیکھا تو اُس میں چند چوٹیاں ہیں کہا کہ افسوس میں نے
 ان غریبوں کو انکے وطن سے آوارہ کیا یہ کھراٹھے اور انکو پھر ہمدان میں پہنچا کر
 واپس آئے نقل ہی کہ ایک روز بحالت منستی کلمہ بُجھانی اعظم ثانی شیخ
 کی زبان سے نکلا جب ہوش آیا مریدین نے اسکا ذکر کیا فرمایا کہ اگر بار دیگر
 ایسا کلمہ میری زبان سے نکلے تو تم مجکو قتل کرو اور ایک ایک چھری سب
 دمی اتفاقاً پھر کسی دن وہی کلمہ شیخ نے کہا مریدوں نے حسب الایا بقصد قتل
 پھریان مائے لگے مگر اسکا اثر شیخ کے جسم پر کچھ نہوا جب وہ حالتِ عکس

حالت صلی سے سیدل ہوئی مریدوں نے تمام کیفیت بیان کی فرمایا
 کہ اس وقت جو تم سے باتیں کر رہا ہے بایزید ہی اور وہ کلمہ جس نے کہا وہ بایزید
 نہ تھا نقل ہے کہ شیخ ابو تراب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مرید سے کہا کہ تو
 بایزید کو دیکھنا چاہتا ہے کہ اس شخص خدا سے بایزید کو ہر وقت دیکھے اسکو بایزید
 کے دیکھنے کی کیا حاجت ہے شیخ نے کہا کہ تو اپنے حوصلے کے موافق خدا کو
 دیکھتا ہے جب تو بایزید کے پاس جائیگا اس کے حوصلے کے موافق دیکھے گا
 پس دونوں ملکر بایزید کے گھر پر آئے دیکھا کہ حضرت بایزید پانی لانے کے لیے
 باہر کہیں گئے ہوئے ہیں یہ دونوں انکی تلاش میں باہر نکلے راستے میں
 ملاقات ہوئی جو وقت حضرت بایزید کی نظر مرید ابو تراب پر پڑی مٹا بیہوش ہو کر
 زمین پر گر اور واسل حق ہوا۔ شیخ ابو تراب نے کہا کہ اے شیخ ایک نظر میں
 تو نے جان لی کہ اس شخص کے قلب میں نور تھا مگر منور نہ تھا بایزید
 کو دیکھتے ہی کشف ہوا وہ اسکا متحمل نہ ہو سکا مگر کیا نقل ہے کہ چند لوگوں نے خشک سالی
 کی شکایت حضرت بایزید سے کی اور طالب دعا ہوئے آپ نے دعا کی اسی وقت
 ایک ٹکڑا ابر کا اٹھا اور میٹھ برسناس شروع ہوا نقل ہے کہ ایک روز حضرت مدوح
 پانوں پھیلائے ہوئے بیٹھے تھے آپ کا ایک مرید بھی اسی طرح بیٹھا۔ حضرت
 نے پانوں کھینچ لیے اُس مرید نے بھی چاہا کہ پانوں کھینچے مگر نہ ہو سکا اسی طرح
 ایک پانوں سوکھ کر رہ گیا اور تمام عمر اسی حالت پر رہا بلکہ اسکی کئی پشت تک

یہ علت قائم رہی کسی نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ ایک مکی بے ادبی سے
کئی پشت کا اس بلا میں مانوڑ ہونے کا کیا سبب ہے کہا جو شخص سخت تیر انداز ہوتا
ہو اس کا تیر بہت دور جاتا ہے نقل ہے کہ شیخ یوسف بخورانی بغرض امتحان
خوارق شیخ بایزید کے پاس گئے شیخ نے اُنکو اپنے ایک مرید جن کا نام
ابوسعید راعی تھا سپرد کیا اور کہا کہ جتنے حصہ کرامت و خوارق اُسکے حوالے
کیا ہے شیخ یوسف حسب انداز یا شیخ راعی کے پاس گئے دیکھا کہ وہ جنگل میں
تماز پڑھ رہے ہیں اور اُنکی بکریوں کی نگہبانی بھیڑیا کر رہا ہے جب وہ نماز سے
فارغ ہوئے شیخ یوسف نے شیخ راعی سے انگور ترکی فرمائش کی شیخ راعی
نے اپنے ہاتھ کی لکڑی کو دو ٹکڑے کیا۔ ایک ٹکڑا اپنی طرف زمین میں گاڑا
دوسرا ٹکڑا شیخ یوسف کی جانب پس اُسی وقت وہ سوکھے ہوئے ٹکڑے ہرے
ہوئے اور انہیں انگور پیدا ہوئے۔ جو درخت انگور شیخ راعی کی طرف تھا اُس میں
سفید انگور نکلے اور دوسری جانب میں سیاہ شیخ یوسف نے اختلاف
رنگمائیے انگور پوچھا فرمایا کہ میں ازراہ یقین انگور کا خواستگار ہوا اور قونے
بغرض امتحان انگور مانگا تھا اسکے بعد شیخ نے شیخ یوسف کو ایک کلمہ دیا اور کہا
کہ اسکو اپنے پاس رکھ شیخ یوسف وہ کلمہ لیکر حج کو گئے جس وقت عرفات میں
پہنچے وہ کلمہ غائب ہو گیا بعد واپسی سفر حج وہ کلمہ شیخ نے شیخ راعی کے
پاس دیکھا شیخ فرید الدین عطار فرماتے ہیں کہ شیخ بایزید فرمایا کرتے تھے میں

چاہتا ہوں کہ قیامت جلد قائم ہو تاکہ میں اپنا خیمہ دوزخ کی طرف لگاؤں تاکہ
میرے سب سے دوزخ پست ہو اور میرے سب سے لوگوں کو رحمت
ہو کسی نے شیخ حاتم صم کا ذکر بایزید بسطامی علیہ الرحمہ سے کیا کہ وہ اپنے مریدوں
سے کہتے تھے کہ جو شخص قیامت میں اہل دوزخ کی شفاعت کرے وہ میرا
مرید نہیں شیخ بایزید نے فرمایا کہ میرا مرید وہ ہے کہ کنا سے دوزخ پر کھڑا ہے
اور اہل دوزخ کا ہاتھ کیڑے کے جنت میں داخل کرے اور خود کسی جگہ دوزخ
میں چلا جائے نقل ہے کہ ایک روز شیخ بایزید علیہ الرحمہ حضرت امام جعفر صادق
کے روبرو بیٹھے ہوئے تھے امام نے فرمایا کہ بایزید طاق میں سے کتاب
اٹھا لا عرض کیا کس طاق میں کتاب ہو فرمایا تو اتنی مدت سے میرے پاس
رہتا ہو تجکو طاق کی خبر نہیں عرض کیا کہ مجکو طاق سے کیا عرض تھی میں نظارہ
کے لیے نہیں آیا تھا امام نے کہا جب ایسا ہو تو اب تو اپنے وطن کو جا کہ تیرا
مقصود حاصل ہو نقل ہے کہ شیخ فرماتے تھے کہ میں بارہ برس تک اپنے نفس کا
لوہار بنا رہا ہوں اور اسکو ریاضت کی موت میں رکھ کر مجاہدہ کیا آگ بھی دھونکتا تھا
اور ملائت کے ہتھوڑے سے کوٹتا تھا یہاں تک کہ اکینہ بنایا اور پانچ برس

۱۴۴ یہ روایت غلط معلوم ہوتی ہے کیونکہ حضرت امام جعفر صادق کی وفات ۱۲۰ھ ہجری اور بقول بعض ۱۲۱ھ ہجری میں واقع

ہوتی ہے اور حضرت بایزید کی ولادت ۸۸ھ ہجری میں اس حساب سے حضرت بایزید امام کی وفات کے بعد پیدا ہوئے ہیں ۱۲۳ھ

۱۴۵ طحہ فیکہ دران فسترد و طلا گماند ۱۲

تک اپنا آپ آئینہ بنا اور انواع طاعت و عبادت سے اُسکا رنگ نکالا اور
پھر ایک سال بنظر اعتبار دیکھا معلوم ہوا کہ غرور طاعت و نازِ عمل کا ایک زنار
گلے میں ہو اور پانچ برس تک کوشش کی یہاں تک کہ وہ زنار کٹ گئی
اور اسلام تازہ سے مشرف ہوا اسکے بعد تمام خلائق کو مردہ دیکھا اور چار تکبیر
نمازِ جنازہ اُن پر پڑھ کے پلٹا اور بے زحمت خلق و بتائید حق و صلِ حق
ہوا **نقل** ہے کہ شیخ ممدوح چالیس برس مسجد میں جا رہا وہ کش رہے مسجد کا
لباس علیحدہ اور گھر کا لباس علیحدہ تھا چالیس سال تک سولے دیوار مسجد کے
کسی دیوار کو اپنی بیٹھ کا تکیہ نہ بنایا فرماتے ہیں کہ چالیس برس تک میں نے
ادمیون کی غذا نہیں کھائی یعنی میرا قوت اور جاے سے آتا تھا۔ اور
فرماتے ہیں کہ میں چالیس سال تک اپنے دل کا دیدبان رہا جب دیکھا تو
بندگی اور خداوندی و وزنِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نظر آئی اور فرماتے ہیں کہ
میں تیس برس خدا کا طالب رہا جب دیکھا تو میں مطلوب تھا اور وہ طالب
اور تیس برس سے جب تک میں منہ اور زبان کو نہیں دھوتا خدا کا نام نہیں
لیتا۔ ابو موسیٰ نے شیخ سے پوچھا کہ راہِ سلوک میں کونسا کام سخت تر ہے آپ
نے فرمایا کہ میں ایک مدت تک اپنے نفس کو درگاہِ حق میں لیجا نا چاہا مگر وہ
ہر دم روتا تھا جب مددِ حق شامل ہوئی وہ مجھ کو کشان کشان لے جاتا تھا
اور ہنستا تھا **نقل** ہے کہ ایک رات شیخ کو عبادت میں مزانہ آیا خادم سے پوچھا

دیکھ تو سہی گھر میں کوئی چیز تو نہیں ہی خادم نے دیکھا کہ انگور کا خوشہ رکھا ہوا تھا
 فرمایا کسی کو دید و میرا گھر لفت سال کی دوکان نہیں ہی پھر وہ بڑے لطف سے
 عبادت میں مشغول ہوئے نقل ہی کہ ایک گبر سے کسی نے کہا کہ تو مسلمان
 ہو جائے کہا کہ مسلمان اگر یہی ہو جاوے یہ کی مسلمان ہی تو مجھ میں طاقت نہیں
 جو قبول کروں اور اگر اسلام یہ ہو جو تم رکھتے ہو تو ایسے اسلام کا مجھ کو اعتبار
 نہیں نقل ہی کہ جب صفات پروردگار کا کوئی ذکر کرتا تو آپ بہت خوش
 ہوتے اور جب ذات کا ذکر ہوتا تو ایک کیفیت طاری ہوتی اور کھڑے ہو جاتے
 شیخ نے اپنے ایک مرید کو یہ کہتے ہوئے دیکھا کہ عجب دارم از کیکہ اور ادا اند
 و طاعتش نکند شیخ نے کہا۔ عجب دارم از کیکہ اور ادا اند و طاعتش نکند۔ یعنی
 نہ اُٹکے ہوش و حواس درست رہیں گے نہ وہ عبادت کریگا نقل ہی کہ ایک شخص
 شیخ کے دروائے پر کان لگائے ہوئے صبح کے وقت کھڑا تھا تاکہ شیخ کی
 حالت معلوم کرے ناگاہ شیخ کی زبان سے اسم ذات نکلا اور زمین پر گرے
 اور خون جاری ہوا لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے کہا کہ جسوقت میری زبان
 سے اسم کا نام نکلا تو آواز آئی کہ تو کیستی کہ حدیث ما کثی۔ شیخ کی خرق عادات
 کو کراست و فضیلت سجد و بیشمار ہیں جن کا مجملہ ذکر تذکرۃ الاولیاء میں ہے اور
 ایک دفعہ شرف معراج بھی حاصل ہوا ہی جسکی صراحت اسی تذکرہ میں ہے نقل ہی
 کہ حضرت شیخ کی شب وفات میں شیخ ابو موسیٰ قدس سرہ نے خواب دیکھا کہ گویا

وہ اپنے سر پر عرش الہی کو اٹھائے ہوئے لیے جاتے ہیں صبح کو اس خواب کی تعبیر میں حیران ہوئے آخر کار شیخ کے گھر کی طرف روانہ ہوئے تاکہ شیخ سے کیفیت خواب بیان کریں راستے میں خبر وفات شیخ سنی اور دیکھا کہ جنازہ شیخ پر خلق کا ہجوم ہے جب جنازہ اٹھا ابو موسیٰ نے بہت کچھ کوشش کی کہ یا یہ جنازہ ہاتھ لگے مگر میرا نو آخربے صبر ہو کر جانے کے نیچے چلے گئے اور جنازہ سر پر اٹھا لیا جب جنازہ دفن کے قریب رکھا گیا اور مخلوق کی زیارت کے لیے منہ پر سے کفن کھولا گیا اُسی وقت حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے آنکھیں کھولیں۔ اور ابو موسیٰ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ابو موسیٰ رات کے خواب کی یہی تعبیر تھی یعنی عرش الہی سے مراد جنازہ بائزید ہے رحمۃ اللہ علیہ ولادت شریف ۱۳۱۰ ہجری میں ہوا اور وفات شریف بقول صحیح ۵ شعبان روز جمعہ ۱۳۶۱ ہجری میں اور عمر شریف ۱۳۳ سال کی تھی مزار پر انور لبظام میں ہے اور صاحب مخبر الواصلین و تذکرۃ العاشقین سال وفات ۱۳۶۹ اور ۱۳۷۰ لکھتے ہیں

ملفوظات

اگر صفوت آدم و قدس جبریل و خلعت ابراہیم و شوق موسیٰ و طہارت عیسیٰ و محبت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتود ہند زہار راضی نباشی و رای آن طلبی کہ و رای آن کار ہاست صاحب ہمت باش و ہج سفر و مینار

که هر چه فرو دانی بدان محبوب شوی و دیگر نسی سال یاد او کردم چون خاموش شدم
نگرستم حجاب من همین ذکر بود و دیگر کمترین درجه عارف آنست که صفات حق
در وی بود و دیگر گناه چنان زیان ندارد که بی حرمتی کردن برادر مسلمان و دیگر بنده
را هیچ به ازین نباشد که نه هیچ باشد زهد دارد و نه علم و نه عمل چون بی همه شد
با همه شد و دیگر کمترین چیزی که عارف را باشد آنست که از مال و ملک تبرا کند
و حق آنست که اگر هر دو جهان از دوستی او ترک کنی هیچ باشد و اگر از عرش
تا تحت الثری صد هزار آدم باشد و صد هزار فرشته چون جبرئیل و میکائیل قدم
از عدم در زاویه دل عارف نهدا و در جنب وجود معرفت حق ایشان امواج
نمیدارد و خبر ندارد و الا مدعی بود و نه عارف و دیگر هر که راحق تعالی دوست میداند
تا خصلت دهد سخاوت چون سخاوت دریا و شفقت چون شفقت آفتاب
و تواضع چون تواضع زمین و دیگر علم غدرست و معرفت مکر و مشاهد حجاب
پس کی خواهی یافت چیزی که می خواهی و دیگر گفتند فریضه و سنت چیست گفت
فریضه محبت بولی و سنت ترک دنیا و دیگر پرسیدند که راه بحق چگونه است
گفت تو از راه بگذر که بحق رسیدی و دیگر گفتند چرا شب نماز نمی کنی گفت فرات
نیست من گرد مکون می گردم و دیگر در خواب دیدم که زیادت می خواهم از حق
پس از توحید حق را بخواب دیدم گفت چرمی خواهی گفتم آن می خواهم که تو خواهی
فرو د که من ترا مچنانچه تو مرالی بیدار شدم گفتم یارب زیادت نمی خواهم بعد از

توحید گفت مثل من دریاست کہ آن را عمق پدید نیست و نہ اول و آخر پیداست
 دیگر گفتند کہ عرش چیست گفت منم گفتند کرسی و لوح و قلم گفت منم گفتند خدای
 را بندگانند ابراہیم و موسی و عیسی صلوات اللہ علیہم اجمعین گفت این ہمہ منم
 گفتند کہ جبریل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل صلوات اللہ علیہم اجمعین
 گفت ہمہ منم و فرمود کہ خلق می دانند کہ من چون ایشان کسی ام اگر صفت من
 در عالم غیب بہ بینند ہمہ عالم ہلاک شوند۔ تم کلامہ الشریف۔

ذکر حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

راکب مرکب عرفان شہسوار میدان خدا شناسان شیخ لاثانی حضرت ابوالحسن
 خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نام نامی علی بن جعفر اور وطن شریف خرقان ہے۔ غوث و
 قطب روزگار و فرید عصر و وحید دہر تھے علم ظاہری و باطنی سے آراستہ
 زیور شریعت و طریقت سے پیراستہ تھے نسبت روحانی حضرت بایزید بسطامی
 سے لکھتے ہیں ظاہری ملاقات نہیں ہو کیونکہ حضرت بایزید رحمہ کی وفات کے
 بہت مدت بعد حضرت شیخ ابوالحسن پیدا ہوئے ہیں حضرت بایزید کی وفات ۱۸۷ھ
 میں ہوئی ہے اور حضرت کی وفات ۲۷۷ھ میں ہوئی ہے نقل ہے کہ حضرت مرحوم
 ابتدا میں بالآلہ سال تک نماز عشا خرقان میں جماعت سے پڑھ کر مزار شیخ بایزید
 بسطامی کے لیے جایا کرتے تھے اور وہاں پہونچ کر کہتے کہ اکی جو خلعت

کہ قوت نے بایزید کو دی ہے مجھے بھی عطا فرما۔ یہ لکھروہاں سے رخصت ہوتے صبح
 کی نماز عشا کے وضو سے خرقان میں پڑھتے اور واپسی کے وقت شیخ کے
 مزار کی طرف بیٹھ نہیں کرتے تھے اس طرح بارہ برس گزے ایک روز
 مزار پر انوار سے آواز آئی کہ اے ابوالحسن وہ وقت اب آگیا ہے اب تو ایک
 جگہ بیٹھ جا اور خلق کی رہنمائی کر عرض کیا کہ میں اُمی ہوں قرآن و علم دین و رموز
 شریعت کچھ نہیں جانتا آواز آئی یافتی اپنے از حق خواستی۔ فاتحہ آغاز کن
 شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ فاتحہ شروع کی اور وہاں سے چلے خرقان
 میں پہنچتے پہنچتے قرآن مجید ختم کیا اور تمام علوم ظاہری و باطنی اپنے اوپر
 مفتوح پائے نقل ہے کہ ایک روز شیخ ابوالعباس و ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہما
 دونوں ایک جانتے تھے ابوالعباس کے آگے ایک ظرف پر آب رکھا تھا
 شیخ نے اپنا ہاتھ اُس میں ڈال کر ایک مچھلی زندہ نکالی اور حضرت ابوالحسن کے
 سامنے رکھ دی شیخ ابوالحسن نے ادھر ادھر دیکھا تو خانقاہ میں ایک تنور گرم
 تھا اُس میں ہاتھ ڈال کر اسی زندہ نکالی اور فرمایا کہ پانی سے مچھلی نکالنا سہل ہے
 آگ سے زندہ مچھلی نکالنا چاہیے نقل ہے کہ ایک جماعت سفر کو جاتے وقت
 شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ کچھ دعا بتلائیے تاکہ وقت نزول ملا
 کام آئے فرمایا کہ مجھ کو یاد کر لینا۔ اس بات سے وہ لوگ کچھ خوش ہوئے واپس
 چلے آئے اتفاقاً راہ سفر میں رہزنوں نے آگھیرا انہیں سے ایک نے شیخ کو

یاد کیا معاوہ شخص مع مال رہزنوں کی نگاہ سے غائب ہو گیا باقی سب کا مال
 اسباب لٹ گیا جب راہزنوں نے اپنا راستہ لیا تو یہ مع مال و اسباب کے صحیح
 سالم نکلا ہمارا ہیون کو سخت تعجب ہوا لوگوں نے اسکا سبب پوچھا اُس نے کہا
 کہ میں نے شیخ کے حکم کی تعمیل کی اور انھیں کے نام کی برکت سے حفظ
 و امان آئی میں رہا نقل ہی کہ ایک مرید شیخ کا حسب اجازت کوہ لبنان کو بغرض
 ملاقات قطب عالم گیا ہزار دقت و مشقت وہاں پہونچا دیکھا کہ لوگوں کا ہجوم
 ہی اور ایک جنازہ رکھا ہوا ہی اُس نے لوگوں سے پوچھا کہ نمازین کیا دیر ہی کہا
 کہ پانچون وقت یہاں قطب عالم تشریف لاتے ہیں اُنکا انتظار ہی کیونکہ وہ یہاں
 امامت کرتے ہیں یہ سنکر وہ بہت خوش ہوا اور منتظر بیٹھا تھوڑی دیر میں
 تشریف آوری قطب عالم کی دھوم ہوئی۔ دیکھا تو شیخ ابو احسن خرقانی رحمۃ اللہ
 علیہ چلے آتے ہیں مائے رعب و ہیبت کے بیہوش ہو کر گر اجب ہوش
 آیا تو نہ وہ جنازہ تھا نہ قطب عالم تھے لوگوں سے پوچھا کہ وہ پھر کب آئیں گے
 کہا کہ عصر کے وقت اس نے لوگوں سے کہا کہ میں شیخ کا مرید ہوں بغرض ملاقات
 قطب عالم آیا تھا مجھے یہ کیا معلوم تھا کہ میرا شیخ ہی قطب عالم ہی اگر محبو پہلے
 سے معلوم ہوتا تو میں اتنی دور کیوں مشقت اٹھا کر آتا اب وہ جب یہاں آئیں
 آپ لوگ میری سفارش فرما کر محبو اُنکے ساتھ کرا دین الغرض اُن لوگوں
 نے وعدہ سفارش کیا بوقت عصر جب حضرت ممدوح تشریف لائے

میری شیخ نے شیخ کی دست بوسی کی اور دامن پکڑ کر کہا کہ میں اپنے کیے پر نادم
 ہوں اور نحو استگار معافی شیخ نے فرمایا کہ معاف اس شرط پر کرتا ہوں کہ تو
 میری زندگی تک یہ راز افاش نہ کرے اُس نے قبول کیا۔ اور حضرت کے ساتھ روانہ
 ہوا تھوڑی دیر میں خرقان میں آگیا نقل ہے کہ شیخ بوعلی سینا حضرت کی کرامت
 و ولایت کا شہرہ سن کر خرقان میں آئے اُس وقت آپ مکان میں شے تھے لکڑیاں
 لانے جنگل کو گئے تھے حضرت کی اہلیہ جو حضرت کی کشف و کرامت
 کی منکر تھی موجود تھیں۔ اُن سے شیخ بوعلی سینا نے پوچھا کہ شیخ ابو الحسن کہاں
 ہیں کہا کہ بجلو اُس رزاق سے کیا کام ہے سو اُس کے اور بھی کلمات ناشائستہ
 شیخ کی شان میں کہے۔ بوعلی سینا نے اپنے جی میں کہا کہ جسکی اہلیہ منکر حال
 ہو تو وہ کیا ہوگا۔ بہر حال دیکھ لینا اور ملاقات کرنا بہتر ہوگا یہ سوچ کر جنگل کی طرقت
 روانہ ہوئے دیکھا کہ شیخ شیر کی پیٹھ پر لکڑی لا رہے تھے چلے آتے ہیں
 بوعلی نے جب یہ کرامت دیکھی عرض کیا کہ یا شیخ یہ کیا ماجرا ہے اور وہ جو آپ کی
 اہلیہ کی زبانی سنا وہ کیا بھید ہے فرمایا کہ میں اپنے گرگ یعنی اہلیہ کا بار اٹھاتا ہوں
 اور میرا بوجھ شیر اٹھاتا ہے۔ غرض دونوں شہر میں آئے شیخ بغرض تیاری
 دیوار حصار مٹی میں پانی ڈال کر کلند جو از قسم چھاوڑہ ہے ہاتھ میں لیکر مشغول بکا
 خود ہوئے بوعلی چپکے بیٹھے ہے القافادیاوار بناتے بناتے شیخ کے
 ہاتھ سے وہ کلند گر پڑا بوعلی نے چاہا کہ وہ اٹھا کر شیخ کو دے مہنوز یہ اپنی

جاسے نہ اٹھے تھے کہ وہ کلند خود بخود اڑ کر شیخ کے ہاتھ میں چلا گیا نقل ہی
 کہ حضرت الدولہ وزیر بغداد در دشکلم سے بہت مجبور ہو گیا تھا کوئی دوا کارگر نہ تھی
 تھی آخر شیخ سے ملتی ہو اشیخ نے اپنی کفش عنایت کی اور کہا کہ مجاے
 وردا سکو رکھ دینا جسوقت اس ارشاد کی تعمیل ہوئی معادرو جاتا رہا نقل ہی
 کہ ایک روز سلطان محمود غزنوی نے لباس ایاز خود پہنا اور اپنا لباس ایاز
 کو پہنا کر خود بطور غلام پیچھے پیچھے اور ایاز لباس شاہ آگے آگے اور چند کنیزیں
 لباس مردانہ ہمراہ لیکر شیخ کی خانقاہ میں آیا اور سلام علیک کی شیخ جواب
 سلام کا دیکر چپ ہوئے کچھ نکمنا سلطان محمود کہ ایاز کا لباس پہنے ہوئے تھا
 شیخ سے کہا کہ آپ کے یہاں سلطان اسلام آیا اور آپ نے تعظیم نہیں دی
 نہ متوجہ ہوئے فرمایا کہ سلطان انہیں سے کون ہی سلطان محمود نے ایاز کی طرقت
 اشارہ کیا جو لباس سلطان کھڑا ہوا تھا شیخ مسکرائے اور فرمایا کہ یہ سب مکرو
 قریب ہی غلام کا لباس پہن کر تو اپنے کو چھپاتا ہی یہ کہ مکر سلطان کا ہاتھ پکڑ لیا
 اور اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا کہ ان نامحرم عورتوں کو جو لباس مردانہ تیرے
 ساتھ ہیں باہر بھیج دے سلطان نے حکم کی تعمیل کی اور تخیلے میں عرض کیا کہ
 مجکو کچھ نصیحت کیجئے تاکہ میرے کام آئے فرمایا کہ چار چیز کا ہمیشہ خیال
 رکھ اول یہ کہ جیسا تجھ پر اللہ نے احسان کیا تو بھی لوگوں پر احسان کرو دوسرا
 یہ کہ حکم خدا و رسول بجالا اور ممنوعات سے پرہیز کر تیسرا یہ کہ تو خاکی ہی

خاک کی طرف رجوع کر چوتیری صل ہو ایسا کام نہ کر جو آگ میں گرفتار ہو چوٹھایہ کہ
 ہر نفس کو نفس واپس سمجھ اور موت سے غافل نہ رہ سلطان محمود نے
 عرض کیا کہ میرے لیے دعا فرمائیے کہما کہ ہر روز اللہمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ
 وَالْمُؤْمِنَاتِ کہتا ہوں تو بھی اس میں شامل ہو عرض کیا کہ اس سے کچھ زیادہ
 چاہتا ہوں فرمایا اے محمود عاقبت محمود بادشاہ سلطان نے اشرفیون کا
 تورہ نذر کیا شیخ نے ایک نان جوین خشک سلطان کو دی اور کہا کہ کھایہ مال
 حلال ہو سلطان نے ایک لقمہ لیا ہر چند چاہا کہ وہ لقمہ حلق سے فرو ہو
 مگر نہوا شیخ نے کہا کہ اے شاہ جس طرح یہ لقمہ تو کھا نہیں سکتا سیطرح یہ پوچھ
 جو تو نے پیش کیا ہو میرے حلق میں نہیں اترتا اپنا روپیہ واپس لیجا۔ سلطان
 نے مجبور ہو کر وہ تورہ واپس لیا اور عرض کیا کہ مجھ کو کوئی چیز اپنی یادگار
 دیجیے شیخ نے اپنا پیراہن اتار کر دیا اور رخصت کیا اتفاقاً انھیں دونوں میں
 ہندوستان کا سفر درپیش ہوا اور معبد سومات پرجو تمام ہندوستان کے
 ہندو جمع ہو کر فتنہ پیا کیے ہوئے تھے وہاں پہونچا اور لشکر ظفر پیکر آراستہ کھکے
 مقابل ہوا بہت بڑی جنگ ہوئی آخر کار بوجہ قلت لشکر اسلام قریب تھا کہ
 شکست ہو سلطان کو بغیر اسکے چارہ نہ تھا کہ تائید غیبی کا طالب ہوا الغرض
 گھوڑے سے اتر ااور خرقہ شیخ اپنے آگے رکھ کر سجدہ کیا اور کہا کہ الہی بعزت
 و حرمت پیراہن شیخ ابوالحسن حبیب توفیق و نصرت نصیب اہل اسلام کن

اُسی وقت دعا قبول ہوئی بحالت جنگ کچھ ایسا ہوا کہ لشکر کفار نے اپنے
 لشکر کو لشکر اسلام سمجھ کر قتل عام شروع کیا آپس میں ایک نے دوسرے
 کو مار ڈالا ہزاروں مر گئے اور جو رہ گئے تھے بھاگ گئے الغرض منہج
 و فیروز می نصیب شاہ اسلام ہوئی اُسی شب کو سلطان محمود کے خواب
 میں شیخ ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ آئے اور کہا کہ اے محمود تو نے ہمارے
 پیراہن کی آبرو برباد کی اگر اُس وقت تمام ہنود ہندوستان کے مسلمان ہونے
 کے لیے دعا کرتا تو دعا تیری قبول ہوتی۔ صبح کو جب بادشاہ اٹھا تو افسوس
 کرتا ہوا اٹھا کہ میں نے کیا کیا نقل ہی کہ ایک رات شیخ نماز پڑھ رہے تھے
 آواز آئی کہ اے ابو الحسن کیا تو یہ چاہتا ہو کہ میں تیری کیفیت لوگوں سے
 کہ دوں تا کہ تجھے سنگسار کریں عرض کیا کہ اے پروردگار کیا تو یہ چاہتا ہو کہ
 میں تیری رحمت کا حال جو میں جانتا ہوں اور دیکھتا ہوں لوگوں سے کہ دوں
 تاکہ تجھے کوئی سجدہ نہ کرے نقل ہی کہ شیخ کے ملک میں ایک باغ تھا ایک بار
 رودنیل کو جوش ہوا اور باغ کو بہا لے گئی سب نیست و نابود ہو گیا اُس باغ
 کی زمین میں چاندی کی کان نکلی دوبارہ پھر پانی آیا اور یہ گیا پھر دیکھا تو اُس میں
 سونے کی کان ہو رہی تھ بارہ میں موتی و جواہر نکلے شیخ نے کہا کہ اگلی میں
 اس دنیا پر فریفتہ نہیں ہوتا کیا اس دنیا کے لیے تجھ جیسے پروردگار کو
 چھوڑ سکتا ہوں نقل ہی کہ شیخ ابو سعید حضرت کے پاس آئے اور بجا

تناول طعام سماع کی اجازت چاہی شیخ نے کہا کہ مجھ کو سماع کی کچھ پروا نہیں لیکن
 تمہارے سبب سے سُن لوں گا۔ پس قوالوں نے کچھ شروع کیا اُس وقت
 تک شیخ نے کبھی راگ نہیں سنا تھا۔ شیخ ابو سعید نے کہا کہ یہ اُٹھنے کا وقت
 ہی پس اُٹھو اور آستین چڑھاؤ اور سات دفعہ قدم زمین پر مارے تمام درو
 دیوار خالقہ شیخ کی موافقت میں جنبش میں آئے ابو سعید نے کہا کہ یا شیخ بس
 کیجئے کہ بناے خالقہ خراب ہوئی جاتی ہے۔ فرمایا کہ درو دیوار کیا تمام زمین
 و آسمان میری اتباع میں رقص کریں گے اور فرمایا کہ اُسکو راگ سنا درست
 ہو کہ جسکو عرش سے فرشتے تک سب حال کھلا ہوا ہو۔ اور اپنے صحاب سے
 فرمایا کہ اگر لوگ تم سے پوچھیں کہ راگ کیوں سنا تو کہنا کہ محض اُس قوم کی اتباع
 کی جنہوں نے راگ سنا ہی نقل ہے کہ ایک شخص خدمت شیخؒ میں حاضر ہوا اور
 عرض کیا کہ مجھ کو خرقة پہنائیے فرمایا پہلے تو میرے سوال کا جواب دے وہ
 یہ ہے کہ اگر کوئی مرد عورت کا لباس اوٹھے تو وہ عورت بن جائے گا عرض کیا
 نہیں فرمایا اسی طرح عورت اگر مرد کا لباس پہنے تو مرد نہوگی اگر تو مرد نہیں ہے
 تو خرقة سے کب مرد ہوگا نقل ہے کہ ایک روز یہ آیت پڑھی لَا تَقْبَلُ
 صَلَاتَ مَنْ شَدَّ بَدَنًا اور فرمایا کہ میرا بطش بطش پروردگار سے بڑھ کر اسو
 کہ وہ عالم کو پکڑیگا اور میں دامن کبریائی کو اور فرمایا کہ جو کچھ میرے دل میں ہے
 اُسکا اظہار کرنے نہ پایا اس لیے کہ کسی کو اس کا محرم تبجھا اور فرمایا کہ قیامت

میں پروردگار مجھ سے فرمائے گا کہ مانگ کیا مانگتا ہے تو کہوں گا کہ اَلہیٰ مِّنْ اُنْ
 لوگوں کو چاہتا ہوں جو میرے وقت میں تھے اور میرے بعد قیامت
 تک میری زیارت کو آئیں اور وہ جو نہ آئیں اور جنہوں نے میرا نام سنا
 اور نہیں سنا پس حق تعالیٰ فرمائے گا کہ دنیا میں تو نے میرا کہا سنا ہے
 جو تو کہیگا وہ میں سنو گا پس حق تعالیٰ سب کو میرے آگے کر دے گا یعنی
 بخش دیگا المختصر بہت سی باتیں ایسی ہیں جن سے شان و عظمت حضرت مہرِ
 ظاہر و باہر ہو جسکو پورے حالات دیکھنا ہوں وہ تذکرۃ الاولیاء وغیرہ کتب میں
 دیکھے نقل ہو کہ جب وقت وفات قریب پہنچا تو وصیت کی میری قبر تین گز
 عمیق کھودی جائے اسلئے کہ زمین بسطام کی خرقان کی زمین سے نیچے ہو ایسا
 نہ ہو کہ میرا جسم حضرت بایزید کے جسم سے اوپر ہے۔ بعد وفات حسب وصیت
 عمل کیا گیا دفن کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ ایک سفید پتھر مزار شریف پر رکھا
 ہوا ہے اور شیر کے پانوں کے نشان بھی ہیں لوگ سمجھے کہ شیر رکھ گیا ہے
 اور ایک مدت تک وہ شیر طواف مزار پر انوار کا کرتار ہا یہ وہی شیر ہے جسپر شیخ
 کمرلیون کا بوجھ لایا کرتے تھے رحمۃ اللہ علیہ الی یوم القیامہ صاحب تذکرۃ الاولیاء
 لکھتے ہیں کہ جو شخص سنگ سر مزار شیخ پر ہاتھ رکھ کر جو دعا کرے گا وہ قبول ہوگی اور
 اسکو مجرب لکھا ہے۔ اور کیا عجب ہے جو ایسا ہو کیونکہ اس کرامت سے زیادہ
 ابھی شان و عظمت ہے۔ نقل ہو کہ کسی نے بعد رحلت شیخ کو خواب میں دیکھا

اور پوچھا کہ حق تعالیٰ نے تمھارے ساتھ کیا کیا فرمایا کہ میرا اعمال نامہ مجھ کو دیا
 میں نے کہا کہ تو مجھ کو اعمال نامہ میں کیوں مشغول کرتا ہی میرے عمل سے پہلے
 مجھ کو علم تھا کہ میں کیا کیا کروں گا میرا نامہ اعمال کراہا کا تبین کو دیے وہ پڑھتے
 زمین گئے مجھ کو چھوڑ کر میں تیرا دم مارتا ہوں۔ وفات شیخ ۱۵۔ رمضان
 ۸۲۵ھ ہجری میں ہی اور ایک قول میں ۱۰۔ محرم ۸۲۴ھ ہجری میں ہی۔

بعض ملفوظات حبیبہ قطعات حضرت حاجہ ابو الحسن قانی رحمۃ اللہ علیہ

ہر کہ نماز بر وقت نخواند و تلاوت قرآن نکند و علم نیاموزد و سخاوت نکند و دکان
 از وی بہر حال بہتر اند و گیر اگر کسی صدکار با اخلاص کند و یکی بریا خوف آنست
 کہ ہمہ کار خالص او نیست شود و گیر ہر کہ دعویٰ علم کند باید کہ عمل بتوئی بود و
 ہر کہ دعویٰ عبادت کند باید کہ اخلاص با وی بود و ہر کہ دعویٰ تصوف کند باید
 کہ فتا با وی بود و گیر ہر کہ حریص دنیا بود ما شس حلال نباشد و ہر کہ دروغ گوید
 ایمانش نبود و ہر کہ خیانت کند سیر ایمانش نباشد و ہر کہ اہل نماز بود ایمان ندارد
 و گیر زندگانی چنان دانید کہ گویا جان بر لب رسیدہ من ہفتاد و سہ سال است
 کہ با حق تعالیٰ زندگانی کردم و یک سخن با وی برخلاف شرع نہ گفتم و یک نفس
 بموافقت نفس نزد و سفر چنان کردم کہ از عرش تا فرش ہمہ زیر یک قدم
 من بود و گیر از حق تعالیٰ بر من نہ آید کہ اگر باندہ پیش من آئی شادتم و اگر

باینیازائی تو نگرت کنم و اگر از خودی خود دست بداری آب و مهور اسخرت کنم
 دیگر سر من عرش است و پایی من تحت التری و دستهای من مشرق و مغرب دیگر
 ملائکه سه جا از اولیا رسد منت دارند اول ملک الموت در وقت نزاع ایشان و دوم
 اگر اما کتابین در وقت نوشتن نامه سوم منکر و نکیر بوقت سوال و دیگر تالیقین
 و نیشتم که رزق بروی ست دست از کار بازند ششم و تا عجز خلق ندیدم پشت بر
 خلق نکردم و دیگر تا تو طالب دنیا باشی دنیا بر تو سلطان بود و چون تو از وی
 روگردانی تو بروی سلطان باشی و دیگر در ویشی کسی را بود که او را دنیا و آخرت
 نباشد و غیبت نکند بدین هر دو دیگر ندارد پیشتر از وقت از تو نمی طلبند تو نیز زود
 پیشتر از وقت از وی مطلب و گیرنده را تا بحق راه است اما با حق کسی راه نیست
 و هر که او را یافت نماند و هر که او را یافت نبرد. در صد هزار سال یکی از رحم مادر
 زاید که آن کس محبت و پرستش حق را شاید و دیگر قبله جوان مردان خدای تعالی
 است که این مَا تُولُوا فَتَمَّ وَجْهَ اللَّهِ و دیگر پرسیدند از وی که خدا را کجا دیدی
 گفت آنجا که خود را ندیدم و دیگر چون ذکر نیکان میخوشنید پدید آید و باران رحمت
 بار و چون ذکر خدای تعالی کنی میخی از نور پدید آید که عشق بار و اما ذکر سبندگان
 عام را رحمت است و خاص را غفلت و دیگر آن راه که بهشت بر دزدیک است
 اما راهی که بخدای بر دزد است و دیگر می باید که در روزی هزار بار میری و باز زنده
 شوی تا باشد که حیاتی یابی تا بعد شش موت نبود و چون هستی خویش باو دهی

او هستی خویش نبود و دیگر با خدا آشنائی کینده دل قوی شود چون غریبی که بشهر با
 میرود و چون در سفر آشنائی یا به قوی دل می گردد و دیگر دوستی خدا و دل آن
 کس نبود که او را رحم و شفقت بر خلق نبود و دیگر آنچه که خدای تعالی مرنبه را بعد
 ایمان که راست کند هیچ چیز بهتر از دل تارک و زبان راست نیست و دیگر هر که درین
 جهان از خدا و رسول او و پیران شرم دارد دران جهان خدا از وی شرم دارد
 و دیگر یک بار خدای را یاد کردن صعب ترست از آنکه شمشیر بر روی خورد و هزار بار
 و دیگر اگر جبرئیل علیه السلام از آسمان بانگ کند که ای فلان کسی مثل تو نیست و نخواهد بود
 تو قول او را صادق داری اما از مکر خدا ایمن مشو و از آفت نفس خویش و عمل
 شیطان غافل مباش و دیگر یک بار دیدیم خدا را بنحواب که می گفت یا ابا الحسن خجای
 که من ترا به ششم گفتم می گفت تو مرا باشی گفتم نه گفت یا ابا الحسن همه عالم درین آرزو
 اند که من ایشان را باشم و ایشان مرا و تو چنین می گویی گفتم خداوند آن که باشد که ترا
 نخواهد اما تو اختیار بین دادی از مکر تو که ایمن تواند بود که تو اختیار کس ناری نمیکنی
 هر چه می خواهی می کنی و دیگر از وی پرسیدند که بندگان چسیت گفت عمر در ناکامی
 گذاشتن و دیگر از وی پرسیدند که چه کنیم که بیدار باشیم گفت عمر بیک نفس باز آوید
 و این یک نفس را چنان دانید که واپسین است و بر لب رسیده است و دیگر
 پرسیدند که فقیری چسیت گفت سیاه دل بودن یعنی از پس رنگ سیاه رنگ
 دیگر نباشد و دیگر اگر همه ^{چیز} شده شود و آن بر تو بزبان آید هیچ غم نباشد برابر آنکه

تکبیر اول از توفت شود بجماعت دیگر هر که روز جمعه دو اذوده رکعت بشش سلام
 گذارد میان ظهر و عصر دو رکعت صلوة الحاجت بخواند در هر رکعت بعد فاتحه
 آیه الکرسی و شهد الله و قل اللهم مالک الملك تا بغیر حساب و انا انزلت
 یک یک بار بعد فراغ سر بر زمین نهاده بگوید کلمه توحید یک بار و بعد سر از سجده برداشته
 حاجت خواهد روا کرد و دیگر دو رکعت نماز برای خوشنودی خصمان ادا در
 حق بندگی باید خواند در هر رکعت بعد فاتحه آیه الکرسی و قل اللهم مالک
 الملك تا بغیر حساب یکبار و ثواب آن بخصمان بخشید در قیامت خصمان زوی
 راضی باشند و اگر بنیت ادای بندگی خواهد ادا کرده باشد دیگر در شب پنجشنبه
 دو رکعت برای حق والدین بخواند میان شام و خفتن در هر رکعت بعد فاتحه
 انا انزلنا و انا اعطینا و قل یا و اخلاص و معوذتین یک یک بار چنان
 ثواب است که گویا تو ریت و انجیل و زبور و فرقان خوانده باشد دیگر اگر خدای تعالی
 روز قیامت همه خلق را از مشرق تا به مغرب برای من بخشه از بزرگی همت خود
 که با خدا دارم باز نه نگرم دیگر مردی خرقه پوشیدن خواست گفت اگر زن لباس
 مرد پوشد مرد شود و اگر مرد لباس زن پوشد زن شود گفت نه گفت چرا لباس
 مردان پوشی اگر مرد نه و اگر مردی نیز حاجت نیست مقالات صوفیه -

حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمه الله تعالی

آپ کا اسم مبارک علی ہی آپ کی نسبت و سائط سے سید الطائفہ حضرت جنید
 بغدادی تک پہنچتی ہی بڑے عالی نسبت و کیفیت تھے حالات مریدان کے
 ظہور پر آپ کو خاص کمال حاصل تھا بڑے لوگوں کے کشف مشکلات سلوک
 آپ کے فریے سے ہوتے تھے اور بزرگان و کمالان آپ سے مستفید ہوتے
 تھے مصنف کتاب کشف المحجوب تحریر کرتے ہیں کہ اتفاقاً مجھ کو ایک واقعہ
 راہ سلوک میں ایسا پیش آیا کہ جس کا حل مجھے نہ ہو سکا حضرت شیخ ابوالقاسم
 اگرگانی کی خدمت میں روانہ ہوا البتہ خدمت میں پہنچا اور آپ کو ایک سجدہ
 میں پایا تنہا بیٹھے ہوئے ایک ستون سے میرے واقعہ مشککہ کی کیفیت بیان
 فرمائی ہیں میں نے بے بیچھے اپنی مراد پائی اور عرض کیا کہ اے شیخ یہ
 واقعہ تو میرا ہی جس کو آپ بیان فرمے ہیں آپ نے کہا عزیز من اللہ تعالیٰ
 نے اس ستون کو گویا کر دیا تھا یہ واقعہ مجھ سے پوچھا تھا۔ ایک دن شیخ ابوسعید
 اور شیخ ابوالقاسم طوس میں ایک تخت پر بیٹھے ہوئے تھے اور ایک گروہ
 فقرائے طالبین کا تخت کے چاروں طرف کھڑا تھا ایک درویش کے دہن
 گذرا کہ اس بزرگ کا مرتبہ نہ معلوم کیا ہی شیخ ابوسعید نے کہا کہ اگر کسی کو یہ خوش
 ہو کہ د و بادشاہوں کو ایک وقت میں ایک جگہ ایک تخت پر دیکھے تو
 اُس سے کہہ دو کہ دیکھ یہ بیٹھے ہوئے ہیں اُس فقیر نے جب یہ سنا تو لٹکے
 حالات باطنیہ پر نظر ڈالنا شروع کی خدا کی طرف سے حجاب اٹھا دیے گئے اور

اسنے سب حالات پر نظر کی اور یقین ہو گیا کہ شیخ نے سچ کہا ہے نفحات

شیخ ابو علی فارمدی قدس سرہ

ستارح ممالک الہی غواص محیط نامتناہی رہبر سالکان صمدی حضرت شیخ بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ نام نامی فضل بن محمد ہی اور فارمد ایک قریہ کا نام ہے جہاں آپ کی سکونت تھی شیخ اشیر خراسان تھے اور ہر علم میں یکتاے روزگار تھے حضرت امام ابو القاسم قشیری کے شاگرد تھے اور طریقت میں دو شیخ سے نسبت تھی ایک ابو القاسم گورگانی طوسی سے دوسرے شیخ المشائخ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے شیخ فرماتے ہیں ابتداءً جوانی میں نیشاپور میں علم دین پڑھتا تھا وہاں شیخ سعید ابو الخیر تشریف لائے ہیں اُن کی ملاقات کو گیا اور اُن کی صورت کا عاشق ہوا۔ ایک روز میں شیخ سے پوشیدہ اُنکے مکان میں کناے بیٹھ گیا کہ شیخ کی نگاہ مجھ پر پڑے۔ الغرض شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ سماع میں مشغول ہوئے اور وجد ہوا اور اپنے کپڑے پھاڑے تھوڑی دیر کے بعد مریوں نے جامہ شیخ کے ٹکڑے تہرگا تقسیم کر لیے اُن میں سے ایک استین اور کلی شیخ نے علیحدہ رکھ لی اور آواز دی کہ اے ابو علی کہاں ہو تو فرماتے ہیں میں نے قصداً جواب نہیں دیا اس لیے کہ شیخ مجھ کو پہچانتے نہیں اور نہ میں اُنھی زیر نظر ہوں۔ جب مکرر کہہ کر آواز

دوی تو میں گیا وہ آستین اور کلی مجھ کو رحمت فرمائی اور کہا کہ یہ آستین اور کلی
 تمھاری ہوئی ہیں۔ اُسی وقت میرے قلب میں اک روشنی پیدا ہوئی اور
 روز بروز اُس میں ترقی دیکھتا تھا اور یہ کیفیت میں نے حضرت ابوالقاسم قشیری
 سے کہی اُنھوں نے مجھ کو مبارکباد دوی اور فرماتے ہیں کہ اس کے بعد بھی
 میں علم پڑھتا رہا تین سال تک ایک وزدوات میں قلم ڈاکر جو نکالا تو سفید
 نکلا اسی وقت میں نے اپنے اُستاد سے یہ حال بیان کیا اُنھوں نے کہا
 کہ بس اب تو دوسرے کام میں مشغول ہو جا۔ شیخ فارمدی فرماتے ہیں کہ
 ایک روز شیخ ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ نے حمام میں غسل کیا تو میں نے چند
 دلو آب کنوین سے لاکر وہاں ڈال دیے جب شیخ بعد غسل کے باہر نکلے تو
 پوچھا کہ وہ کون تھا جس نے گریباہ میں پانی ڈالا۔ یہ سنکر میں بہت پریشان ہوا
 مجبوراً عرض کیا کہ میں تھا فرمایا کہ اے بوعلی جو کچھ ابوالقاسم کو ستر برس میں ملا
 تو نے ایک ڈول پانی پر لے لیا۔ وفات شیخ سلمہ ہجری میں ہی۔

خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قطب الاولیا خواجہ محمد یار ساقی سر کتاب فصل الخطاب میں
 لکھتے ہیں کہ مولانا شرف الدین نعیمی الانصاری البخاری رحمۃ اللہ علیہ کے
 ہاتھ کا لکھا ہوا میں نے دیکھا جو ایک علمائے کبار و سلسلہ خاندان نقشبندیہ

سے ہیں وہ یہ لکھتے ہیں کہ ابرطریق ببحقیقت ہادی گمراہ رہنا سے
 آوارگان عارف لاثانی حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بعمر بیسجدہ
 سال بغداد کو تشریف لے گئے اور ابی اسحاق فقیہ سے علم فقہ حاصل
 کیا اور علم نظر کی پوری تکمیل کی حنفی مذہب تھے بہت دن صفہان و بخارا
 میں تعلیم فرماتے رہے اہل عراق و خراسان و خوارزم و ماوراء النہر میں مقبول
 خاص و عام تھے ایک مدت تک کوہ آذر میں آپ سکونت رکھتے تھے حضرت
 شیخ عبد اللہ جوینی سے آپ کو خرقہ ملا ہوا اور شیخ عبد اللہ جوینی و شیخ حسن بھٹائی
 و شیخ ابو علی فارمدی رحمہم اللہ سے نسبت حاصل کی۔ آپ کی ولادت کا سال
 ہجری ہوا اور وفات شریف ۷۸۵ھ ہجری میں واقع ہوئی۔ حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ
 علیہ اپنی تاریخ میں تحریر فرماتے ہیں خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ صاحب احوال
 و کرامات تھے اور بغداد و خراسان و عراق و سمرقند و بخارا میں مستفید ہوئے
 اور ہزاروں کو آپ سے نفع پہونچا۔ اور مرو میں رونق بخش ہو کر تھوڑے دن
 وہاں رہے اسکے بعد ہرات کو چلے گئے تھوڑے روز قیام فرما کر پھر مرو
 میں واپس تشریف لائے اور چند روز آپ پھر ہرات میں رہے اور کچھ دنوں
 رہ کر بقصد سفر مرو وہاں سے روانہ ہوئے جب ہرات سے باہر نکلے راہ
 میں انتقال ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہیں دفن ہوئے بعض نے کہا ہے کہ ابن
 التجار جو مریدوں میں تھے سے آپ کا جسد مبارک مرو کو لیکئے اور وہیں دفن

کیا منجملہ اصحاب دیگر چار خلفائے عظم جو صاحب مقامات عالیہ تھے وہ خلعت
 خلافت حاصل کر کے دعوت و ارشاد خلق میں مشغول ہوئے وہ چاروں خلیفہ
 علی الترتیب یہ ہیں خواجہ عبداللہ برقی خواجہ حسن اندقی خواجہ احمد لیسوے
 خواجہ عبدالخالق عجمدانی قدس سرہم۔ شیخ نجیب الدین برغش شیرازی
 فرماتے ہیں کہ مجھ کو چند ورق کاغذ کے لمبے جسے دیکھنے سے میں خوش ہوا
 مگر معلوم نہ تھا کہ اسکا مصنف کون ہوا اور اسکے مصنف کی اور تصنیفیں بھی اگر
 مجھے مل جائیں تو خوب ہو۔ اُسی رات کو خواب دیکھا کہ ایک شخص باوقار سفید
 ریش و نورانی شکل خالفتاہ میں آئے اور متوضی میں وضو کرنے کے لیے
 گئے۔ میں بھی ساتھ ساتھ گیا۔ سفید لباس تھا اور اُسپر بآب زر آیت الکرسی تہا
 خوشخط لکھی ہوئی تھی وضو کرتے وقت وہ کپڑے اُتار کر مجھ کو دیے سفید لباس
 کے اندر سبز لباس تھا اُسپر بھی آیت الکرسی لکھی ہوئی تھی وہ لباس بھی اُتار کر
 مجھ کو دیا اور فرمایا کہ اسکو حفاظت سے رکھ میں وضو کرتا ہوں۔ وضو کے بعد فرمایا
 کہ ان دو لباسوں میں سے تو جو مانگے وہ تجھے دیتا ہوں میں نے کہا کہ آپ کو
 اختیار ہو جو چاہیں مرحمت فرمائیں پس جامہ سبز مجھ کو پہنایا اور جامہ سفید خود
 پہن کر کہنے لگے کہ تو مجھ کو پہچانتا ہے کہ میں کون ہوں عرض کیا کہ نہیں فرمایا میں اُن
 پرچون کا مصنف ہوں اور میرا نام یوسف ہمدانی ہے جس کے چند پرچے
 تیرے ہاتھ لگے ہیں اُس کتاب کا نام زینۃ الیامات ہوا اور اُس سے بہتر بھی

میری تصنیفات ہیں جیسے منازل السالکین منازل السائرین۔ جب
میں خواب سے بیدار ہوا تو بہت خوش ہوا۔ خزانۃ الاصفیاء۔

ذکر حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ

نور چراغ معرفت ضیاء خورشید طریقت گل چین گلستان خدا داتی حضرت
خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ سرفراز خواجگان ہیں اور
خلیفہ خواجہ حضرت یوسف ہمدانی کے ہیں قدس سرہما آپ کے والد کا نام
عبدالجمیل ہوا اور امام مالک علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں اور مقتدا علوم
ظاہر و باطن ہیں اور وطن حضرت مولانا عبدالجمیل کی ماں کا روم ہے۔ اور والدہ
خواجہ اولاد شاہ روم سے ہیں اور کہتے ہیں کہ مولانا عبدالجمیل امام حضرت خواجہ
نضر علیہ السلام کے صحبت یافتہ ہیں اور حضرت خضر علیہ السلام نے مولانا
عبدالجمیل قدس سرہ کو حضرت خواجہ کی ولادت کی بشارت دی تھی حضرت
خواجہ کے والد بزرگوار بسبب حوادث روزگار ملک روم سے ماوراء النہر
ونجرا رہتے ہوئے غجدوان میں تشریف لائے اور سکونت اختیار کی حضرت
خواجہ کا تولد وہیں ہوا اور وہیں آپ کا نشوونما ہوا اور نجرا میں تحصیل علم
ظاہری کی لکھتے ہیں کہ ایک روز امام صدر الدین جو علمائے کبار سے تھے
اور حضرت خواجہ کے استاد تھے بوقت درس تفسیر اس آیت شریفہ پر

پہونچے اُدْعُوا رَبَّكُمْ لَضَرُّعًا وَخُفْيَةً اپنے اُستاد سے حضرت خواجہ نے پوچھا
 کہ حقیقت خفیہ اور اسکا طریقہ کیا ہے اگر ذاکر بآواز بلند ذکر کرے تو دوسرا
 شخص واقف ہوتا ہے اور اگر دل سے ذکر کرے تو حکم حدیث الشَّيْطَانُ يَجْرِي
 ابْنُ اَدَمَ يَجْرِي الشَّيْطَانُ واقف ہوتا ہے اس جواب میں اُستاد نے کہا
 کہ یہ علم لدنی ہے انشاء اللہ تعالیٰ تمکو کسی اہل اللہ سے اسکا طریقہ پہونچے گا۔ حضرت خواجہ
 کو اُس روز سے اُسکا انتظار تھا ایک مدت کے بعد حضرت خواجہ خضر علیہ السلام
 تشریف لائے اور آپ کو وقوفِ عددی کی تلقین فرمائی اور اپنی سرزندگی
 میں قبولِ نماز کہا کہ توحوض میں اُترا اور غوطہ لگا اور دل سے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ حضرت خواجہ نے ویسا ہی کیا اور اُسی کام میں مشغول
 رہے یہاں تک کہ تمام ابوابِ سلوک و مقامات آپ پر منکشف ہوئے حضرت
 خواجہ ابتدا سے حال سے انتہا تک مقبولِ خاص و عام رہے اور ہمیشہ
 اتباعِ سنت کے پابند اور بدعت و ہولے نفس کے مخالف رہے اور
 اپنی حالت کو نظرِ اغیار سے ہمیشہ مخفی رکھتے تھے۔ بخارا میں خواجہ یوسف
 ہمدانی کی تشریف آوری کا القاباق ہوا۔ حضرت خواجہ عبدالحق قدس سرہ
 کو بنورِ باطن معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ کو بھی شغلِ دل حاصل ہی پس آپ کی
 صحبت سے مشرف ہوئے اور وہ جب تک بخارا میں تشریف رکھتے
 تھے حضرت خواجہ آپ کی صحبت میں رہے۔ یہاں تک کہ حضرت یوسف ہمدانی

نے حضرت خواجہ کو خرقہ پہنایا۔ اگرچہ یوسف ہمدانی کے طریقہ میں ذکر جہر کا رواج تھا۔ مگر حضرت خواجہ کو جس طرح خضر علیہ السلام سے پہونچا تھا اُسی پر مشغول رہنے کا حکم دیا۔ اُس میں کچھ تبدل و تغیر نہ کیا۔ حضرت خواجہ کی ولایت اس سب سے پہونچی کہ ہر روز ایک وقت کی نماز کعبہ شریف میں پڑھتے تھے اور پھر واپس تشریف لاتے تھے ولایت شام آپ کے مریدوں کا معدن ہو۔ حضرت خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہ جو آپ کے فرزند ان معنوی میں سے ہیں اُن کے نام جو وصیتیں ہیں وہ اس غرض سے لکھی جاتی ہیں کہ تمام متعلقان و ابستگان سلسلہ کو اس سے نفع ہو۔

وصیت نامہ

وصیت می کنم ترا ای پسرک من کہ بعلم و ادب و تقویٰ در جمیع حال بر تو باد کہ متبع آثار سلف کنی و ملازم سنت و جماعت باشی و فقہ و حدیث آموزی و از صوفیان جاہل پیروی ہمیشہ نماز باجماعت گزاری بشرطیکہ امام و موزن نباشی ہرگز طلب شہرت نکنی کہ آفت است و منصب متعبد مشو دائم گنام بخش و درقبال نام خود منویس و بحکمہ قضا حاضر مشو و ضمان کسی مشو بوضایاے مردم درمیا و بالموک و ابنای ملوک صحبت مدار خانقاہ بنا کن و در خانقاہ منشین و سماع بسیار کن کہ سماع بسیار نفاق پیدا آرد و بسیاری سماع دل را میراند و بر سماع

انکار کن کہ سلع را اہل سلع بسیار اند کم گوی و کم خور و کم خسب از خلق بگزین
 ہنچنانکہ از شیر بگزینند و ملازم خلوت خود باش و با مردان و زنان بدندان
 و تو نگران دعایان صحبت مدار حلال خور و از شر بہرہیز و تا توانی زن مخواہ کہ
 طالب دنیا شوی و طلب دنیا دین بادیہی۔ بسیار مخند و از خندہ قہقہہ اجتناب کنی
 کہ خندہ بسیار دل را بمیراند باید کہ در ہمہ کس بچشم شفقت نگری و بیچ فردی را حقیر
 نہ شمری ظاہر خود را بسیار ای کہ آرایش ظاہر از خرابی باطن مست با خلق مجاہد
 کن و از کسی چیزی مخواہ و کسی را خدمت مفرما و مثل نخ را بمال و تن و جان
 خدمت کن و بر افعال شان انکار نہنامی کہ منکر ایشان ہرگز رستگاری نیابد
 بدینا و اہل دنیا مغرور مشو باید کہ دل تو ہمیشہ اندوگین باشد و چشم تو گریان و
 عمل تو خالص و دعای تو متضرع و جامہ تو کمندہ و رفیق تو درویش و مایہ تو فقیر
 و خانہ تو مسجد و مونس تو حق سبحانہ تعالی۔ تم کلامہ العالی قدس سرہ۔ اور یہ
 کلمات آپ ہی سے منقول ہیں۔ ہوش در دم۔ نظر بر قدم۔ سفر در وطن
 خلوت در انجمن۔ یاد کرد۔ باز گشت۔ نگاہ داشت۔ یاد داشت۔ ہر کلمے کی
 صراحت طوالت چاہتی ہے جسکو حق تعالی شوق جستجو عطا فرمائے وہ مفاد اعلیٰ
 وغیرہ کتب میں ملاحظہ فرمائے۔ زمین ہر ایک کلمے کی پوری تشریح ہے حضرت
 خواجہ عبد اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ چار کلمہ آخر کے مختصر معنی یوں بیان فرماتے
 ہیں کہ یاد کرو عبارت از تکلف ست در ذکر و باز گشت عبارت رجوع ست

بحق سبحانہ بران وجہ کہ ہر بار کلمہ طیبہ را گوید از عقب آن نبدل اندیش کہ
خداوند مقصود من توئی و نگہداشت عبارت از محاطت رجوع است بی گفت
زبان میادداشت عبارت از سوخ است و نگہداشت انتہی کلامہ حضرت
خواجہ کے خلفا میں فضل و اکمل یہ چار خلیفہ ہیں خواجہ احمد صدیق خواجہ
اولیاء کبیر خواجہ سلیمان کوینی خواجہ عارف ریوگری قدس سرہم

خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

عالی جناب ہدایت آب مستغنی عن الالقاب مہر سیامی برتری خواجہ
عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ۔ خواجہ ممدوح خلیفہ حضرت خواجہ عبدالحق
مہجدوانی ہیں علم و حلم و ریاضت و متابعت سنت میں بیعیل تھے اور
آپ کی وفات ۸۵۰ ہجری میں ہوئی مدفن ریوگر ہو جو علاقہ بخارا میں واقع ہے۔

بیان خواجہ محمود انجیر فغوی قدس سرہ

منظر فیوض ولایت مصدر برکات و ہدایت در دریائے تحقیق آب گوہر تہذیب
عالم علوم صوری و معنوی حضرت خواجہ محمود انجیر فغوی رحمۃ اللہ علیہ آپ
حضرت خواجہ ریوگری کے خلیفہ اور صاحب ارشاد ہیں آپ کا مولد قصبہ انجیر
فغہ ہے۔ جو بخارا کے علاقے کا گائون ہے آپ نے بوجہ مصلحت وقت ذکر ہجر

جاری فرمایا۔ بعد رحلت خواجہ ریوگری رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت خواجہ ایک مسجد میں بذکر جہر مشغول ہوئے مولانا حافظ الدین نے حسب اشارہ استاد العلماء شمس اللہ حلوانی کے بمواجمہ علماء کے کثیر حضرت خواجہ سے سوال کیا کہ آپ نے کس سبب سے ذکر جہر اختیار کیا۔ آپ نے فرمایا اسیلے کہ شخص خوابیدہ جاگے اور غافل ہو شیار ہو اور ہنگو ترغیب ہو اور راہ نیک پر آئے۔ مولانا حافظ الدین نے کہا کہ جب آپ کی نیت میں یہ ہو تو بیشک آپ کے لیے ذکر جہر جائز ہو اور پھر عرض کیا کہ اسکی کوئی حد بیان فرمائیے کہ اس کے جواز و عدم جواز میں ہمیں تمیز حاصل ہو۔ خواجہ نے فرمایا کہ ذکر اس کے لیے ہی کہ اسکی زبان دروغ و غیبت سے پاک ہو اور اسکا حلق حرام و شہبہ سے پاک ہو اور اسکا دل ریا و سمع سے طاہر ہو۔ اور اسکا ستر پاک ہو تو جہر بغیر اللہ سے خواجہ علی رامیتنی جو اجلہ اصحاب حضرت خواجہ سے ہیں قدس سرہا فرماتے ہیں کہ ایک درویش نے بزمانہ خواجہ محمود خضر علیہ السلام سے پوچھا کہ اس نے مانے میں کونسا شیخ ہی جو جادہ استقامت پر ثابت اور مجمع کمالات ہو تاکہ میں اسکی اقتدا اور اتبلع کروں حضرت خضر نے فرمایا کہ خواجہ محمود فغضوی ہی۔ بعض اصحاب خواجہ رامیتنی فرماتے ہیں کہ وہ درویش جس نے خواجہ خضر سے پوچھا تھا خود خواجہ رامیتنی علیہ الرحمۃ تھے مگر انھوں نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ ایک روز خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ مع اصحاب و احباب ذکر میں

مشغول تھے ناگاہ ایک مرغ سفید بزرگ جثہ آپ کے سر پر سے اڑتا ہوا
 گذر جب آپ کے مقابل ہوا تو بزبان فصیح یہ کہا کہ امی علی مردانہ باش
 اسوقت جو لوگ آپ کے یہاں حاضر تھے اس مرغ کو دیکھ کر اور یہ نملے
 عجیب شکر بہوش ہو گئے اور ان پر ایک کیفیت طاری ہوئی جب ہوش
 آیا عرض کیا کہ جو کچھ ہنسنے دیکھا اور سنا ہوا سکی کیا حقیقت ہی خواجہ نے فرمایا
 کہ یہ خواجہ محمود مغنوی تھے حق تعالیٰ نے انکو یہ بزرگی عطا کی ہو کہ جس جا
 حضرت موسیٰ علیہ السلام رب الانام سے کلام کرتے تھے وہاں یہ بھی ہمیشہ
 جایا کرتے ہیں خصوصاً آج وہ ایک خاص بات کے لیے جا رہے ہیں وہ
 یہ ہو کہ خواجہ دہقان قلاتی خلیفہ خواجہ اولیاء کبیر رحمۃ اللہ علیہما قریب مکہ
 میں اور انھوں نے دعا کی ہو کہ الہی اسوقت کسی اپنے دوست کو میرے
 پاس بھیج تاکہ وہ وقت رحلت مجھ کو مدد دے اس لیے خواجہ وہاں تشریف
 لے گئے ہیں۔ زشحات

بیان حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

شہسوار میدان یکتائی فارس مضمار پارسانی مرکز برکات اتم مدد نقطہ
 فیض و کرم در علم و عرفان غنی حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ
 حضرت مدوح کالقب خواجہ عزیزان ہو بجدول قوت حلال کسب بافندی

کرتے تھے آپ خواجہ محمود فغوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں جسوقت
خواجہ محمود فغوی کا وقت رحلت قریب پہونچا آپ نے خواجہ مہرچ
کو خلافت دی اور اپنے تمام مریدین کو آپ کے سپرد کیا۔ مولانا
جلال الدین رومی قدس سرہ حضرت خواجہ کی تعریف میں فرماتے ہیں شعر
گر نہ علم حال فوق قال بودی کی شدی بندہ اعیان بخارا خواجہ نساچ را
آپ کا مولد را میتن ہی اور مدفن خوارزم۔

بعض مکاتیب و ملفوظات خواجہ

حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی قدس سرہ حضرت خواجہ کے
بہمصر تھے آپس میں اکثر رسل و رسائل کا اتفاق ہوا ہے شیخ سمنانی نے کسی
شخص کو خواجہ کی خدمت میں بھیجا اور تین باتیں استفسار کیں وہ سوال
مع جواب حسب ذیل ہیں۔ سوال اول ہم اور تم دونوں ہر مسافر کی
مہمان داری کرتے ہیں باوجودیکہ میں کھانے اور پینے میں زیادہ تکلف
کرتا ہوں اور آپ کچھ تکلف نہیں کرتے اسکی کیا وجہ ہے کہ ہر شخص آپ کا علاج
ہو اور میرا شاکی حضرت خواجہ نے جواب دیا کہ خدمت کنندگان منت نہندہ
بہت ہیں اور خدمت کنندگان منت دا زندہ کم ہیں تم اس میں کوشش کرو

کہ تمہارا شمار خدمت کنندہ و منت دارندہ میں ہوتا کہ کوئی تمہارا کلمہ نہ کرے سوال
 دوم میں نے سنا ہے کہ آپ کو حضرت خضر علیہ السلام نے تربیت دی ہے
 یہ کیونکر ہے فرمایا کہ تمام بندگان خدا اُس کے عاشق ہیں جس کا خضر عاشق ہے
 سوال سوم ہم سنتے ہیں کہ تم ذکر جہر کرتے ہو اسکی کیا وجہ ہے فرمایا کہ میں
 بھی سنتا ہوں کہ تم ذکر خفی کرتے ہو پس تمہارا ذکر بھی ذکر جہر ہے دیگر مولانا
 سیف الدین جو علمائے کبار سے تھے خواجہ عزیزان قدس سرہ سے
 پوچھا کہ آپ ذکر جہر کس نیت سے کرتے ہیں فرمایا کہ اس بات پر علما کا اتفاق
 ہے کہ وقت اخیر میں بلند آواز سے تلقین کرنا بمضمون حدیث لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ
 شَہَادَةَ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللہ جائز ہے پس درویشوں کا نفس نفس اخیر ہے
 دیگر فرماتے ہیں کہ آیت تَوَكَّلْ عَلَى اللہ میں اشارت و بشارت دونوں ہیں
 یعنی توبہ کا اشارہ اور اجابت کی بشارت ہے کیونکہ اگر توبہ قبول نہ فرماتا
 تو اُس کے کرنے کا حکم نہ دیتا پس امر و دلیل قبول ہے دیگر فرماتے ہیں کہ عمل
 کرنا اور ناکرہ سمجھنا اور از سر نو پھر عمل کرنا اور فرماتے ہیں کہ دو وقت ضرور
 اپنی حفاظت کرنا چاہیے یعنی بات کرتے وقت اور کھاتے وقت دیگر
 فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی بغرض ہدایت مخلوق نیٹھے اور خدا کا طریقہ بتلائے
 تو اسکو چاہیے کہ ایسا بنے جیسے کوئی شخص جانور پالتا ہے اور ہر جانور کا
 حوصلہ جانکر اُس کے موافق دانہ پانی کھلاتا پلاتا ہے اسی طرح چاہیے کہ مشر

حساب استعداد و قابلیت طلبا کے تربیت کرے دیگر فرماتے ہیں کہ اگر تمام
 روئے زمین پر ایک فرزند بھی منجملہ فرزندان خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ
 علیہ رہتا تو منصور دار پر نہ چڑھتا یعنی اُسکو اُس مقام سے آگے بڑھا دیتا
 کہ وہ انا الحق کہنے سے باز آتا و دیگر ہر روان راہ سلوک کو ریاضت و مجاہدہ
 بہت کرنا چاہیے تاکہ اس مرتبہ و مقام پر پہنچیں مگر ایک راہ بہت نزدیک
 ہے کہ اُس سے جلد مقصد کو پہنچتا ہے وہ یہ ہے کہ کسی صاحب دل کے دلیمن
 جاے پیدا کرے کیونکہ وہ مورد نظر حق ہے اُسکو بھی اس نظر سے کچھ حصہ
 مل جائے گا دیگر شیخ فخر الدین نوری نے خواجہ عزیزان سے پوچھا
 کہ کیا وجہ ہے جو بروز سوال اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْکُمْ تَمَام نے بلفظ بے جواب دیا اور
 بروز بدحق تعالیٰ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْکُمْ فرمایا تو کوئی جواب نہ دیا فرمایا کہ
 روز ازل تکالیف شرعیہ ہونے والے تھے اُس موقع میں جواب دینا ضرور
 تھا اور روز اب بروز رفع تکالیف شرعیہ ہوا و ابتداء عالم حقیقت ہے پس
 عالم حقیقت میں جواب کی کیا ضرورت ہو اسیلے خود پروردگار عالم فرمایا کَلَامُ
 الْوَاحِدِ الْقَلْبَانِ انتہی کلامیہ قطعہ و رباعی خواجہ عزیزان رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے قطعہ

نگہ دارش کہ خوش مرعیت و مساز
 کہ نہ توانی گرفتن بعد پرواز رباعی
 ورتو نر مید ز حمت آب و گلست

نفس مرغی مقید در روان ست
 رہانش بندگی سل تا نبرد
 باہر کہ نشستی و نشد جمع دلت

از صحبت وی اگر تبر اند کئے	ہرگز نکند روح عزیزان بجلت باغی
چون ذکر بدل رسد دلت درد کند	آن ذکر بود کہ مرد را منرد کند
ہر چند کہ خاصیت آتش دارد	لیکن دو جهان بردل تو سرود کند

صاحب رشتات لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ کے یہاں ایک مہمان آیا اسوقت گھر میں کچھ نہ تھا خواجہ مترود ہوئے ایک شخص جو آپ کا عقیدہ مند تھا اُس نے کچھ حاضر پیش کیا اور بہت عجز سے کہا کہ آپ یہ ہدیہ قبول فرمائیں خواجہ کو یہ بات بہت خوش آئی قبول فرمایا اور مہمان کو کھلا کر کہا کہ اے شخص اسوقت تو جو چاہے سوانگ تیری مراد بر آئیگی اُس نے عرض کیا کہ میں مثل آپ کے ہو جاؤں آپ نے کہا کہ یہ بوجہ تجھ سے نہ اُٹھ سکیگا۔ اُس نے بہت عجز سے کہا کہ اس کے سوا مجھے کچھ نہ چاہیے فرمایا اچھا پھر علیحدہ خلوت میں لیگئے اور توجہ کی تھوڑی دیر میں ظاہر و باطن اور صورت اور سیرت میں مثل خواجہ کے ہو گیا ایک چلہ زندہ رہا اس کے بعد رحلت کی رحمتہ ابد علیہ۔ خواجہ عزیزان کی وفات ۲۸۔ ذیقعدہ ۱۵۷۵ ہجری ہو کسی نے آپ کی رحلت کی یہ تاریخ لکھی ہے قطعہ

ہفتصد و پانزدہ زہجرت بود	بست و ہشتم زماہ ذیقعدہ
کان جنید زمان شبلی وقت	زمین سرارفت در پس پردہ

حضرت خواجہ کے دو فرزند عالم و عامل و عارف و کامل تھے فرزند گلان خواجہ نخرود کہلاتے ہیں مگر نام خواجہ محمد ہی علیہ الرحمتہ۔ خواجہ خرد بجیات خواجہ عزیزان

انشی برس کی عمر کو پہنچ چکے تھے خواجہ خرد کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اصحاب خواجہ
 عزیزان حضرت خواجہ کو خواجہ بزرگ کہتے تھے اور خواجہ محمد کو خواجہ خرد
 اس لیے آپ اس نام سے مشہور ہیں دو کفر نذر ابراہیم علیہ الرحمۃ ہیں۔
 خواجہ عزیزان نے وقت رحلت فرزند دوم کو خلافت سے سرفراز نہ لایا
 بعض اصحاب خواجہ عزیزان کے دل میں یہ خیال آیا کہ باوجودیکہ فرزند کلمان
 عارف و کامل موجود ہیں خواجہ نے فرزند دوم کو کیون خلافت دی یہ بات
 حضرت پر شکست ہوئی فرمایا کہ خواجہ خرد غم قریب مجھے ملنے والا ہی چنانچہ
 ایسا ہی ہوا کہ رحلت خواجہ عزیزان کی اُنیس روز بعد خواجہ خرد کا انتقال ہوا
 یعنی ۱۔ ذی الحجہ ۸۵۷ھ ہجری۔ خواجہ مدوح کے چار خلفا ہیں اور چاروں
 محمد کے نام سے موسوم ہیں یعنی خواجہ محمد کلاوڑ خواجہ محمد حلاج خواجہ محمد
 باوردی خواجہ محمد بابا ساسی قدس سرہم۔ صاحب خزینۃ الاصفیاء لکھتے
 ہیں کہ خواجہ سیدنا خلیفہ خواجہ زنگی خواجہ عزیزان کے ہم عصر تھے اور خواجہ
 عزیزان کے ساتھ مخالفت لکھتے تھے ایک روز سیدنا کی زبان سے کچھ
 کلمات خلاف ادب خواجہ عزیزان کی شان میں نکلے اتفاقاً انھیں نون میں
 کوئی غنیم وہاں آیا اور پیر سیدنا کو گرفتار کر کے لے گیا سیدنا نے جانا
 کہ یہ اُس بے ادبی کی سزا ہے جو عزیزان کی شان میں مجھ سے صادر ہوئی۔ معاً
 خدمت خواجہ عزیزان میں حاضر ہو کر معذرت کی اور طالب دعا ہوئے کہ وہ

لڑکا آجلے خواجہ نے کچھ جواب نہ دیا دس ترخان بچھایا گیا خواجہ عزیزان نے فرمایا کہ جب تک سید اتا کا لڑکا نہ آئے گا میں کچھ نہ کھاؤں گا تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ وہ آ گیا سب کو حیرت ہوئی اور اہل محفل میں شور ہوا اُس لڑکے سے پوچھا کہ تو کیونکر آیا کما مجھ کو کچھ خبر نہیں صرف اتنا جانتا ہوں کہ میں وہاں گرفتار تھا یکایک یہاں آ گیا پھر سب نے ملکر کھانا کھایا۔ سید اتا نے پھر حضرت خواجہ سے بیعت کی۔

ذکر حضرت خواجہ محمد بابا ساسی رحمۃ اللہ علیہ

ناظم قوانین شریعت و طریقت منتظم آئین حقیقت و معرفت قطب الارشاد فخرالاولیٰ و تاد منظر حق پرستی و خدا شناسی خواجہ محمد بابا ساسی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ خواجہ عزیزان کے فضل و اعلیٰ صحاب میں سے ہیں حضرت خواجہ نے دم رحلت اپنے صحاب میں سے آپ ہی کو انتخاب کیا تھا اور خلعت خلافت و نیابت عطا فرمائی اور اپنے تمام مریدین و خلفا کو آپ کی اتباع و ملازمت کا حکم دیا حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند آپ کے مقبول فرزند ہیں قبل از ولادت خواجہ نقشبند بابا ساسی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے ظہور کی خبر دی تھی کہ بہت قریب ہی کہ قصر مہندوان قصر عارفان ہو جس وقت خواجہ مدوح

کا گذر قصر عارفان پر ہوا تو خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو پیدا ہو کر تین روز کا
 عرصہ ہوا تھا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ ہمیں اس کی بوائی ہی جسکی ولادت کی
 ہمنے خبر دی تھی اتنے میں جد خواجہ نقشبند خواجہ نونہال کو بابا ساسی رحمۃ اللہ
 علیہما کے پاس لائے آپ نے دیکھا اور فرمایا کہ اسکو ہمنے اپنی فرزندگی
 میں قبول کیا انشاء اللہ تعالیٰ یہ مقتدر روزگار ہوگا اس کے بعد آپ نے
 امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے امیر کلال اگر تونے
 فرزند بہاء الدین کی تربیت میں کوتاہی کی تو میں تجھے نہ بخشوں گا حضرت امیر
 نے خواجہ کے قدموں پر گر کر کہا کہ مرد نباشم اگر تقصیر کنم۔ رشحات
 آپ کے چار خلفائے کامل ہیں خواجہ محمود ساسی خواجہ صوفی سوخاری
 و مولانا دانشمند علی و سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہم خواجہ بہاء الدین شاہ نقشبند
 فرماتے ہیں کہ میری عقد خوانی کی جب تجویز ہوئی تو میرے جد نے مجکو بابا صا
 کی خدمت میں بھیجا اور ملتجی ہوئے کہ حضرت شریک موقع شادی ہوں میں
 حسب احکم حضرت بابا کی خدمت میں حاضر ہوا بعد شرف قدمبوسی پہلے کمرست
 یہ دیکھی کہ مجھ میں اُس شب کو نیاز و تصنیع کی حالت پیدا ہوئی میں مسجد
 میں گیا اور دو گانہ پڑھا اور سجدے میں دعا کی کہ اکی مجکو اپنی بلا اٹھانے کی
 قوت اور تحمل اور محنت محبت خود عطا فرما صبح کو جب میں خواجہ بابا ساسی
 رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گیا تو آپ نے فرمایا کہ اے فرزند دعا یوں کرنا چاہیے

کہ الہی جسمین تیری رضا ہوا سپر مجھے قائم رکھ۔ اور اگر پروردگار عالم اپنے دوست پر بلا بھیجتا ہے تو تحمل بھی عطا فرماتا ہے اپنے اختیار سے طلب بلا کرنا گستاخی ہو اس کے بعد کھانا حاضر کیا گیا تہنہ کھایا ایک روٹی بیچ رہی بابا نے فرمایا کہ اسکو رکھ لو کام آئیگی مین نے جی مین کہا کہ منزل بہت قریب ہے تھوڑی دیر مین گھر پہنچ جائیں گے یہ روٹی کس کام آئیگی مگر امتثال امر روٹی رکھ لی اور وہاں سے حضرت بابا کے ہمراہ روانہ ہوا راستے مین جب میرے ولین خطرات کا توارد ہوتا تھا تو بابا صاحب فرماتے تھے کہ خاطر را از خطرات بیفائده نگہدار۔ راستے مین ایک دوست کا مکان ملا وہاں ٹھہرے وہ دوست حضرت سے خوشی سے ملا مگر اسکی صورت سے پریشانی ظاہر تھی بابا صاحب نے باعث اضطراب پوچھا عرض کیا کہ وہ وہ ہے مگر روٹی نہیں ہے بابا نے فرمایا کہ بہار الدین وہ روٹی اُسکو دے دیکھ آخر کام آئی تو تو اپنے ولین کہہ رہا تھا کہ کس کام آئے گی رحمۃ اللہ علیہما۔ خرمینۃ الاصفیٰ وفات شریف ششمہ ہجری مین ہوئی۔ مزار شریف موضع سماسی مین ہے۔

ذکر حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

نخلند چمنستان انوار الہی شیرازہ بند اوراق فیوض ناستا ہی مجمع ہدایت ارشاد
سرخیل اقطاب و افراد سید ذی کمال حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ

زبدہ خلفائے خواجہ بابا ساسی ہیں رحمۃ اللہ علیہما۔ والدہ حضرت امیر فرماتی ہیں
 کہ یہ آفتاب کمال جب تک برج حمل میں تھا اکثر ایسا اتفاق ہوا کہ کبھی اگر
 لقمہ شبہ میں نے کھایا تو معامیرے پیٹ میں درد ہوا جب یہ بات متعدد بار
 وقوع میں آئی تو میں نے ایسے کھانے سے پرہیز کیا امیر صاحب کو بعالم
 شباب کشتی کا بہت شوق تھا ہمیشہ زور آزمائی کیا کرتے تھے ایک روز
 ایک شخص کے ولین یہ خیال آیا کہ سید اے کو کشتی و زور آزمائی کا شوق
 بہت نازیبا ہو اسی خیال میں اُسکو نیند آئی اور وہ سو گیا۔ دیکھتا کیا ہو کہ قیامت
 بپا ہو اور یہ شخص ایک دل میں سینے تک پھنسا ہوا ہو جس حرکت میں
 کر سکتا اسی حالت میں دیکھا کہ حضرت امیر تشریف لائے اور اُسکے دونوں
 بازو پکڑ کے آسانی نکالا جب وہ بیدار ہوا تو امیر نے اُسکی طرف مخاطب ہو کر
 فرمایا کہ ہم زور آزمائی اسی دن کے لیے کرتے ہیں۔ ایک وزہنگام معرکہ
 و ہنگام کشتی حضرت بابا ساسی کا وہاں گزر ہوا بابا صاحب وہاں تھوڑی
 دیر تماشا دیکھنے کے لیے ٹھہرے آپ کے ہمراہیوں میں کسی ایک کے
 ولین یہ خیال آیا کہ اُسکی کیا وجہ جو حضرت بدعتیوں کی طرف متوجہ ہیں۔ بابا
 صاحب بذریعہ کشف اُسکے خطرے سے آگاہ ہوئے اور فرمایا کہ اس
 معرکہ میں ایک شخص ہو جسکی فیض صحت سے ایک گروہ درجہ کمال کو پہنچا
 اسپریری نظر ہو اور میں چاہتا ہوں کہ اُسکو اپنے قابو میں لاؤں۔ ابھی یہ گفتگو

تمام نہیں ہوئی تھی کہ امیر کی نگاہ خواجہ بابا ساسی پر پڑی از خود رفته ہو گئے اور بابا صاحب وہاں سے روانہ ہوئے امیر کو اب کہاں تاب جو اُس معرکے میں ٹھہر سکیں الغرض سب کچھ چھوڑ چھاڑ خواجہ کے پیچھے پیچھے ہو لیے جسوقت خواجہ اپنے مقام پر پہونچے امیر کو اپنی فرزندہی میں قبول فرما کر تعلیم طریقہ سے سرفراز کیا۔ لکھتے ہیں کہ بائیس برس برابر حضرت خواجہ کی خدمت میں رہے یہاں تک کہ تکمیل کو پہونچے خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ حضرت امیر کے تعلیم یافتہ ہیں امیر کے چار فرزند و چار خلیفہ ہیں ہر ایک ارباب کمال و صاحب وجد و حال تھے جنکے پورے حالات رشحات میں مرقوم ہیں حضرت امیر فقید الشریعت و طریقت و پیشوائے حقیقت و معرفت ہیں اور شرف سیادت سے بھی مشرف تھے آپ کا مولد سوخارا اور پیشہ کلائی ہی۔ وفات وقت صبح روز پنجشنبہ ۸۔ جمادی الاولیٰ ۸۷۰ ہجری ہی اور مدفون سوخارا ہی۔

ذکر حضرت خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند قدس سرہ

امام اہل عرفان پیشوائے خدا شناسان مہمد قوانین اولیا مشید اکین صغیا مرہم زخم دل درد مند حضرت خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ امام طریقت و شیخ حقیقت خفی مذہب ہیں خواجہ کی شرافت و سیادت موروثی ہی۔ نسب آبائی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے یعنی شیخ بہاء الدین محمد

بن سید محمد بخاری بن سید جلال الدین بن سید برہان الدین بن سید عبدہ
 بن سید زین العابدین بن سید قاسم بن سید شعبان بن سید برہان الدین بن
 سید محمود بن سید بلاق بن سید تقی صوفی بن سید فخر الدین بن سید علی اکبر
 بن امام حسن عسکری بن امام علی نقی بن امام محمد تقی بن موسیٰ رضا بن امام
 موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین خرمینۃ الاصفیا
 آپ فرماتے ہیں کہ میرے والدین صنعت کخواب بانی میں مشغول رہتے
 تھے اور اُس میں نقش و نگار کرتے تھے اسوجہ سے ہم نقشبند کے
 لقب سے ملقب ہوئے۔ آپ کو امیر کلال سے ارادت ہو اور روحانی
 نسبت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی
 چنانچہ خود خواجہ نقشبند فرماتے ہیں کہ میں ابتداء سے سلوک میں بحالت ستغراق
 مزارات بزرگان بخارا پر گیا تو ہر ایک کے مزار پر ایک ایک چراغ جلتا ہوا
 نظر آیا مگر باوجودیکہ موجودگی قبیلہ و روغن روشنی کم تھی اور فیتلہاے چراغ
 اسبات کے محتاج تھے کہ اگر ذری سی حرکت دی جائے تو اچھی طرح روشن
 ہو جائیں میں نے اُن چراغوں کو اسی طرح چھوڑا اور منجملہ اُن مزاروں کے
 آخری مزار پر رو قبیلہ بیٹھا اور مراقبہ کیا اور بخود ہو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ دیوار
 قبلہ کے گوشے میں شق ہوئی اور ایک تخت نمودار ہوا جس پر سبز پرے
 پڑے ہوئے تھے اور اُس کے گرد ایک گروہ اولیاء اللہ صفت بستہ

کھڑے ہوئے نظر آئے خواجہ فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں سے بابا ساسی حتمہ علیہ
 علیہ کو پہچانا اور سمجھا کہ بزرگان دین سب رحلت شدہ ہیں پھر اُس جماعت
 میں سے ایک نے مجھ سے کہا کہ تخت پر حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی ہیں
 اور یہ سب اُنکے خلفا ہیں اور ہر ایک کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ خواجہ احمد صدیق
 ہیں اور یہ خواجہ اولیاءے کبیر اور یہ خواجہ عارف ریوگری اور یہ محمود بن خیر غزوی
 اور یہ خواجہ علی رامیتنی ہیں رحمۃ اللہ علیہم اور کہا کہ خواجہ بابا ساسی کو تو تم خود
 پہچانتے ہو۔ اسکے بعد خواجہ عبدالخالق غجدوانی کی عنایت و نوازش
 مجھ پر سجدہ ہوئی مجھ کو ایک تاج عطا فرمایا اور کہا کہ اسکی بزرگی یہ ہے کہ بلاے
 نازل شدہ اس تاج کے پہننے والے کی برکت سے دفع ہوگی اسکے بعد
 ابتدائے سلوک وسط و نہایت سلوک کی باتیں رہیں اور پھر فرمایا کہ تماشائے
 چراغان جو تجھے دکھایا گیا اُس سے یہ اشارہ ہو کہ تو اپنی استعداد و قابلیت
 کے قیلے کو حرکت دے تاکہ خوب روشن ہوا نور احمدیہ شہر

برنا صیہ اش زہوشمندی	می تافت ستارہ بلندی
----------------------	---------------------

صغرنسی سے آثار ولایت و کرامت آپ کے چہرے سے نمایان تھے
 حضرت امیر کمال حسب ارشاد خواجہ بابا ساسی رحمۃ اللہ علیہما آپ کی تربیت
 میں کمال متوجہ تھے اور اپنے اصحاب سے فرماتے تھے کہ تم انکو نہیں پہچانتے
 ہو نظر پروردگار اسکے شامل حال ہی ایک روز حضرت خواجہ نقشبند کی طرف

مخاطب ہو کر امیر نے کہا کہ اے فرزند بہاء الدین میں نے خواجہ بابا ساسی کے حکم کی پوری تعمیل کی کچھ کمی نہیں کی اور کہا کہ تمہارا مرغ روحانی بیضہ بشریت سے باہر آیا مگر مرغ ہمت تمہارا بلند پرواز ہوا اب تم کو اجازت ہے کہ جہان تمہیں اپنا مقصود ملے وہاں جاؤ اور حاصل کرو۔ الحاصل حسب الایماں خواجہ نے سیاحت اختیار کی اور مولانا عارف و خلیل آتا و مولانا زین الدین ابو بکر رحمۃ اللہ علیہم سے صحبت و ملاقات کے بعد بخارا میں تشریف لائے اور تاحیات وہیں رہے حضرت امیر کمال نے رحلت کے وقت اپنے تمام مریدین کو اتباع حضرت خواجہ کا حکم دیا اس وقت اصحاب امیر نے کہا کہ خواجہ نقشبند ذکرین آپ کی اتباع نہیں کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ تم یہ بات انھیں پر چھوڑو واسمین حکمت الہی ہے وہ اپنے اختیار سے کوئی فعل نہیں کرتے اور فرمایا کہ خلفائے خواجگان کا یہ قول ہے کہ اگر ترابی تو بیرون آوردہ اند سترس و اگر تو خود بیرون آمدہ ترس صاحب رسالہ قدسیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز خواجہ بزرگ رنہ اور محمد زاہد حجل میں تھے باتون باتون میں خواجہ بزرگ رنہ کی زبان سے نکلا کہ محمد زاہد میرے معاً حضرت محمد زاہد کا دم نکل گیا دھوپ میں لاش پڑی ہوئی تھی خواجہ بزرگ کو فکر ہوئی برابر دوپہر تک وہ مردہ پڑے ہوئے تھے نماز آفتاب سے محمد زاہد کا رنگ مائل بسیاہی ہو گیا تھا خواجہ بزرگ کو اور تشویش ہوئی ایک ایک غیب سے آواز آئی کہ بگو کہ زندہ شو۔ آپ نے تین بار یہ کلمہ کہا

ذکر رحلت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد مسکین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس وقت بخارا میں شیخ نور الدین خلوتی کا انتقال ہوا اُس وقت خواجہ نقشبند بھی مجلس تغزیت میں موجود تھے فرمایا کہ ہمارا وقت جب آئے گا تو ہم درویشوں کو فرما سکھائیں گے مولانا مسکین فرماتے ہیں کہ مجھ کو اُس روز سے اُس بات کا خیال رہا یہاں تک کہ خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ کو مرض الموت لاحق ہوا میں بھی عیادت کو جایا کرتا تھا نفس اخیر میں خواجہ نے دو وزن ہاتھ اٹھائے اور بہت دیر تک دعا کرتے رہے اور پھر دو وزن ہاتھ اپنے منہ پر پھیرے اور اصل حق ہوئے رحمۃ اللہ علیہ خواجہ علاء الدین نقشبند قدس سرہ جو بہترین خلفائے خواجہ نقشبند ہیں فرماتے ہیں کہ میں وقت اخیر میں حاضر تھا اور سورہ یسین پڑھ رہا تھا جب نصف سورہ یسین پڑھ چکا تو انوار ظاہر ہونے لگے اُس وقت میں ذکر کلمہ شریف میں مشغول ہوا اسکے بعد نفس خواجہ منقطع ہوا ۷۳۔ برس پورے ہو چکے تھے۔ ۷۴۔ سال میں وفات ہوئی شب دوشنبہ تیسری ربیع الاول ۷۹۵ھ ہجری کو مدفن و مولد قصر عارفان ہی جو متصل بخارا ہی کسی نے تاریخ رحلت خواجہ علیہ الرحمہ لکھی ہوئی ہے

رفت شاہ نقشبندان خواجہ دنیا دین	آنکہ بودی شاہ راہ دین دولت ملتش
سکن ماوا می او چون بود قصر عارفان	قصر عرفان زین سبب آید حساب جلتش
خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت تھی کہ میرے جنازے کے آگے آگے شہر ٹپتے چلین شعر	
منفلسا نیم آمدہ در کوے تو	شیئاً ساز جمال روے تو

حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام محمد بن محمد بخاری ہے وطن خوارزم ہے سن شعور سے حصول علم طاہری کی طرف متوجہ ہوئے اُسکے بعد علم طریقت کا شوق ہوا خواجہ بزرگ خواجہ بہار الدین نقشبند کی خدمت میں حاضر ہوئے منظور نظر خواجہ ہو کر عمل باطنی میں مشغول ہوئے۔ بعض سے یوں منقول ہے کہ خواجہ بزرگ کی ایک لڑکی تھی خواجہ نے اپنی اہلیہ سے کہدیا تھا کہ جب یہ بالغ ہو مجھ کو اطلاع دیں جبوقت وہ لڑکی حد بلوغ کو پہنچی مخدومہ موصوفہ نے حسب الارشاد خواجہ بزرگ کو خبر دی آپ اسوقت مدرسہ بخارا میں تشریف لائے جہاں حضرت علاء الدین عطار ٹھہرتے تھے خواجہ عطار نے جب خواجہ بزرگ کو دیکھا قدموں پر گر پڑے بعد قد مبوسی کے سر اٹھایا خواجہ بزرگ نے کہا کہ میری ایک لڑکی ہے اور میں مامور ہوں کہ اُسکو تیرے نکاح میں دوں آپ نے کہا کہ میری سعاد ہو اور قبول کیا۔ اور پھر التماس کیا کہ میں مفلس ہوں میرے یہاں اسباب

دنیوی نہیں ہو فرمایا کہ تیرا اور اسکا رزق اللہ کی طرف سے مقرر ہو اسکی کوئی فکر نہیں الغرض خواجہ بزرگ نے اپنی لڑکی کا نکاح خواجہ عطار سے کیا چند روز کے بعد خواجہ حسن عطار پیدا ہوئے خواجہ عطار فرماتے ہیں کہ ابتداً سلوک میں مجھ سے شیخ محمد نے پوچھا کہ تمہارے دل کی کیا کیفیت ہے میں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ شیخ نے کہا کہ میرے نزدیک مثل ماہ سہ روزہ ہو خواجہ عطار نے یہ تمام کیفیت خواجہ بزرگ سے کہی۔ خواجہ نے فرمایا کہ شیخ محمد نے اپنی حالت بیان کی ہوگی یہ لکھ کر اپنا قدم میرے قدم پر رکھا۔ خواجہ عطار فرماتے ہیں کہ اسوقت مجھ میں ایک عجیب کیفیت پیدا ہوئی کہ تمام عالم کو میں نے اپنی ذات میں دیکھا اسکے بعد پھر میں اپنی حالت اصلی پر آگیا۔ خواجہ بزرگ نے فرمایا کہ دیکھا نسبت اسکو کہتے ہیں۔

خواجہ محمد پار سار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خواجہ عطار وفات سٹاٹ برس پیشتر نوچغانیان سے بخارا کو بغرض زیارت خواجہ بزرگ تشریف لیگئے وہاں آپ کے ہمراہیوں سے ایک نے خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑی بارگاہ ہو اور معلوم ہوا کہ رسول پاک شاہ لولاک کی بارگاہ ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں خواجہ علاؤ الدین عطار اور خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہما حاضرین خواجہ بزرگ بغرض حصول شرف ملاقات اس بارگاہ عالی میں گئے اور تھوڑی دیر کے بعد خوش خوش باہر آئے اور فرمایا کہ مجھ کو یہ بزرگی عطا

ہوئی ہے کہ جو شخص میری قبر کے اطراف تو فرسنگ تک دفن ہوگا اسکی شفاعت مجھ پر ہو۔ اور خواجہ علا الدین عطار کو چالیس فرسنگ کی شفاعت عطا ہوئی اور میرے ادنیٰ درجے کے دوست و تابعین کو ایک فرسنگ تک حکم شفاعت عطا ہوا۔

ذکروفات حضرت خواجہ

مرض الموت میں کبھی جذب و جد میں بہتے کبھی نصیحت و دعائے خیر مخلوق میں مشغول ہوتے اور یہ شعر اکثر پڑھا کرتے **تشر** **ما ینسانیم عشقت آتش است** منتظر کان آتش اندر نیفتد جو وصیت کہ اپنے صحابوں کو آپ نے کی ہے وہ بجنسہ منقول ہے رسم و عادت را گذارید و ہرچہ رسم خلق ست غلاف آن کنید و بایک دیگر موافق باشید بعثت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از برای انداختن رسوم و عادات بشریت ہر یک در جنب و یگری باشید و اثبات و یگری کنید و در ہمہ کار ہا عمل بعزیمت نمائید و تا ممکن ست از عزیمت نہ گردید صحبت سنت مؤکدہ است برین سنت اومت نمائید خصوصاً و عموماً۔ اگر برین امور کہ گفتہ شد استقامت و رزیدیک نفس استقامت شمارا حاصل آن خواہد بود کہ حاصل ہمہ عمر من ست و احوال در تزیاید خواہد بود و اگر ترک نمائید پریشان خواہید شد انتہی کلامہ شدت مرض میں خواجہ عطار فرماتے تھے کہ میں پہلوان

صوری و معنوی کی خدمت میں رہا ہوں ہل من مزید ہل مزید کی تکرار کرتے تھے
 لکھا ہے کہ حالت مرض میں خواجہ بزرگ ہر وقت پیش نظر رہتے تھے اور حضرت
 خواجہ عطار سے بات چیت کرتے تھے الغرض مبرض صدرع بعد نماز عشا
 شب چہار شنبہ بیسویں رجب ۱۲۸۵ ہجری میں وفات پائی مدفن شریف
 موضع نوچغانیان ہو۔ رشحات

ذکر مولانا یعقوب چرخچی رحمۃ اللہ علیہ

قبلہ عارفان کعبہ خدا پرستان رونق افروز محفل ولایت مسند آرا سے میر
 قطبیت ذمی علم و ذی اخلاق و سخی حضرت مولانا یعقوب چرخچی رحمۃ اللہ علیہ
 مولد آپ کا قصبہ چرخ ہو جو ولایت غزنی سے متعلق ہو۔ خود مولانا فرماتے
 ہیں کہ مجھ کو حضرت خواجہ نقشبند رضی سے قبل از ملاقات عقیدت تھی۔ ایک روز
 خواجہ سے ملاقات کا اتفاق ہوا میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے عنایت
 رکھیں اور خدمت میں قبول فرمائیں۔ خواجہ نے کہا کہ اسکی کیا وجہ عرض کیا
 کہ اسلئے کہ آپ بزرگ ہیں اور مقبول خلایق ہیں فرمایا کہ اس سے بہتر کوئی دلیل
 پیش کر شاید کہ یہ قبول شیطانی ہو۔ میں نے عرض کیا کہ حدیث شریف میں
 وارد ہے کہ جسکو حق تعالیٰ دوست رکھتا ہو اسکی محبت سب کے دل میں
 ڈال دیتا ہو آپ مسکرائے اور کہا کہ میں اس کا عزیز نہیں ہوں۔ اور فرمایا کہ

تیرا جوارادہ سفر کا نہی تو ضرور مولانا تاج الدین دشت کو لکی سے ملاقات
 کرتا کہ وہ ولی اسمہی۔ میں نے اپنے دلیں کہا کہ بلخ کہاں اور کو لک کہاں
 الغرض میں خواجہ سے رخصت ہو کر راہی بلخ ہوا اثنائے راہ میں کوئی
 ایسا سبب ہوا کہ مجھ کو دشت کو لک کو ضرور جانا پڑا وہاں جا کر مولانا تاج الدین
 کی خدمت میں رہا انکے انتقال کے بعد خواجہ کی محبت نے غلبہ کیا اور
 وہاں سے روانہ ہوا اثنائے راہ میں ایک مجذوب جس کا میں معتقد تھا
 راہ پر بیٹھ ہوئے نظر آئے اور مجھے دیکھ کر کہنے لگے کہ جلد جا کہ وقت قریب
 پہنچا ہی اور تو مقبولان حق سے ہو گا اور زمین پر چھ لکیریں کھینچیں میں نے
 دل میں کہا کہ اگر لکیریں طاق ہیں تو میرا کام مبارک ہو ورنہ نہیں پس شمار
 کیا تو طاق لکیریں تھیں۔ اسکے بعد فرماتے ہیں کہ میں بخارا میں پہنچا اور
 قرآن مجید کی فال دیکھی سطر اول میں یہ آیت تھی اذْلِكَ الَّذِيْنَ هَدَاهُمْ
 اللَّهُ فَبِعَدَاهُمْ اَفْتَدَا اس اشارت غیبی سے میں خوش ہوا اور خواجہ کے
 آستانے پر حاضر ہوا۔ اُس روز فرمایا کہ میں اپنی خودی سے کوئی کام کرنا
 نہیں چاہتا آج شب کو دیکھوں گا تو کل کہوں گا اگر تجھے قبول کریں گے
 تو میں بھی قبول کروں گا مولانا فرماتے ہیں کہ عمر بھر میں اُس رات سے
 زیادہ کوئی سخت تر رات مجھ پر نہیں گزری تھی اسلئے کہ شاید میں دنہ کیا
 جاؤں۔ دوسری صبح کو میں پھر آستانہ خواجہ پر گیا فرمایا کہ قبول کیا گیا اور

سیرے رو برو سلسلہ خواجگان نقشبندیہ خواجہ عبدالحق عجدوانی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرما کر وقوف عددی کی تعلیم فرمائی اور کہا کہ یہ سبق خواجہ حسن علیہ السلام سے خواجہ بزرگ کو پہونچا تھا اور فرمایا کہ اپنے ارباب تو رسیدہ بہ بندگان خدا برسان۔ اور فرمایا کہ تو خواجہ علاؤ الدین عطار کی صحبت میں رہ حساب الارشاد میں خواجہ عطار کی صحبت میں رہا یہاں تک کہ خواجہ کا انتقال ہوا مولانا نے مدوح نے ابتداء حال میں تھوڑے تھوڑے دن مصروف ہرات میں بغرض تحصیل علم ظاہری قیام فرمایا اور حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی فیض صحبت سے علم باطنی میں مرتبہ کمال کو پہونچے مولانا کا مدفن قصبہ ہلغتو ہے جو متعلق حصار ایک گائون ہے۔

ذکر حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

منظر انوار الہی مور و برکات نامتناہی سلطان العارفین ناصر الملتہ والدین محرم اسرار حضرت خواجہ عبید اللہ احرار علیہ الرحمۃ۔ حضرت مدوح نے بعد تحصیل علوم ظاہری تاشکند سے سفر کر کے سمرقند و بخارا کی سیر کی اور خلفائے حضرت بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات و شرف صحبت حاصل کر کے فیض باطنی سے مستفیض ہوئے اور سید کھاسم انوار اور مولانا نظام الدین خاموش و خواجہ سلج الدین و مولانا حسام الدین و مولانا حمید شاشی و خواجہ

علاء الدین غجدوانی رحمۃ اللہ علیہم سے ملاقات و صحبت حاصل کر کے حضرت خواجہ یعقوب چرخنی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بعیت حاصل کیا اور چند سال آپ کی خدمت میں رہ کر تکمیل سے مشرف ہوئے۔ حضرت خواجہ احرار بہترین مریدان حضرت خواجہ یعقوب چرخنی سے بہین طریقت و حقیقت میں فرد کمال تھے تمام اہل خراسان و ماوراء النہر کے دلون میں حضرت خواجہ کی وقعت و عظمت تھی۔ خواجہ احرار کے آبا و اجداد و اقربا سے پدری و مادری صاحب علم و عرفان و اہل فوق و وجدان تھے جسکا مجملہ حال رشحات میں درج ہے۔ خواجہ مدوح کی کرامات و خرق عادات بے پایان ہیں۔ ولادت حضرت موصوفت ماہ رمضان سنہ ہجری میں بہ قریہ و اغستان علاقہ تاشکندہ۔ انوار احمدیہ حضرت مدوح کے حالات صغریٰ سے رشد و سعادت کے تھے چنانچہ رشحات میں لکھا ہے کہ بعد ولادت شریف تا وقتیکہ آپ کی والدہ ماجدہ نفاس سے پاک نہوئیں اور غسل نقر یا حضرت نے دودھ نہیں پیا آپ کے چچا زاد بھائی خواجہ اسحاق فرماتے ہیں کہ ہر چند ہم نے چاہا کہ بعالم صغریٰ ہمارے ساتھ حضرت بھی لہو و لعب میں شریک ہوا کرین اور ہم لوگ بہت کچھ ترغیب دیتے تھے گو کہ ہماری خاطر سے اقرار کرتے تھے مگر جب اسکا وقت آتا تھا تو بھاگ جاتے تھے۔

خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بعالم صغریٰ ایک شب کو حضرت

شیخ ابو بکر قتال رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تھا خواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور میں اون کے قدموں پر گر آ آپ نے میرا سراوٹھا کر کہا کہ تو غلین نہو ہم تجھے تربیت کریں گے میں نے یہ خواب اپنے دوستوں سے کہا انھوں نے یہ تعبیر دی کہ تجکو علم طب حاصل ہوگا مجکو انکی تعبیر پسند نہ آئی میں نے کہا کہ اسکی تعبیر میرے ذہن میں یہ آئی ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام منظر اچھا ہیں جب وہ میری تربیت کے فمے دار ہوئے ہیں تو گویا مجھ میں صفت اچھے قلوب میدہ پیدا ہوگی اور فرماتے ہیں کہ اس تعبیر کے تھوڑے دنوں کے بعد حق تعالیٰ نے مجھے وہ قوت دی کہ بہت سے آدمیوں کو حضور و شہود سے مشرف کرایا فرماتے ہیں کہ ایک وزمین نے خواب دیکھا کہ سرور کائنات علیہ فضل و صلوات و اکمل التحیات ایک پہاڑ بلند کے نیچے مع اصحاب کبار کھڑے ہوئے ہیں اور مجھے دیکھ کر فرماتے ہیں کہ جلد آ اور مجکو اس پہاڑ کے اوپر پہل میں حضرت کو اپنی گردن پر سوار کر کے اوپر لے گیا حضرت نے فرمایا کہ ہاں ہم تجھے جانتے ہیں کہ تجھ میں اتنی قوت ہو کہ ہم نے اس غرض سے یہ کام کیا کہ اور لوگ بھی تیری قوت سے وقت ہوں فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کو دیکھا کہ تشریف لائے میرے باطن میں تصرف فرمایا اور پھر تشریف لے گئے میں حضرت کے پیچھے دوڑا جب قریب پہونچا تو میری طرف ہلٹ کے

دیکھا اور فرمایا کہ مبارک باد۔

بعض حالات فقر و تجر و حضرت احرار رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ مرزا شاہ رخ کے زمانے میں میں اس قدر مفلس تھا کہ میرے یہاں ایک پیسہ نہ تھا سپر پر ایک دستار تھی جا بجا دھجیان نکلی ہوئیں ایک کو باندھوں تو دوسری طرف سے ایک ٹکڑا لٹکتا تھا اسی حالت سے میں بازار میں پڑا پھرتا تھا ایک سائل نے سوال کیا میرے پاس سولے اُس دستار کے کچھ نہ تھا میں نے وہی پگڑی اتار دی اور ایک نان بائی سے کہا کہ اسکو تو اپنے پاس رکھ دیگ صاف کرنے کے کام میں آئیگی اور اس گدا کو کچھ دیے اُس نان بائی نے اس گدا کو شکم سیر کیا اور بہت منت کے ساتھ وہ دستار واپس دینا چاہی میں نے نہیں لی۔

حضرت مدوح ایک قبا تمام سال زیر جسم فرماتے تھے یہاں تک کہ اُسکی روئی باہر نکل آتی تھی۔

فرماتے ہیں کہ اوائل سفر میں مجھ پر ایسا وقت گذرا ہی کہ جاڑوں میں میرا آدھا بدن بھی نہیں گرم ہوتا تھا اور دوا بریق آب گرم بھی وضو و طہارت کے لیے بغیر تشویش کے نہیں ملتے تھے۔ رشحات

بعض حالات غنا و تمول حضرت احرار رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ میں بمقام ہری حضرت سید کاظم تبریزی قدس سرہ کی خدمت میں اکثر جایا کرتا تھا ایک روز حضرت ممدوح نے اُنش نیم خوردہ خود مجھے عنایت فرما کر کہا کہ دنیا تیری مسخر ہو حالانکہ اُسوقت تک میں بالکل تجرید کی حالت میں تھا اسکے بعد مجھ کو ہمراہ خواجہ ابراہیم علیہ الرحمۃ کے سفرو سیاحت کا اتفاق ہوا ہرات و ماوراء النہر کے بزرگوں سے پانچ سال تک صحبت رہی اُسکے بعد پھر پین اپنے وطن مالوف کی طرف واپس آ کر حصہ زراعت میں ایک شخص کا شریک ہوا رفتہ رفتہ قادر مطلق نے ایسی برکت دی کہ مال و متاع و مواشی و املاک بیک وقت بیکبار ہو گئے۔

رشحات میں لکھتے ہیں کہ میں جسوقت آستانہ خواجہ ممدوح پر بغرض شرف ملازمت گیا وہاں بعض لوگوں سے سنا کہ حضرت کے مزرعہ کی تعداد ایک ہزار تین سو سے زیادہ ہے۔ اور میری موجودگی میں کئی مزرعہ اور خریدے گئے۔

حضرت جامی علیہ الرحمۃ کتاب یوسف زلیخا میں منقبت خواجہ اشارہ فرماتے ہیں ۵۰ ہزار شش مزرعہ در زیر کشف است ۵۰ کہ زاد رفتن راہ بہشت است ملازمان متعینہ انبار غلات سے منقول ہے کہ سالانہ آمد سے زیادہ غلہ خرٹ ہوتا ہے آخر سال میں دیکھا جاتا ہے تو غلہ بہت کچھ باقی پاتے ہیں صاحب شش لکھتے ہیں کہ میں نے اسکی صحت خواجہ ممدوح سے کی تو فرمایا کہ ہمارا مال فقرا کے لیے ہی ایسے مال میں ایسی ہی خاصیت ہوتی ہے۔ رشحات

بعض حالاتِ شفقت حضرت خجہ

آپ کی عادت تھی کہ ہمیشہ بیمار و محتاج و مسافر اور تمام اہل غرض کی اعانت کیا کرتے تھے بیماروں کے بستر جو بوجہ بول برا زنجس ہو جاتے تھے آپ انکو صاف کر دیتے تھے دن بھرین متعدد اوقات ایسا اتفاق ہوتا تھا حالانکہ اُسوقت آپ تپ محرقہ سے سخت علیل تھے خواجہ فرماتے تھے کہ ذکر و مراقبہ اُسوقت ہی کہ جسوقت خدمت گذاری مسلمانوں سے فرصت ہو وہ خدمت جس سے مسلمانوں کے دل کو راحت پہونچے ذکر و مراقبہ پر مستم ہوا اور فرماتے تھے کہ میں نے یہ طریقہ کسی کتب صوفیہ سے نہیں حاصل کیا بلکہ آدمیوں کی خدمت سے حاصل کیا ہی اور خدمت کا یہی خاصہ ہے۔

ایک سفر میں کسی مقام پر ٹھہرنے کا اتفاق ہوا آپ کے ہمراہ ایک جماعت کثیر تھی اور سولے ایک خیمے کے اور ساتھ کچھ نہ تھا خادمون نے خیمہ نصب کیا اور بعد نماز شام ہر شش شروع ہوئی خواجہ نے فرمایا کہ مجھ کو اس خیمے کی طہارت مین شبہ ہی اسلئے مین باہر رہوں گا تم سب اس خیمے مین رہو تمام رات مینہ برستار ہا اور آپ وہین بیٹھے ہے بعد نماز صبح کے اپنے بعض ارادتمندوں سے فرمایا کہ مجھ کو شرم و انگیر تھی کہ مین خیمے مین رہوں اور میرے ساتھ ڈالے بارش سے تکلیف پائیں۔ صاحب خزینۃ الاصفیاء لکھتے ہیں کہ ایک روز

خواجہ بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک لرزہ تمام بدن میں پڑا ہر چند کہ گرمی بذریعہ آگ دیکھی مگر کچھ افاقہ نہ ہوا اتنے میں ایک مرید آپ کا آیا وہ بوجہ بوسم سراکانپ رہا تھا آپ نے فرمایا کہ میرے بدن میں لرزہ اسوجہ سے ہو کہ یہ جاٹے سے کانپ رہا ہو اسکو گرم کرو تو میں اچھا ہو جاؤں گا خادمون نے ایسا ہی کیا آپ اچھے ہو گئے۔

بعض ملفوظات نقل کیے جاتے ہیں

توحید دین روزگار آن شدہ است کہ مردم بازار ہامی روند و در پیران بادہ روی می نگرند کہ مشاہدہ حسن و جمال حق سبحانہ می کنیم نعوذ با سدا زین مشاہدہ پس فرمودند کہ حضرت سید قاسم تبریزی قدس سرہ بدین ولایت آمدہ بودند جمعی از مریدان از بازار می شتند و پسران امر و پیدامی کردند و با ایشان تعلق می ورزیدند و می گفتند مادر صور جمیلہ مشاہدہ حق سبحانہ می کنیم گا ہی حضرت سید میفرمودند این خوکان ما بجا رفتہ اند ازین سخن چنان معلوم شد کہ آن طائفہ در نظر بصیرت حضرت سید بصورت خوک می نمودند

میں فرمودند درویشی آنست کہ خاکی بخیۃ و آبی بران ریختہ نہ پشت پامی از ان گروی و نہ کف پامی را در وی خلاصہ درویشی آنست کہ از ہمہ کس بار کشد و بر ہیکس بار نہ نهد بحسب صورت نہ بحسب معنی۔

یکی را مخاطب ساخته فرمودند که اگر در صحبت خواجه بهاء الدین قدس سره
 ترا نسبتی حاصل شده باشد بعد از آن به صحبت بزرگ دیگر رفتی و از وی نیز بهای
 نسبت را باز یابی چه می کنی خواجه بهاء الدین را گزاری یا نه پس فرمودند
 که از هر جامی دیگر که آن نسبت را باز یابی باید که آن را هم از حضرت بهاء الدین
 دانی و میفرمودند که یکی از مریدان قطب الدین حیدر بن آقا شایخ شهاب الدین
 سهروردی قدس سره افتاد بغایت گرسنه بود روزی روی بجانب پیر خود
 کرد و گفت شیائمه قطب الدین حیدر شایخ شهاب الدین از حال وی خبر دار
 شدند خادم را فرمودند تا طعامی پیش می بردند چون در ویش از طعام
 فارغ شد باز روی بجانب ده پیر خود کرد و گفت شیائمه قطب الدین حیدر که ما را
 در هیچ جافرونگه اشتی چون خادم نزد شایخ رفت از وی پرسیدند که چون
 یافتی آن در ویش را گفت سهل کسی ست طعام شامی خورد و شکر قطب الدین
 حیدر می گوید شایخ فرمودند که مریدی از وی باید آموخت که هر جافانده یا بد از برکت
 شایخ خود میداند چه بظاهر و چه بباطن -

میفرمودند یکی از اکابر دین بدر مسجد رسید شیطان را دید که سر اسیمه از آن
 مسجد بیرون دو میان بزرگ نظر کرد و مردی دید که در مسجد نماز می گزارد و مرد
 دیگر نزدیک وی تکیه کرده در خواب ست از وی پرسید که ای ملعون درین مسجد
 آنچه کار آمده بودی گفت می خواستم که بوسه نماز را برین مصطفی فاسد

گردانم اما هیبت و معابت آن خفته مرا گذاشت از وی ترسیدم
و بیرون دویدم -

ای فرمودند که شیخ ابوالقاسم گر گانی قدس سره گفته اند با کسی نشین که
بهیگی تو او شود یا بهیگی او تو شوی یا هر دو در حق سبحانه تعالی گم شوند
نه تو مانی و نه او -

سیفرمودند که با یکی از اکابر سمرقند گفتم که اگر کسی در خواب ببیند که حق سبحانه تعالی
مرده است تعبیرش چیست وی گفت که اکابر گفته اند اگر کسی در خواب ببیند
که پیغمبر صلی الله علیه و سلم مرده است تعبیرش آنست که در شریعت این صاحب
واقعہ قصوری و فقوری شده است - و آن مردن صورت شریعت است
این نیز مثل آن درگمی دارد و حضرت ایشان فرمودند می تواند بود که کسی را
حضور مع الله بوده باشد ناگاه آن حضور نماند تعبیر آن مردن این باشد
یعنی نسبت حضور و شهود او نابود شد مولوی جامی این سخن را تاویل
دیگر کرده اند - فرموده که می تواند که بحکم کریمه آفَؤُاْیَتٍ مِّنَ الْخُتْدَانِ اِلٰهُ
هَؤُلَاءِ یَکَلِّیْ اَزْهَوا هَا صَاحِبِ وَاقِعِهٖ اَنْ رَّاحَ نَدَایِ خُودِ گُرفته بوده است
از دل وی رخت بند و نابود شود آن مردن خدای عبارت از نابود شدن
این هوا بود پس این خواب دلیل باشد بر آنکه حضور او زیاده شود -

و صفت فقر می فرمودند که حق سبحانه تعالی بنوشت عَطَسْتُ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ

این خطاب کرده است که یا غوث الاعظم قل لاصحابك باختیار
الفقر ثم بالفقر عن الفقر فاذا شرف فقرهم فلا هم الا انا -

می فرمودند که سخن بعضی اکابر طریقت قدس سره گفته اند که جهد کن تا عمل خود
بگویند نه بر می معنی این سخن آنست که باید که بدانی هیچ عمل تو مستند نیست قائم
به توفیق حق سبحانه تعالی است -

می فرمودند که یاران ما همیشه سبوح قدوس می گویند اگر ناگاه کسی ایشان
را چپ بزد که ملائم طبع ایشان نباشد بگوید متاثر و متغیر شوند اگر سبوح قدوس
گویان این تاثیر و تغیر را از خود دور می کردند که بهر چپ متاثر و متغیر شوند
ایشان را هست بود -

می فرمودند که صاحب وجد در راهی می رود و در میان آن راه گی خفته باشد
آن سگ اخیر انداخته خود با سانی تواند گذشت چون بگذرد و خود نگردد آن
وجد و حال را باقی یا بداید که داند که آن مکرست از مکرهای الهی نسبت بوی که با وجود
آن فعل و وجد و حال را بوی باز کرده باشند -

می فرمودند که الهی دوست یکی به نسبت عوام و دیگری به نسبت خواص
مکرمی که به نسبت عوام است از داف نعمت است با وجود تقصیر در خدمت
و مکرمی که به نسبت خواص است القای حال است با وجود ترک ادب -
می فرمودند با جمعی شنیدید که بر شما غالب نباشند تا شمار را نخورند و غالب

نباشند یعنی بحسب نفس و اهوای قوی نباشند و شمار را بخورند یعنی وقت
شمار اضائع و نابود نکنند.

میفرمودند کسی را داعیه این طریق باشد و در آن آشنا خاطر مایل وی را تشویش
و هباید که استغفار بسیار کند اگر بآن دفعه نشود جای رود که از زمان دور تر
بود اگر بآن دفعه نشود متی بر صوم و تقلیل طعام مدامت نماید و مسالجه کند که
توت شهوی را تسکین حاصل شود و اگر بآن نیز دفعه نشود گردگوزستانها
گرد و از مردگان عبرت گیرد و از ارواح بزرگان استمداد کند اگر بآن نیز دفعه
نشود گردندگان گردد و از بواطن ارباب قلوب دریوزه نماید شاید که بار آن
خاطر از وی بردارند و او را در زیر آن بار ضائع نه نمایند.

می فرمودند که خدائی انبیا و اولیا را مناسب است که با وجود آن از حق سبحانه
محبوب نمی شوند و عوام الناس را نیز لائق است که بآن تکمیل مرتبه حیوانیت
می کنند اما طائفه که درین میان اند و آرزوی طمأنینه دارند ایشان را بغایت
نامناسب است یک نفس که با حق تعالی از درون برآید بهتر از هزار
فرزند است زیرا که در آن هزار فائده و نفع است و درین هزار فتنه و ضرر.

حضرت ایشان روزی یکی از حضار مجلس را مخاطب ساخته از تعلق و تشوق
بظاہر جمیله منع می کردند و میفرمودند که من این نسبت را از قاضی مشاہد
کرده ام که وی را بصاحب جمال تعلق شده بود هر جا که وی می رفت آن

تاز نیز در پی می رفت شنیده ام که شیخ را نیز این حالت بوده است
پس در امر غیر ضروری که حیوانات شریک باشند بآن گرفتار بودن عمر شریف
صرف آن کردن مقتضای همت نیست لیکن اگر استعداد کسی برونجه
افتاده باشد که بی اختیار گرفتار نسبت محبتی می باشد آن دیگرست بعد از آن
این عبارت فرمودند که نصیحت ناصحان را در کارخانه گرفتاران
راه نیست.

می فرمودند طریقه خواجگان را قدس سرهم آسان بدانید حضرت خواجه
محمد پارسا رحمه الله علیه با این همه کمالات صوری و معنوی دائم از سالها
خواجگان همراه می داشتند از آن که قدسیه را دائم مطالعه کنند و همراه
دارند ناگزیرست.

می فرمودند کار نه آنست که توجه و مراقبه کنند بلکه کار آنست که همه کار را مانع یک
مقصود سازند و ادراک خاص در مجموع اشیا پیدا کنند.

می فرمودند زبان مرآت دلست و دل مرآت روح و روح مرآت حقیقت
انسانی و حقیقت انسانی مرآت حق سبحانه تعالی حقائق غیبیه از غیب فوات
قطع این همه مسافات بپایه کرده بر زبان می آید و از آنجا صورت لفظی پذیرفته
بسماع حقائق مستفاد می رسد.

می فرمودند جمال سخن است که مستمع را از مستمع باز می ستاند و جمال نمی دهد

سخن را اگر تکلم اولیا و فرمودند که ابیات

سه نشان بود ولی راز نخست آن معنی	که چو روی او به بینی دل تو بیاواید
دوم آنکه در مجالس چو سخن کند معنی	همه راز هستی خود بحدیث می رباید
سوم آن بود بمعنی و لخص عالم	که ز هیچ عضو او را حرکات بد نیاید

می فرمودند بعضی اکابر را که ملازمت کردم دو چیز مرا کرامت کردند یکی آنکه هر چه بگویم جدید بود نه قدیم دوم آنکه هر چه گویم مقبول بود نه مردود.

فرمودند که یکی از مشایخ وقت بارض روضه رسید از غلات و سفهای ایشان برکناره قافله شیخ آمده زبان بسط حضرت ابی بکر صدیق رضی الله عنه بکشاند و ما سرا گفتند اصحاب شیخ در آن مقام شدند که ایشان را رجز و منع کنند شیخ فرمودند که ایشان را امر بخانید ایشان نه ابو بکر را دشنام می دهند ابو بکر را دیگرست و ابو بکر او شان دیگر ایشان ابو بکر موهوم خود را دشنام میدهند که خلافت نبی استحقاق گرفت و با حضرت پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم و با اهل بیت او رضی الله عنهم نفاق داشت دشنام می دهند و ما سرا می گویند او افضل که آن سخن از شیخ شنیدند مستنبه و متأثر گشته از طریق باطل خود برگشتند و بر دست شیخ توبه کردند.

می فرمودند تا آن زمان که نسبت مرید نگرفته است و در آن متمکن نشده با وی مدارا و مواسامی کنند و بجانب او میروند و مواخذنی نمایند آنچه از وی می رسد

از افعال و اخلاق غلامان محفل می کنند اما چون نسبت وی قوت گرفت
 و او را یقین باین طریق حاصل شد کار با او افتاد باید که در هر نفس پاسبان
 احوال خود بود تا چیزی از وی صادر نشود و که سبب گرانی و کراهت خاطر
 گردد و اگر از وی امری در وجود آید مواظب می کنند و سیاست می نمایند.

می فرمودند استمداد از همه پیر و توجیه بوی بهتر است زیرا که طالب خود را از
 توجیه بحق سبحانه تعالی مایه جزو است پیر را وسیله این توجیه و وصول بجناب
 حق سبحانه تعالی گردانیده است این معنی بجهول نتیجه قریب است آنچه مقصود
 طالب است برین زود تر متفرع شود که همیشه مستمد از همه پیر باشد.

می فرمودند که آنست که استغراق در ذکر شود بر وجهی که در آن ذوق بهشت ماند
 و نه خوف و در نخ خواب و بیماری وی را یکسان شود شیطان را خود
 چه زهر است که گرد این بزرگوار گردد.

می فرمودند مقصود از خلقت انسانی تعهد است و خلاصه و زبده تعبد آگاهی است
 بجناب حق سبحانه تعالی در همه حال به تعبد تضرع و خضوع.

می فرمودند شریعت است و طریقت است و حقیقت است و شریعت اجرائی
 احکام است بر ظاهر و طریقت تعقل و تکلف است در جمعیت باطن و حقیقت
 روح است درین جمعیت.

می فرمودند معراج و دونوع است معراج صوری و معراج معنوی و معراج معنوی

نیز دو نوع است اول انتقال کردن از صفات و سیمه بصفت حمیده دوم
انتقال کردن از اسما بحق سبحانه تعالی -

می فرمودند سیر بر دو نوع است سیر مستطیل و سیر مستدیر مستطیل بقدر بعد است و سیر
مستدیر قریب و قریب سیر مقصود را از خارج و اثره خود طلبیدن است و سیر
کردن خود گشتن و مقصود را از خود جستن است -

می فرمودند مردم تصور کرده اند که اگر کمال در انانیت گفتن است کمال در نیست
که انار از پیش بردارند و هرگز یاد می نکنند -

می فرمودند اگر ذکر بر وجهی ملکه شود که دل همیشه حاضر بود و ذاکر درین حضور
متلذذ باشد از ابراست و وی را حاضر مع الهمی توان گفت اما و اصل
مع الهمی توان گفت و اصل آنست که استناد حضور از وی منتفی شود و حاضر
حق را سبحانه و اندک ذات خود -

می فرمودند آیا نهایت این کار حضور و مشاهده است یا فنا و نیستی آنچه
فهم می شود از کلام بعضی اکابر این است که نهایت حضور و مشاهده باشد
لیکن در واقع نهایت فنا و نیستی می ناید زیرا که گرفتار حضور و مشاهده
نیز گرفتار غیر است -

می فرمودند عجب دارم از کسی که گفته است منکر که می گوید بنکر که چه می گوید
بایستی چنین گفتی که منکر که چه می گوید بنکر که می گوید یعنی قائل و مشکلم از

پردہ مظاہر حق ست سبحانہ۔

بعض شعرا گہوار

در بیان سحریت و اتساع از ذکر ہر ع
نعرہ کمتر زن کہ نزدیک ست یار

دیگر
کار نادان کوتہ اندیش ست یاد کردن کسے کہ در پیش ست
دیگر

اگر بار باب دل رفتند و شہر عشق شد خالی
جہان پر شمس تبریز ست کو مرے چہ مولانا

دیگر

تا بہا و ہوا اشارت می کنی	یا بحرف ہا عبارت می کنی
بندہ حرمے نیا ید از تو کار	بہد کن تا از رہت خیزد و غبار
با بیمن گن و او را آزاد کن	بندہ شوبے با دواوش یاد کن

خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے حالات و خرق عادات بحد و
بیشمار ہیں جسکی گنجائش اس مختصر رسالے میں نہیں ہے جسکو شوق ہودہ
تذکرے وغیرہ میں دیکھے آپ کی وفات ۲۹۔ ربیع الاول بروز شنبہ
۹۵۰ ہجری میں ہوئی مزار شریف سمرقند میں ہے صاحب رشتات لکھتے

ہیں کہ بحالت نزع زمین سرفندین زلزلہ عظیم پیدا ہوا جس سے تمام باشندگان شہر کو معلوم ہو گیا کہ حضرت خواجہ کی رحلت کے آثار ہیں اسلئے تمام اہل دیار جامع مسجد میں حاضر ہو گئے جسوقت خواجہ کا انتقال ہوا دوبارہ پھر زلزلہ ہوا اسوقت مرزا سلطان احمد مع امرائے مملکت و ارکان دولت حاضر ہو کر تجہیز و تکفین میں مصروف ہوئے۔ بعد ازاں نماز جنازہ پڑھائی گئی اور آپ دفن ہوئے۔

مولانا محمد زاہد خوشی قدس سرہ

عالم عامل عارف کامل سرفترزاہد سرخیل عباد مقبول واحد شیخ محمد زاہد قدس سرہ شیخ کبیر مقبول ہر کبیر و صغیر تھے علم ظاہری و باطنی سب بہرہ مند عشق و محبت میں شہرہ بلند رکھتے تھے فقر و تجرید و ورع و تقویٰ و اتباع سنت سرور انبیاء میں بمثل تھے حضرت خواجہ احرار کے خلیفہ اعظم ہیں قبل حضوری خدمت خواجہ چند سال تک مجاہدہ و ریاضت میں آنکھ کو خواب آشنا نہ کیا اور حق زہد و ریاضت جو چاہیے تھا بجالائے آخر الامر اشارۃً غیبی سمت مسکن خواجہ روانہ ہوئے جب قریب پہونچے تو خواجہ بنور بطن اس حال سے آگاہ ہوئے اور گھوڑے پر سوار ہو کر استقبال کیا راستہ میں ملاقات ہوئی دونوں صاحب ملکہ ایک درخت کے سائے میں بیٹھے

خواجہ نے مولانا کو مرید کیا اور وقت واحد میں تکمیل کو پہونچا دیا اور اسی وقت
خرقہ خلافت عطا فرما کر رخصت کیا پھر مولانا کو خواجہ احرار سے
ملاقات کرنے کا اتفاق ہوا۔

شیخ شرف الدین صاحب روضۃ الاسلام لکھتے ہیں کہ مولانا ممدوح
حضرت خواجہ یعقوب چرخمی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسہ میں ابتداء میں خلفا
خواجہ یعقوب قدس سرہ سے بہرہ وافر حاصل کر کے زہد و ریاضت میں
مشغول ہو کر اہم باہمی ہوئے آخر بایا سے غیبی خواجہ احرار کی خدمت میں
حاضر ہو کر تکمیل کو پہونچے۔ وفات ۸۸۷ھ ہجری میں ہوئی مزار شریف
رخش میں ہر خزانہ الاصفیٰ

ذکر مولانا درویش محمد قدس سرہ

جامع علوم ظاہری و باطنی واقف رموز صوری و معنوی موصوف بصفات
بیحد حضرت مولانا درویش محمد قدس سرہ باوصاف جذب و استغراق و شوق
و ذوق موصوف اور سخا و عطا میں معروف تھے صاحب تذکرۃ الاصفیا
لکھتے ہیں کہ مولانا ممدوح نے بیعت سے پندرہ سال پیش زہد و ریاضت
میں گزارے اور بحالت تجرید و تفرید بخیر و خواب صحرانوردی کو تے
سے ایک روز بھوک سے بیتاب ہو کر آسمان کی طرف نگاہ کی

خواجہ خضر علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ اگر تجھے صبر و قناعت مطلوب
 ہو تو خواجہ محمد زاہد کی خدمت میں جا وہ تجھے صبر و قناعت سکھائیں گے۔
 خواجہ حب الایما حاضر ہوئے اور درجہ کمال کو پہنچے صاحبِ وضعتہ
 الاسلام لکھتے ہیں کہ مولانا سے مدوح مریدوں کی تربیت و ارشاد
 میں یکتا و بعیدیل تھے بعد رحلت خواجہ محمد زاہد علیہ الرحمۃ کے صدر
 آدمیوں کو فیضیاب کیا و فائز نشہ ہجری موضع اسفرار میں مزار
 پر انوار ہو خزینۃ الاصفیا

حضرت مولانا خواجگی امکنی قدس سرہ

لوشہ نشین حجرہ معرفت معکف سجد حقیقت عالم صوری و معنوی مولانا خواجگی
 امکنی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا دودیش محمد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند و جانشین
 ہیں تربیت ظاہری و باطنی اپنے والد ماجد سے پائی ہو قصبہ امکنہ علاقہ
 سمرقند میں سکونت رکھتے تھے ذاکر شاغل عابد زاہد صاحب کشف و کرامات
 تھے اور ہمیشہ چشمِ خلائق سے اپنے حالات چھپائے رکھتے تھے
 صاحبِ وضعتہ الاسلام لکھتے ہیں کہ سلطان پیر محمد مع لشکر بزمِ شجر
 سمرقند آیا سلطان باقی والی سمرقند اس کے مقابلے کی تاب نہ لا کر حضرت
 کی خدمت میں بغرض استمداد حاضر ہوا اور اپنا عجز ظاہر کیا مولانا بذاتِ خود

سلطان پیر محمد کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ صلح بہتر ہو کر وہ رضی نہوا
مجبور ہو کر واپس آئے اور سلطان باقی سے فرمایا کہ اگر تو مجھ سے معاہدہ کرے
کہ آئندہ کسی پر ظلم نہ کروں گا اور انصاف کے ساتھ سلطنت کروں گا اور
مظلوم کا بدلہ ظالم سے لوں گا تو انشاء اللہ تعالیٰ تیری فتح ہوگی سلطان باقی نے
قبول کیا فرمایا کہ جا اور دشمن سے مقابلہ کر مظفر منصور ہو گا پس اسی طرح
ظہور ہوا سلطان پیر محمد باوجودیکہ پچاس ہزار سوار سے زیادہ رکھتا تھا بھاگ
گیا نقل ہے کہ حضرت خواجہ نے وفات سے پہلے حضرت خواجہ باقی باسد اپنے
خلیفہ کے نام ایک مکتوب تحریر فرمایا تھا جسکے ختم پر یہ دو شعر لکھے ہوئے تھے

زمان تا زمان مرگ یاد آیدم	ندائم کنون تاچہ پیش آیدم
جدائی مسبا د امر از خدا	دگر ہرچہ پیش آیدم شایدم

وفات شریف شہسوار سحری میں ہوئی قریۃ المنک میں مزار پر انوار ہر
عمر شریف نئے برس کی تھی۔

ذکر حضرت خواجہ باقی باسد رحمۃ اللہ علیہ

فارس میدان حق پرستان شہسوار عرصہ عرفان بندہ نواز محرم راز بنی نیاز
شیخ عالیجاہ عارف عالم پناہ حضرت خواجہ باقی باسد رحمۃ اللہ علیہ
صغرسنی سے خواجہ کو خلوت و خموشی پسند تھی مجمع اغیار سے بہت

پریشان ہوتے تھے بغرض تحصیل علم بخدمت مولانا صادق حلوانی جو علمگبار
 سے تھے حاضر ہوئے چند روز کے بعد بہ رفاقت مولانا اپنے وطن سے
 یعنی کابل سے ماوراء النہر تشریف لائے اور تھوڑے دنوں میں تحصیل
 علم ظاہری سے فراغت حاصل کی اسکے بعد شش ربانی نے اپنی طرف
 اٹھینچا ایک درویش مقولہ خواجہ کا بیان کرتا ہے کہ میں ایک روز کسی کتاب
 میں حالات بزرگان دین دیکھ رہا تھا کہ مجھ پر ایک حالت طاری ہوئی میں
 بیخود ہو گیا اس بیخودی میں خواجہ بزرگ کو دیکھا اور اسی حالت میں خواجہ
 نے مجھ کو ذکر تعلیم کیا اور نسبت جذب سے مشرف کیا اسکے بعد مجھ کو سیاحت
 کا شوق ہوا بہت سے سالک و مجذوب سے ملنے کا اتفاق ہوا اور جا بجا
 سے جو کچھ ملتا تھا ملا اسی تلاش میں ایک شیخ کامل سے ملاقات ہوئی
 خواجہ نے چاہا کہ اُن سے بیعت کرین قبل از بیعت استخارہ کیا دیکھا کہ حضرت
 خواجہ محمد پار سافر ملتے ہیں کہ حاصل سلوک تہذیب اخلاق ہے جب یہ دولت
 میسر ہو تو اسکی طلب تحصیل حاصل ہے پس خواجہ نے سمجھا کہ شاید اس شیخ
 سے بیعت کرنے کا حکم نہیں ہے پھر دوسرے پیر کی تلاش میں پہلے اور
 اکثر بزرگان دین سے فیض صحبت و طریقہ حاصل کرتے ہوئے حضرت
 مولانا خواجگی المکنکی کی خدمت میں پہنچے اور بیعت کی چند روز بعد خلافت
 و اجازت حاصل کر کے ہند کی طرف حسب الایام متوجہ ہوئے الغرض حضرت

خواجہ کو نسبت اولیسی خواجہ بزرگ سے تھی اور نسبت ظاہری خواجہ الکنکی سے جمدہ لاہور میں ایک سال رہے وہاں سے دہلی میں رونق بخش ہوئے اور تاحیات وہیں رونق افروز رہے حضرت خواجہ کی عادت تھی کہ لوگوں کو بہت کم مرید کرتے تھے اور جب کو مرید کیا وہ نعمت طریقت سے نہال ہوا باوجود اس شان و عظمت کے پھر بھی تلاش رہی چنانچہ حسام الدین قدس سرہ فرماتے ہیں کہ مجھے خواجہ فرماتے تھے کہ تو جا اور رہبر کی تلاش کر اگر کوئی لجاوے تو مجھ کو خبر دینا تاکہ میں بھی حصول مدعا کروں خواجہ حسام الدین فرماتے ہیں کہ جب میں اس حکم کی تعمیل میں بہت مجبور ہوا تو بغرض امتثال امر اگرے میں پہونچا حیران تھا کہ کیا کروں اسی حالت میں ایک طرف گزر ہوا یکایک کان میں اس شعر کی صدائی ہو تو خواہی استین افشان و خواہی دامن اندر کش

مگس ہرگز نخواہد رفت از دکان جلوائی
یہ سنتے ہی میں نے اپنی مراد پائی دوڑا ہوا گیا اور جا کر جو کچھ سنا تھا وہ عرض کیا
حضرت خواجہ کی عالی ظرفی اور بلند مقامی و عالی ہمتی اس رباعی شریفہ سے ظاہر ہوا

دور را طلب جملہ ادب باید بود	تا جان باقی ست و طلب باید بود
دریا دریا اگر بجا مست ریزند	گم باید کرد و خشک لب باید بود

حضرت خواجہ کے اخلاق وغیرہ

منقول ہے کہ لاہور میں قحط ہوا اور خواجہ بھی وہاں تشریف رکھتے تھے جس وقت
خواجہ کے لیے طعام ما حاضر پیش کیا جاتا تو محتاجوں کو دیدیتے اور
فرماتے کہ مجھے یہ نہیں ہو سکتا کہ پڑوسی بھوکے رہیں اور میں کھاؤں
اسی طرح ایک مدت تک بھوکے رہے جس وقت لاہور سے دہلی کی طرف
روانہ ہوئے راہ میں کسی غریب کو دیکھا کہ پیادہ پا چلا آ رہا ہے آپ گھوڑے
سے اُترے اور سوار کرایا اور اسی طرح دہلی تک اُسکے ساتھ پیادہ تشریف
لائے جب قریب شہر کے پہنچے تو بغرض انخا پھر گھوڑے پر سوار
ہوئے اور فرود گاہ تک تشریف لائے ایک رات تہجد کے وقت اُٹھے
اور دیکھا کہ کحاف پر پٹی سو رہی ہے تمام رات جاٹے کی تکلیف اٹھائی
اگر اُسکا اٹھانا گوارا کیا صاحب زبدة المقامات لکھتے ہیں کہ میں
ایک مسجد میں بیٹھا تھا اور دو درویش اسپین ذکر کر رہے تھے اور کہتے
تھے کہ عمر بھر میں جیسا کہ ایک شخص کو تحمل دیکھا کسی کو نہ دیکھا کہ میں خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے پاس بیٹھا تھا کہ خواجہ
محمد باقی تشریف لائے وہاں کے خادم نے قریب مزار خواجہ بختیار کاکی
علیہ الرحمۃ کے فرش بچھا دیا اور منتظر رہا تنے میں ایک شخص بے ادب
آیا اور باوازی بلند کہا کہ یہ فرش کسکے لیے ہے اور کون آ رہا ہے اسی گفتگو میں
خواجہ تشریف لائے حضرت کو دیکھتے ہی بُرا بھلا کہنے لگا اور ایسے

انفاظا ناشائستہ کہے کہ جس سے ہمراہیوں کا نفس متحمل نہ ہو سکا چاہا کہ سُنکو
 متنبہ کریں خواجہ نے منع کیا اُس بے ادب کے پاس خود گئے اور کہا کہ
 جو کچھ تم کہتے ہو سب صحیح ہی ہیں ایسا ہی ہوں جیسا کہ تم کہتے ہو اور یہ فرش
 میرے حکم سے نہیں ہوا نہ مجھ کو اسکا علم تھا معاف کرو اور میری وجہ سے تم
 اپنے دماغ کو پریشان نہ کرو یہ کہہ کر کچھ روپی اُس کو دیے اور خوش کیا اور اپنے
 ہاتھ سے اُسکا پسینہ پونچھا راوی کہتا ہے کہ مجھ کو اُس دن سے یقین ہوا کہ
 فرشتہ خواہی دنیا میں ابھی باقی ہیں اور صفت ملکی آدمی میں دیکھی
 تو اُس دن دیکھی۔

بعض خرق عادات حضرت خواجہ

تین سالہ لڑکا دیوار حصار جسکی بلندی قریب تیس گز کے تھی اور اس کے نیچے
 فرش رنگین تھا اگر گز بجیس و حرکت ہو گیا اور ناک سے خون جاری تھا اُس
 لڑکے کی ماں افتان و خیزان حضرت خواجہ کے پاس اُسی حالت لے لگائی راوی
 و رازی عمر کے لیے عرض کیا چونکہ خواجہ اپنی کرامت کا حال ظاہر کرنا نہیں
 چاہتے تھے بظاہر ایک جیلہ شرعی کیا کہ طب کی کتاب منگوائی اور
 دیکھ کر کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ زندہ ہے گا حاضرین مجلس کو سخت تعجب ہوا
 کہ یہ کیوں کر بھیگا اس کے بعد خواجہ اسکی طرف متوجہ ہوئے دیر کے بعد وہ لڑکا

یا لکل اچھا ہو گیا۔

ہمسایہ خواجہ بین ایک شخص شریر نفس تھا اُس سے خواجہ کا بہت حرج تھا ایک روز خواجہ حسام الدین نے کو توال کو اشارہ کر کے اُس کو قید کر دیا جو وقت یہ کیفیت خواجہ کو معلوم ہوئی بہت خفا ہوئے اور خواجہ حسام الدین کو بہت کچھ بُرا بھلا کہا اور کہا کہ تم اچھے ہو اُس کو بُرا سمجھتے ہو میں اپنے کو اُس سے بہتر نہیں سمجھتا یہ کھرا اُس کو رہا کر دیا اس شفقت و عنایت کا وہ اثر ہوا کہ انجام کار وہ بڑا صالح نکلا اور ہمیشہ مطیع رہا۔

خواجہ کے یہاں چند مہمان آگئے اور کچھ موجود نہ تھا خواجہ بغرض ضیاء مہمان تلاش باحضر میں نکلے ایک نالوائی کی دوکان جو قریب خواجہ کے گھر کے تھی وہاں پہونچے نالوائی خواجہ کو مشوش پا کے سمجھ گیا اور کچھ کوئی اور نہاری نہایت عمدہ خدمت شریف میں حاضر کی خواجہ کو بہت خوشی ہوئی اور فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے عرض کیا کہ میں مثل آپ کے ہو جاؤں فرمایا کہ تو متحمل نہو سکے گا کچھ اور مانگ گروہ کب مانتا تھا اُسی بات پر مقرر ہا مجبوراً اُس کو حجرے میں لے گئے اور تا شرا اتحادی سپر ڈالی جب حجرے سے دونوں باہر آئے تو صورت و سیرت مرید و شیخ میں کچھ فرق نہ تھا مگر اتنا تھا کہ وہ بیہوش تھا اور خواجہ ہوشیار تھے تین بیہوش دس روز کے بعد اُسی حالت بیہوشی

۱۰ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبِ آرام کی تعمیرِ دہان کے نالوائی تین روز کے بعد حالت بیہوشی مدتی میں انتقال کر گیا ۱۱

مین واصل حق ہوا رحمۃ اللہ علیہ۔

ایک درویش نے اپنے جی میں کہا کہ آج خواجہ سے محاف مانگوں گا قبل اسکے کہ وہ خواجہ سے درخواست کرے خواجہ نے اُسکی خواہش پوری کی اس روز سے وہ درویش ہمیشہ لرزان و ترسان رہتا تھا کہ مبادا کوئی خطرہ ایسا نہ آجائے جو باعث ملال خاطر خواجہ ہو۔

شیخ تاج الدین کہتے ہیں کہ ایک روز میں خواجہ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا اور صفت نماز میں خواجہ کے برابر تھا دیکھا کہ خواجہ نماز میں گریان اور نہایت رنجیدہ ہیں بعد فراغ نماز جب حجرے میں تشریف لگئے میں بھی ساتھ گیا اور وجہ رنج و گریہ پوچھی فرمایا کہ تجھے اس سے کیا کام ہے مجھ میرے حال پر چھوڑاوریہ راز نہ پوچھ شیخ کہتے ہیں کہ میں نے گستاخی سے اصرار کیا فرمایا کہ نماز میں میری روح نے طلب طلب و راہ الہی میں عروج کیا حتی الوسع بت کچھ جستجو کی مگر یہ نہ لگانا چار نفس قالب میں پھر آگیا یہ رونا اسکا اُسی حسرت کا تھا۔

ایک شخص کہتا ہے کہ میں ایک روز نماز جماعت میں شریک تھا جس میں حضرت خواجہ امام تھے اور میں اُنکے پس پشت مقتدی تھا اتنا سے نماز میں دیکھتا ہوں کہ خواجہ کا منہ قبلے کی طرف بھی ہے اور میری طرف بھی ہے اور مجھ کو دیکھ رہے ہیں یہ کیفیت دیکھتے ہی میرے ہاتھ پاؤں میں بلے

دہشت کے رشتہ پر لگیا نماز کے بعد میں نے خواجہ سے یہ حال بیان کیا
فرمایا خبردار کسی پر ظاہر نہ کرنا۔

نقل ہے کہ ایک روز خواجہ نماز جماعت میں امام کے پیچھے کھڑے ہوئے
اور آپ بطریق شافعی سورہ فاتحہ پڑھنے لگے اُسی وقت نماز میں روح
پرفتوح حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے روبرو ظاہر ہوئی اور کہا کہ
اے شیخ میرے مذہب میں چھوٹے بڑے اولیاء بہت سے ہیں وہ سب
باتفاق علماء دین عقب امام سورہ فاتحہ پڑھنا جائز نہیں کہتے ہیں
مکو بھی یہی مناسب ہے۔

حضرت خواجہ کے مکتوبات و تصنیفات و تالیفات بہت ہیں تبرکاً چند
ابیات درج کیے جاتے ہیں۔

من نہ ہمینم کہ وجود من ست	جائے دگر رقص وجود من ست
نقطہ محراب جماعت منم	دانہ سیراب زراعت منم
ابر و پُچشمانی من دل کش ست	قطرہ نیسا نے من آتش ست
عقل نمک زیر کباب من ست	خون جگر نام شراب من ست
خامہ کلید سر انگشت من	گنج دوعالم ہمہ دشت من

مولانا بدر الدین سہروردی قدس سرہ جو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے اصحاب
سے تھے فرماتے ہیں کہ میں ایک روز حسب اتفاق نزار پُرا نوار حضرت

خواجہ پر حاضر ہوا اور مراقبہ میں بیٹھا حضرت خواجہ نے مجھ کو اپنی نسبت
خاص عنایت فرمائی اسکے بعد میں خواجہ بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار
پاک پر گیا حکم ہوا کہ جو نسبت خواجہ باقی سے تم کو عطا ہوئی ہو وہ میری ہی
نسبت ہو اسکے بعد حضرت سلطان المشائخ علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضر ہوا
حکم ہوا کہ جو نسبت تجھے خواجہ باقی سے پہونچی ہو وہی تجھ کو کافی ہو اسکے
بعد میں اجمیر شریف کو روانہ ہوا اور بارگاہ خواجہ اجمیر رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہوا
وہاں بھی حکم ہوا کہ جو نسبت تجھ کو خواجہ باقی سے ملی ہو وہ ہماری ہی
نسبت ہو مولانا فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کبھی حضرت خواجہ باقی باہر
نے نہیں فرمایا کہ کوئی نسبت خواجگانِ چشت سے مجھے پہونچی ہو فرمایا
کہ مجھ کو خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نسبت ملی تھی جس سے شوق
و ذوق میں ترقی ہوتی ہو وہی نسبت میں نے خواجہ قطب الدین کو دی وہ
خواجہ قطب الدین نے خواجہ باقی کو عطا فرمائی وہ نسبت فی الحقیقت
نسبت نقشبندیہ تھی جس کا حق تھا اُس کو پہونچا۔

دیکھ حضرت سید شاہ غلام علی صاحب دہلوی فرماتے ہیں کہ میں ایک روز
خواجہ باقی کے مزار پر متوجہ ہوا اور عرض کیا کیا حضرت آپ کی توجہ سے
حضرت شیخ احمد سہرندی مجدد الف ثانی ہوئے میں بھی آپ کی عطا کا امیدوار
ہوں پس بجاالت مشاہدہ دیکھا کہ خواجہ مزار سے باہر تشریف لائے

اور میری طرف متوجہ ہوئے چونکہ دوپہر کا وقت اور گرمی کا موسم تھا اور علاوہ اسکے خواجہ کی توجہ سے سخت گرمی نمودار ہوئی یہاں تک کہ مین نہ بیٹھ سکا اٹھ کھڑا ہوا فرماتے ہیں کہ اُس کا افسوس آج تک باقی ہے تاہم اُس تھوڑی توجہ سے اس قدر ترقیات دیکھ رہا ہوں کہ جس کا حد و شمار نہیں۔

حضرت خواجہ بہت کم سوتے تھے اور کم کھاتے تھے اور بات بھی بہت کم کرتے تھے ہر روز نماز عشا سے تہجد تک دو ختم قرآن مجید کرتے تھے اور بعد تہجد کے صبح تک اکیس دفعہ سورۃ لیلین پڑھتے تھے اور جب صبح ہوتی تو فرماتے کہ اسی رات کو کیا ہو گیا ہے جو ذرا بھی نہیں ٹھہرتی بہت جلد گزر جاتی ہے۔

حال رحلت

حضرت خواجہ کی عمر شریف جب چالیس سال کو پہنچی تو ضرور ہوا کہ دائرہ کمال میں قدم رکھیں کیونکہ تکمیل طبعی انسانی اس مدت میں ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت رسالت خاتم النبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بعد چل سال وحی نازل ہوئی تھی خواجہ فرماتے ہیں کہ مین نے دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ تجھ کو جس غرض سے عالم خلق میں لائے تھے وہ پوری ہوئی اب تجھ کو سفر کرنا چاہیے ایک روز قبل از مرض الموت اپنی زوجہ کو طلب فرما کر کہا کہ آؤ تم ہم دونوں

آئینے میں منہ دیکھیں حضرت عصمت پناہ فرماتی ہیں کہ میں نے آئینے میں
خواجہ کی وارٹھی سفید دیکھی حالانکہ سیاہ تھی ڈر گئی اور عرض کیا کہ آپ
مجھے کیا دکھاتے ہیں اسکے دیکھنے کی تاب نہیں پس خواجہ نے تبسم
فرما کر بدستور محاسن عنبرین دکھلائی۔

خواجہ کی عادت تھی کہ جو امر ذریعہ کشف معلوم ہوتا تھا اسکو خواب کے
پیرائے میں ظاہر فرماتے تھے ایک روز فرمانے لگے کہ مجکو معلوم ہوتا ہے
کہ عنقریب کوئی بڑا شخص سلسلہ نقشبندیہ سے مرنے والا ہو اور فرمایا کہ کوئی
جگہ دہلی کے اطراف میں اختیار کرنی چاہیے الغرض حضرت خواجہ کو
مرض الموت لاحق ہوا اور خواب میں خواجہ احرار کو دیکھا فرماتے ہیں کہ ای
خواجہ باقی کپڑے بلو بعد بیداری یہ خواب بیان فرما کر مسکرائے اور فرمایا
کہ اگر زندہ رہوں گا تو قیصل حکم خواجہ احرار کروں گا ورنہ کفن پینتا
تو پیرا ہن ہی ہے۔

آپ کے مخلصون میں سے کسی نے سفر کا ارادہ کیا آپ نے فرمایا
ٹھہر جاؤ ہمارا آخری بازار ہو کمان جاتے ہو مختصر پچیسویں ماہ جمادی الثانی
سالہ ہجری کو آتما احتضار شروع ہوئے تمام اصحاب و حاضرین گریبان
و نالان تھے اور آپ تبسم کنان تھے حاضرین مجلس میں سے کسی کی زبان
سے بیاختہ لفظ اکہ العالمین کا نکلا حضرت خواجہ اسکی طرف متوجہ ہوئے

کیونکہ اپنے محبوب کا نام اس کی زبان سے سنا تھا اور آپ دیدہ ہو کر
بذکر جہر اسم ذات مشغول ہوئے اور اس واسطے کہتے ہوئے واصل حق
ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

قبل رحلت ایک روز حضرت خواجہ کسی مقام پر تشریف لے گئے اور
وضو کر کے ایک دو گانہ ادا کیا اثنائاً وہاں کی خاک خواجہ کے
وا من مبارک پر چسپان ہوئی آپ نے فرمایا کہ اس جگہ کی خاک ہماری
دامنگیر ہو بعد رحلت حضرت خواجہ اس مقام پر دفن ہوئے جو قریب
قدم شریف حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واقع ہے
صاحب زبدۃ المقامات نے تاریخ رحلت آپ کی یوں تحریر فرمائی ہے

ذاتے کہ بدوست بود باقی بر خالق خویش جلگی خلق وی تشنه دلم بسال فوتش	از خود ہمہ فانی الصفت بود بر خلق تمام عاطفت بود خوش گفت کہ بحر معرفت بود
--	--

ذکر حضرت مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سنہای جب سے افسانہ مجدد الف ثانی کا مجھے کچھ دیر سے مطلب ہے سے غرض اس	دل و حشی ہر دیوانہ مجدد الف ثانی کا مراقبہ ہر کاشانہ مجدد الف ثانی کا
--	--

حالات قبل از ولادت حضرت مجدد علیہ الرحمۃ

صاحب سونخ عمری امام ربانی لکھتے ہیں کہ قبل ولادت حضرت مجدد علیہ الرحمۃ آپ کے والد ماجد حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا کہ تمام عالم تیرہ و تار یکسہ ہو اور خوک و خرس اہل جہان کو تکلیف دے رہے ہیں پس یکا یک میرے سینے سے ایک نور نکلا جس سے تمام عالم منور ہو گیا اور حسین سے ایک ایسی بجلی پیدا ہوئی کہ اُسے خوک و خرس وغیرہ جلا دیے پھر ایک شخص نورانی تخت پر جلوہ گر نظر آئے جنکے آس پاس جن وانس مودب کھڑے تھے اور ملائکہ ہر ایک زندق و ملحد و ظالم کو پکڑ پکڑ کے لٹکے رو برو لا کر قتل کر رہے ہیں اور ایک منادی ندا دے رہا ہو کہ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَذَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا صبح کو مخدوم موصوف نے اس خواب کی تعبیر حضرت شاہ کمال کیتھلی علیہ الرحمۃ سے پوچھی جو بڑے کامل شیخ تھے اور حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کو اُن سے آخرین فیض بھی پہونچا اُنھوں نے کہا کہ تم سے ایک فرزند ہوگا جس سے ظلمت کفر و بدعت دور ہوگی اور نور سنت نبوی سے تمام عالم منور ہوگا اور ویسا ہی ظہور میں آیا۔

حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ۱۴۔ شوال روز جمعہ وقت نصف شب

۱۱۷ ہجری بمقام سہرزد واقع ہوئی مادہ تاریخ ولادت احمد رفیع المنزلت ہے۔
 حضرت مخدوم پیدائش اور بحالت شیرخواری کبھی برہنہ نہ ہوتے اگر حیائاً
 کبھی کپڑا نکل جاتا تو آپ جلدی سے ستر ڈھاٹک لیتے بچوں کی طرح
 نجاست آلودہ نہ رہتے تھے اور ہر وقت خندان و فرحان رہتے اگر دو دو
 پلانے میں کسی وجہ سے دیر ہو جاتی تو مثل عادت اطفال آپ روتے
 نہ تھے حضرت شیخ الاسلام احمد نامقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد رضی اللہ
 عنہ کے ظہور کی خبر پہلے دے چکے تھے شیخ الاسلام کی وفات ۱۳۷۷ ہجری
 میں ہے۔

آغاز حالات

سلطان طریقت برہان حقیقت منظر انوار آبی مورد فیوضات نامتناہی غوث
 العالمین فخر العارفین وارث کمالات نبویہ عارج معارج نقشبندیہ امام
 طریقت پیشوا اہل حقیقت جامع درجات اولیاء عالم سنت مصطفیٰ
 قطب الاقطاب شاہ رب الارباب شیخ الاثنانی امام ربانی حضرت شیخ احمد فاروقی
 سہرزدی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ذات جامع کمالات اپنے آپ نظیر تھے
 چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قیوم زمان منظر جان جانان

۱۱۷ تاریخ ولادت مجدد و خواہد شد ۱۲-۱۳ مؤلف

علیہ الرحمۃ۔ سے خواب میں فرمایا کہ نیست مثل او در امت من اور شیخ بدر الدین صاحب مجددی صاحب حضرت القدس فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت خضر علیہ السلام سے کہا کہ یا شیخ مجھ کو اپنی نسبت سے بہرہ ور فرمائیے فرمایا کہ تو نے اُس شیخ سے نسبت حاصل کی ہو کہ تجھے اور تمام عالم کو جس کا ارشاد کافی ہو۔

حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں ایک وز خواجہ بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضر ہوا اور توجہ و امداد چاہی اور عرض کیا کہ شیخ نامہ شیخ اسد پس میں نے دیکھا کہ ایک حوض بلب ہو چکے کناے پانی چھلک رہا ہو اور مجھ کو القا ہوا کہ سینہ توا ز انوار عرفان مجددی این چنین مملوست کہ گنجائش نور دیگر ندارد الغرض وصف قطب زمان خارج از حد بیان ہے۔

سلسلہ خاندان حضرت مدوح اٹھائیس واسطے سے سیدنا امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے حضرت مدوح بہت تھوڑے دنوں میں تحصیل علوم سے فارغ ہو کر جامع معقول و منقول و حافظ قرآن ہوئے اپنے والد ماجد محمد و شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ علم حاصل کیا اور علمائے کبار سے بھی تحصیل علم فرمایا مولانا کمال الدین شمیمی رحمۃ اللہ علیہ جو علم ظاہری و باطنی میں یکتا تھے بعض کتب کلمہ اُسے دیکھی اور سند

بعض کتب حدیث مولانا یعقوب میری خلیفہ شیخ الشیوخ حضرت شیخ حسین
 خوارزمی رحمۃ اللہ علیہما سے حاصل کی اور اجازت تفسیر واقعی و تفسیر مبنیٰ
 و صحیح بخاری و مشکوٰۃ و قصیدہ بروہ و غیب روکی مولانا عالم ربانی قاضی ہبلول
 بدخشانی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اور قاضی ہبلول کو اجازت صحیح شیخ النجاشی
 حضرت عبدالرحمن بن ہند سے حاصل ہو ایک روز حضرت مدوح فیضی کے
 گھر پر تشریف لے گئے وہ تفسیر بے نقط لکھنے میں مصروف تھا حضرت کو
 دیکھ کر بہت خوش ہوا اور عرض کیا کہ ایک جگہ ایسی وقت واقع ہوئی
 ہو کہ اُسکی تاویل و تفسیر بحر و غیر مجہم میں نہیں کر سکتا ہر چند سرار رہا ہوں
 مگر کچھ بن نہیں پڑتی آپ نے یہ سن کر قلم برداشتہ مطالب و نکات کثیرہ اس
 فصاحت و بلاغت سے لکھنا شروع کیے کہ فیضی حیران رہ گیا آپ کی متعدد
 تصانیف ہیں چنانچہ رسالہ تہلیلہ۔ و رسالہ اثبات النبوة۔ و رسالہ المبدأ و المعاد
 و رسالہ مکاشفات غیبیہ۔ و رسالہ ادب مریدین۔ و رسالہ معارف لدنیہ و رسالہ
 رد شیعہ و تحلیقات عوارف۔ و شرح رباعیات خواجہ باقی علیہ الرحمۃ سوا
 اسکے مکتوبات کی کئی جلدیں ہیں اور ہر مکتوب ایک دفتر سرار و گنجینہ
 معارف ہی۔ نیست پیغمبرؐ لے دارد کتاب۔ کہنا بیجا نہیں جو شخص آپ کی
 شان و عظمت سے واقفیت چاہے تو آپ کے تصانیف دیکھے
 و در سخن پہنان شدم چون بلے گل در برگ گل

میل دیدن ہر کہ دار و در سخن پسند مرا
 حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو محبت و ارادت قطب زبانہ شہباز بلند ہشتیاں
 شیخ عالیجاہ حارف حق آگاہ حضرت خواجہ ربانی بالہ علیہ الرحمہ اویسی نقشبندی
 سے ہی خواجہ فرماتے ہیں کہ جس وقت مرشدی خواجگی اکنکی علیہ الرحمہ
 نے مجھ کو ہندوستان جانے کا حکم دیا اور سلسلہ طریقہ کی اجازت دی تو
 میں نے عرض کیا کہ میں اس لائق نہیں ہوں مجھ میں اس بوجھ اٹھانے
 کی طاقت نہیں ہے فرمایا کہ تو استخارہ کر جب ارشاد استخارہ کیا دیکھا کہ ایک
 درخت کی شاخ پر طوطا بیٹھا ہے میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر یہ طوطا اڑ کر
 میرے ہاتھ پر بیٹھے تو میں سمجھوں گا کہ یہ سفر مبارک ہے اس خیال کے
 ساتھ ہی وہ جانور وہاں سے اڑ کر میرے ہاتھ پر آ کے بیٹھا میں نے اپنا
 لعاب دہن اُسکے منہ میں ڈالا اور اُس نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔ صبح کو
 یہ واقعہ خواجگی اکنکی علیہ الرحمہ سے بیان کیا فرمایا کہ طوطا ہندی جانور
 ہے پس ہندوستان میں تمہارے سلسلے میں ایک ایسا عزیز پیدا ہوگا
 کہ جس سے تمام عالم منور ہوگا اور تم کو بھی اُس سے نفع پہونچے گا
 ہدیہ مجددیہ۔ انوارِ حمدیہ زبدۃ المقامات۔

منقول ہے کہ حضرت خواجہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہا سے فرماتے تھے
 کہ جس وقت میں تمہارے شہر ہند میں پہونچا تو سنا کہ کوئی کہنے والا

کہ رہا ہے کہ تو درجہ قطب فرو و آمدہ اور حلیہ قطب بھی مجھ پر ظاہر کیا گیا صبح کو
 اس حیلے کے موافق وہاں کے درویشوں و گوشہ نشینوں کا متلاشی
 ہوا مگر کسی میں وہ آئینہ قطبیت اور وہ حلیہ نیلایا میں نے جانا کہ شاید اس
 حیلے کا شخص آئندہ پیدا ہوگا جس روز تکوید کیا وہ حلیہ پورا تم میں پایا اور
 قطبیت کی قابلیت بھی تمہیں میں پائی دوسری دفعہ یہ ارشاد ہوا کہ ایک
 دفعہ سہرزدین خواب دیکھا کہ ایک بڑا چراغ میں نے روشن کیا ہے اور اُس
 چراغ سے ہزاروں چراغ روشن ہوئے ہیں میں سمجھتا ہوں یہ بشارت
 بھی تمہیں سے متعلق ہے حضرت خواجہ اپنے ایک دوست کو تحریر فرماتے
 ہیں کہ شیخ احمد مدیت از سہرزد کثیر العلم قوی اعلیٰ روزی چند فقیر باو نشست
 و برخاست کرد عجائب بسیار از روزگار اوقات او مشاہدہ نمود بان ماند کہ
 چراغ شود کہ عالمہ از ان روشن گردد الحمد للہ تعالیٰ از احوال کاملہ او مرآتین ست
 و این شیخ برادران و اقربا دارد ہمہ مردم صالح و از طبقہ علما چندی را و عا کو
 ملازمت کر وہ جو اہر عالیہ دانست و استعداد باے عجیب از بند فرزندان
 آن شیخ کہ اطفال اندا سر را لکی اند تم کلامہ او و خواجہ فرماتے ہیں کہ شیخ احمد
 آفتابی ست کہ مثل ماہراران ستارہ ہا در سایہ او کم کردہ اندا و کبھی بھی خواجہ
 باقی با صلہ علیہ الرحمۃ محفل توجہ میں تشریف لیجاتے اور فرماتے تھے کہ شیخ احمد
 آفتابی ست کہ ہر ذو عالم از انوار فیض و فضل وی منور ست برکات احمدیہ

الغرض حضرت مجدد علیہ الرحمۃ ڈھائی مہینے میں فیض صحبت خواجہ سے
 تکمیل کو پہنچے اور خلعت خلافت حاصل کر کے حسب ارشاد شیخ راہی سہنہ
 ہوئے اور اپنے وطن مالوت میں پہونچکر مریدان خواجہ کو جو آپ کے ہمراہ
 حسب احکم خواجہ آئے تھے انکی تعلیم و تربیت میں مشغول ہوئے تھوڑے
 دنوں میں آپ کا شہرہ بلند ہوا دور دور سے علما و امر اشراف قدسوسے ارادت
 کے لیے آنے لگے اور مشائخان زمانہ شرف بیعت و فیض صحبت سے مشرف
 ہونے لگے المختصر سراپاے امام ربانی نعمت و فیوض الہی کی نشانی تھا

ہر لطافت کہ نہان بود پس بچہ و غیب	ہمہ در صورت خوب تو عیان ساختہ اند
ہر چہ بر صفحہ اندیشہ کشد کلاک خیال	شکل مطبوع تو زیبا تر از ان ساختہ اند

بعض خرق عادات

منقول ہے کہ حضرت مدوح کامل کی طرف تشریف لے جاتے تھے اسی
 میں گرمی بہت ہوئی صاحبزادہ بزرگ مع ہمراہیان گرد و غبار و تشنگی سے
 پریشان ہوئے ادب سے کوئی کچھ عرض نہ کر سکا حضرت مجدد نے مولانا
 محمد یوسف سمرقندی کی طرف جو حضرت کے قدیم ارادت مندوں میں تھے
 مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم لوگوں کو گرمی اور غبار نے بہت تارکھا ہے عرض کیا
 کہ آپ کو سب حال معلوم ہے ہمارے عرض کی ضرورت نہیں حضرت مجدد

علیہ الرحمۃ نے مسکرا کر سمان کی طرف دیکھ کر کچھ پڑھا دو چار قدم آگے نہ بڑھے تھے کہ ایک ابر کا ٹکڑا اٹھا اور اس قدر تقاطر ہوا کہ جس سے گرد و غبار موقوف ہو گیا اور ٹھنڈی ہوا چلنے لگی۔

منقول ہے کہ ایک امیر زادہ سلطان وقت کا معتبوب ہوا اور کثرت غضب شاہی سے لوگوں کو گمان تھا کہ وہ ہائی کے پائون سے باز رہا جائے گا امیر زادے نے جب ایسی خبر سنی سخت پریشان ہوا اور لاہور سے روانہ ہوا آتے آتے سہرندین اُترا اور حضرت سے حالِ زیار بیان کیا اور خواستگارِ حمایت ہوا حضرت مجددِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تو اطمینان رکھ تجھ کو کچھ مضرت نہ پہنچے گی بلکہ وہ بادشاہ تجھے مہربانی و نوازش کرے گا امیر زادہ بہت پریشان تھا عرض کیا کہ جو کچھ حضرت نے فرمایا ہو وہ مجھے لکھدین حضرت مسکرائے حسبِ درخواست امیر زادہ یہ لکھ دیا کہ چون فلان از خوف غضب سلطان کہ نمونہ غضب الہی ست بہ فقر ارجوع نمود فقیر اور در ضمن خود گرفتہ ازین مہلک رہا نیند امیر زادہ نوشتہ وہاں سے لیکر روانہ ہوا اسکے تھوڑے روز کے بعد کسی نے آکر سہرندین کہنا کہ اُس امیر زادے کو بادشاہ نے بہت تکلیف دی اور قید خانے کو بھیج دیا یہ خبر رفتہ رفتہ حضرت تک پہنچی فرمایا کہ یہ خبر محض بے اصل ہے وہ تو اپنے بادشاہ سے لطف و عنایت دیکھے گا دو چار روز میں خبر آئی کہ جو وقت وہ امیر زادہ

حاضر دربار شاہی ہوا۔ بادشاہ ہنسنا اور کچھ کلمات نصیحت آمیز کہ کر خلعت دیا اور رخصت کیا۔

منقول ہے کہ ایک شاہزادے کو کسی جرم میں بادشاہ وقت نے قید کیا اور اسکی قتل کی تجویز ہوئی بیچائے نے ہر طرح کی کوشش کی مگر کچھ نہ ہوا آخر فقر کی طرف رجوع کیا اسوقت حضرت مجدد آکرے میں اسکی قسمت سے تشریف لائے حضرت کے اصحاب کے ساتھ اس شاہزادے کی دوستی تھی شاہزادے نے اُن کے ذریعے سے حضرت کی خدمت میں بغرض برآمد کار درخواست کرائی انھوں نے بہت ہی عجز و انکسار سے حضرت کی خدمت میں عرض کیا حضرت مدوح اس رات کو متوجہ ہوئے دوسرے روز صبح کو ارشاد ہوا کہ تم اسکو خوشخبری دید کہ تو نے قتل سے نجات پائی اور عنقریب قید سے بھی رہائی پائے گا حسب ارشاد انھوں نے امیر زادے کو محبس خانے میں یہ خوشخبری پہونچائی مگر اسکو غلبہ اضطراب سے اطمینان کلی نہوا اور اپنے معتمد کو ایک مجذوب کی خدمت میں بھیجا جو وہ مجذوب اسوقت بہت مشہور و معروف تھا انھوں نے کہا کہ تو اطمینان رکھ میں نے دیکھا ہے کہ ایک بزرگ نے خاندان نقشبندیہ میں سے آکر تجھ کو اس گرداب بلا سے نکالا ہے تھوڑے دن کے بعد وہ امیر زادہ رہا ہوا اور اپنے منصب پر پہونچا۔

منقول ہے کہ حضرت مدوح کسی سفر میں ایک جافروکش ہوئے اور اپنے ہمراہیوں سے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس شہر میں آج ایک بلانازل ہوگی جسکا اثر تمام شہر پر ہوگا تم لوگ اس بات کو شہر کرو کہ جو شخص دعاے ماثورہ پڑھے گا وہ حفظ امان الہی میں ہے گا وہ دعا یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ الدّٰی لَا یَضُرُّ مَن اسْمُهُ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاوَاتِ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَمْسٍ مَّا خَلَقَ تَهْوِی دِیرِ نہ گزری کہ شہر میں تمام مکانات جلنے لگے اور اس شدت سے آگ لگی کہ اس سے زیادہ متصور نہیں بہت مکانات جل گئے اور اسباب ہال جل گیا مولانا عبدالمومن لاہوری جو حضرت کے مخلصون میں سے تھے انکا اسباب بھی جل گیا اور وہ افتان و خیزان حضرت تک پہنچے حضرت نے فرمایا کہ تم نے دعاے ماثورہ نہیں پڑھی عرض کیا کہ مجھ کو کسی نے کہا ہے نہیں۔ حضرت علیہ الرحمۃ اپنے پاس کے لوگوں پر بہت خفا ہوئے اسکا صل سوائے جس جس نے وہ دعا پڑھی امن میں رہا۔

منقول ہے کہ شیخ مسعود جو حضرت کے چھوٹے بھائی تھے بقصد تجارت قندھار کو تشریف لے گئے تھوڑے دن کے بعد حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے کسی خادم خاص سے فرمایا کہ کچھ عجیب بات ہے کہ میں شیخ مسعود کی طرف متوجہ ہوا تو اسکو رے زمین پر کہیں پایا جب زیادہ متوجہ ہوا تو اسکی قبر تازہ بنی ہوئی نظر آئی یہ شکر سامعین کو حیرت ہوئی چند روز بعد جب رفیقان

شیخ مسعود علیہ الرحمۃ واپس آئے تو معلوم ہوا کہ وہ رحلت فرما چکے تھے۔ ہدیہ مجددیہ

صاحبِ فیئۃ الاولیا فرماتے ہیں کہ حضرت اُستادی شیخ میرک بن شیخ فصیح الدین رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ ایک قوت سہرزد جانے کا مجھے اتفاق ہوا وہاں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سے ملاقات ہوئی میں نے دل میں کہا کہ اگر یہ صاحب کشف و کرامات ہیں تو جو میں پوچھتا ہوں اس کا جواب بلا سوال دین گے اور تین باتیں اپنے دل میں سوچ لیں حضرت مجدد نے یکے بعد دیگرے ہر ایک کا جواب یا جلی صراحت فیئۃ الاولیا و ہدیہ مجددیہ میں ہے۔

علامہ زمان شیخ الاسلام ہندوستان مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی ابتدا میں حضرت مجدد کے مخالفوں میں تھے ایک رات انھوں نے خواب میں حضرت مجدد کو دیکھا کہ روبرو انکے قل اللہم غم ذرہم یہ آیت کریمہ پڑھتے ہیں معاً جذب شیخ و شوق الہی کا ان کے دل میں جوش ہو جاوے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ قلب جاری ہے چند روز تصور شیخ کرتے رہے اور اپنے کو اویسی شیخ کہتے تھے پھر حاضر خدمت ہو کر بیعت کی اور اعلیٰ مرتبہ کو پہنچے۔

شیخ طاہر لاہوری جو حضرت خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم صاحبزادگان مجدد علیہ الرحمۃ کے اُستاد تھے ایک روز حضرت مجدد نے فرمایا کہ مجھ کو

معلوم ہوا ہے کہ حاضرین مجلس سے ایک شخص کا فرہوگا اور اس کی پیشانی
 پر فقط ہوا کا فر لکھا ہوا نظر آیا ہے یہ سنتے ہی سب کو پریشانی ہوئی اور مستفسر
 حال ہوئے کہ وہ بے نصیب کون ہے جو اس بلا میں مبتلا ہو گا اس کا نام
 بتلائیے فرمایا کہ محمد طاہر ہے سب کو افسوس ہوا مگر ان پر کسی نے ظاہر نہ کیا
 چھ مہینے کے بعد محمد طاہر ایک کافرہ پر عاشق ہوئے اور کفر اختیار کیا۔
 اپنے استاد کی یہ حالت دیکھ کر خواجہ محمد سعید و محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہما کو
 بہت رنج ہوا ایک روز مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ ان کے لیے
 وعا فرمائیے کہ وہ پھر مشرف باسلام ہوں فرمایا کہ جو ہونا تھا وہ ہوا لوح محفوظ میں
 ایسا ہی لکھا ہوا تھا مگر صاحبزادگان عالیشان نے نانا اور اُسی بات پر
 اُسے ہے کہ وعا فرمائیے حضرت نے بخاطر فرزند ان خود دعا کی کہ اُسی
 حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا
 ہے کہ کسی کو قضاے مبرم میں رد و بدل کی قدرت نہیں مگر مجھے پس جب تو نے
 اپنے ایک دوست کو یہ مرتبہ عالی عطا فرمایا ہے تو میں بھی امید رکھتا ہوں
 کہ شیخ طاہر سے یہ بلاے ازلی دور کی جائے اُسی وقت دعا مقبول ہوئی
 شیخ طاہر خواب غفلت سے بیدار ہو کر افتان و خیزان حاصر خدمت
 شیخ سہرند ہوئے اور دوبارہ خلعت اسلام پہن کر چند روز میں مقامات
 عالیہ پر پہنچے ہدیہ مجددیہ۔ انوار احمدیہ۔

ایک شخص سے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا کہ تو ابراہیمی المشرب
ہو اس شخص نے دل میں خیال کیا ہر چند کہ فرمودہ حضرت کافی ہو مگر محکو
بھی حضرت کی توجہ سے فی کھبسلہ علم ہو جاتا تو غنایت ہوتی اُسی شب
کو اُس نے خواب میں دیکھا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
تشریف لے گئے ہیں اور حضرت مجدد علیہ الرحمۃ بھی رو برو کھڑے ہیں وہ اور
ایک شخص اور جسکی نسبت بھی حضرت مجدد نے ولایت ابراہیمی کی بشارت دی
تھی وہاں حاضر ہی حضرت نے اُن دونوں کا ہاتھ پکڑ کے حضرت خلیل اللہ
علیہ السلام کے قدموں پر ڈالا صاحب واقعہ بیان کرتا ہے کہ اس واقعے
کے بعد ہم دونوں حاضر خدمت ہوئے حضرت ہم دونوں کو دیکھ کر سکر لے
اور فرمایا کہ جو ہم کہتے ہیں اُس میں تردید کی گنجائش نہیں۔ زبدۃ المقامات۔
صاحب زبدۃ المقامات لکھتے ہیں کہ ایک شخص مکتوبات امام ربانی
حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ دیکھ رہا تھا اُس میں اسکی ناوانستگی سے
امین اعتراض کا موقع ملا اُس نے غصے سے مکتوبات زمین پر پڑے مارا
اور کہا کہ این چہ گفتہ است یہ لکھ کر اُسی حالت میں وہ سو گیا خواب میں
دیکھا کہ ایک بزرگ غضبناک تشریف لائے اور کہا کہ تو بھی میری تحریر پر
اعتراض کرنے کے لائق ہوا اچھا ٹھہر میں تجکو اسکا حال معلوم کرتا ہوں
پھر اسنے دیکھا کہ ایک باغ نہایت عمدہ ہوا اور وہاں سیدنا حضرت

علی کرم اللہ وجہہ تشریف فرما میں اور خواب دیکھنے والا کہتا ہے کہ میں
دور کھڑا ہوں اور حضرت مجدد علیہ الرحمہ حضرت شیر خدا کے پاس
بیٹھے ہیں اور آپس میں کچھ گفتگو ہوئی اس کے بعد حضرت شیر خدا نے رابی
کو طلب فرمایا اور کہا کہ خبردار پھر ایسا نہ کرنا۔

صاحب برکات احمد یہ لکھتے ہیں کہ بحالت مرض ایک دفعہ حضرت
مجدد علیہ الرحمہ کو ضعف طاری ہوا آپ نے خادم سے کہا دس گیارہ
دائے مویر لاؤ جب اُس نے پیش کیے تو آپ مراقبہ میں ہوئے اور
تھوڑی دیر کے بعد ارشاد ہوا کہ عجیب امر ظہور پذیر ہوا کہ ان دانوں نے
اللہ تعالیٰ سے مناجات کی کہ جو مجھے کھائے اسکو صحت ہوا اور
اللہ تعالیٰ نے اُنکی دعا قبول فرمائی یہ لکھ کر چند دائے مویر تناول فرمائے اور
صحت پائی۔ اور چھوٹے صاحبزادے بھی سخت علیل تھے اُنکو بھی اُنھیں
دائے مویر سے شفا ہوئی اور بھی دو چار مریض اچھے ہوئے۔ حضرت مجدد
علیہ الرحمہ بہت افسوس فرماتے تھے کہ کاش زیادہ مویر ہوتے
تو زیادہ لوگوں کو نفع پہنچتا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

منقول ہے کسی نے عرض کیا کہ میں حج کو جاتا ہوں آپ نے فرمایا
کہ میں نے تجھے عرفات میں کبھی دیکھا نہیں الغرض برسوں گزے
حج نصیب نہوا۔

منقول ہے کہ جان محمد ایک تاجر تھا اُس کے ہاتھ حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے ایک جوز بھیجا کہ فلان جگہ چند درویش ہیں اُن میں سے فلان شخص کو جسکا حلیہ یہ ہے جوز لیجا کر اور اپنے ہمراہ لیکر آ۔ الغرض وہ گیا اور اُن بزرگ کو جسکا حلیہ حضرت نے بتلایا تھا اُنکو لایا حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے قہوہ طلب کیا اور فرمایا کہ اِن بزرگ کو دے جو وقت وہ قہوے کا پیالہ لے گیا دیکھا کہ وہ بزرگ شکل حضرت مجدد ہیں۔ پھر پلٹ کر دیکھا تو حضرت ہی دیکھا حیران رہ گیا۔ حضرت مجدد نے فرمایا کہ جان محمد تو قطب تائے کو پہچانتا ہے عرض کیا کہ جی ہاں فرمایا اسکو خوب دیکھ۔ دیکھا تو اُس ستارے سے ایک بزرگ بہت تیزی کے ساتھ نکل کر تشریف لائے حضرت نے فرمایا کہ دیکھ اور زیارت کر کہ حضرت غوث الثقلین آپ ہی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت مجدد کے خوارق و کرامات کی تعداد سات سو سے زیادہ کتب تصنیف میں درج ہے یہاں تھوڑے پر التفات کی گئی۔

معنی مجدد الف ثانی
و مطلقاً آن

ذات حضرت مجدد علیہ الرحمہ تمام کمالات ظاہری و باطنی اور شریط

مجددیت سے مجلی و مزین تھی اور ملک ملک و قریہ بقریہ آپ کے فیض
 و انوار سے بنائے اسلام استحکام پذیر ہوئی۔ خلفائے حضرت مملوح
 عرب و عجم و شام و روم و حجاز و یمن و حبش و ہند و سندھ و غیرہ ممالک کے
 فیضیاب ہوئے اور بہت سے مشائخ ان وقت ترک شیخت کر کے شرف
 بیعت سے مشرف ہوئے اور تھوڑے دنوں میں وہ انوار و برکات دیکھ
 جو سالہا سال میں اہل ریاضت کو میسر نہیں ہوتے۔ بعض کمالات و تقاضا
 کی جدت مخصوص حضرت مجدد کے حصے میں تھی جو اولیائے سابقین
 پر منکشف نہیں ہوئی چنانچہ خاتم المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب
 دہلوی فرماتے ہیں کہ ولایات در زمان قربت از زمان سعادت نشان
 آنحضرت راجع و متداول شدند و صحابہ و تابعین و تبع تابعین و علم جبر
 الی زمان ابجد و اقرانہ ثم علم جبر الی زمان سادۃ القادریہ و اچشتیہ
 طریق تحصیل آن مدون و محبوب مفصل گردید بخلاف مقام خلعت کہ درین عہد
 متداولہ اصلاً کسی مذکور آن نکرد و نہ طریق آن را کسی بیان نمود تا
 ہزار سال گذشت و طریق تحصیل آن مقام در پردہ احتقا و احتجاب ماند
 تا آنکہ حق سبحانہ تعالیٰ حضرت مجدد را بر رفیعے کار آورد و ایشان نشای
 ظہور این مقام کہ در جوہر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مودع
 و کمون بود گردانید و ہزاران طالبان لطیفیل ایشان سلوک این طریقہ

میسر شہ احمد مد۔ دوسرے مکتوب موسومہ حافظ صدر الدین حیدر آبادی
 میں مولانا موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ ہر گاہ این معرفت پختہ شد
 و رفتہ رفتہ در فہم کلمات عارفان طریقہٴ مردم کج فہم راہ الحاد پیوندند و
 این معرفت غامضہ را وسیلہٴ ابطال شرائع و تکلیفات نمودند و مذہب
 شیخ محب السدا کہ آبادی کہ ظاہر شش قدم در وادی الحاد میزند شیوع
 تمام و رواج مالا کلام یافت عنایت خداوندی حضرت شیخ احمد سہندی
 را بر روی کار آورد علوم غریب بر ایشان القا نمودن قبیل تعدیل الحار
 بالبارد و الرطب بالیابس تا ہیئت اعتدالیہ در اذان مردم جاگیر و
 باطل مزموج بحق ارتفاع و امضا پذیرد و ہمین ست مصداق معنی مجددیت
 تم کلامہ بٹے بٹے علما جو اپنے وقت کے فرد تھے آپ کی مجددیت
 کے قائل ہوئے اور تقریر و تحریر میں مجدد الف ثانی کہا کرتے اور لکھا
 کرتے تھے چنانچہ مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی اور مولانا جان محمد لاہوری
 و مولانا عبد السلام دیوکی وغیرہ علما مجددیت کے قائل ہیں اور حضرت
 ممدوح کے سلسلے میں عرفائے کامل عموماً ہند و سندھ و عرب و عجم میں
 خصوصاً روم و شام و عراق میں فیض رسان روزگار ہیں۔

بدیہ مجذبیہ۔ صاحب نخع عمری امام ربانی لکھتے ہیں کہ خواجہ حسام الدین
 خلیفہ حضرت خواجہ باقی باسد علیہ الرحمہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ پڑھ رہے ہیں اور حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی تعریف فرما رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں بہت خوش ہوں کہ میری امت میں ایسا شخص پیدا ہوا جسے تجدید دین کی۔

ایک مشائخ روم جسکا نام میر نصیر احمد تھا۔ روضہ پاک شاہ لولاک کے پاس مراقب بیٹھے ہوئے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ارشاد ہوا کہ ہند میں ایک شخص کل اولیا سے ہوا اگر تو اپنی سعادت چاہے تو انکی خدمت میں حاضر ہو۔ چنانچہ حسب الارشاد بمقام لاہور حاضر خدمت عالی ہوئے۔ مقامات امام ربانی

مبشرات از عالم غیب و خصوصیات حضرت مجدد علیہ الرحمہ

ایک روز حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کو بحالت مراقبہ یہ انداز غیب پہنچی کہ غَفَرْتُ لَكَ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِكَ بِوَاسِطَةٍ أَوْ بِغَيْرِ وَاسِطَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اور اسکے ظاہر کرنے پر مامور کیے گئے۔ ایک روز حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے کچھ کھانا بغرض صدقہ پکوا یا تھا اور اسی کی تیاری میں یہ خیال آگیا کہ حق تعالیٰ میرا صدقہ کیونکر قبول فرمائے گا کیونکہ وہ دربار صدقہ فرماتا ہے کہ لَا تَمَّا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ اُسوقت غیب سے آواز آئی کہ اِنَّكَ مِنَ الْمُتَّقِينَ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو بشارت دی گئی یہ کہ جس

جنانے پر تو نماز پڑھیں گاوہ مغفور ہے اور جس مقبرے میں حضرت ممدوح
تشریف لیجاتے اور طلب مغفرت کرتے تو معاودہ بخشدیے جاتے
برکات احمدیہ۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کمال اتباع سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے اس مرتبہ عالی کو پہونچے کہ بشارت دی گئی کہ مدفن تور و ضہ ایست
از ریاض جنت۔ اس بشارت کو حضرت مخزن اسرار و علوم خواجہ محمد معصوم
فرزند و جانشین حضرت مجدد علیہ الرحمۃ مکتوب ہفتاد و مین تحریر فرماتے
ہیں اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر خاک روضہ مجدد علیہ الرحمۃ کی کسی قبر میں
ڈال دین تو بہت بڑی امید بخشائش ہے۔ فیکف من دفن فیہا۔
حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے حضرت مجدد کو علم سموات
سکھائے۔ اور حضرت خضر و الیاس علیہما السلام نے حضرت مجدد
علیہ الرحمۃ سے ملکر کیفیت حقیقت حیات و ممات خود بیان کی۔ اور
خضر علیہ السلام نے آپ کو تعلیم علم لدنی بھی کیا ہے اور حضرت خاتم النبوت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مجدد کو مجتہد علم کلام سے ملقب و مقرر کیا ہے
ایک روز حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نیمخواب میں تھے دیکھا کہ کوئی شخص

اور یہ حضرت کو بشارت دی گئی کہ جس جنانے پر تو نماز پڑھیں یا جس قبرستان میں نماز

بسترے پر بیٹھا ہوا ہے جب بنو ردیکھا تو سید اولین و آخرین تشریف
 رکھتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اور فرماتے ہیں کہ میں اس لیے آیا ہوں کہ تمہیں
 اجازت نامہ ایسا لکھ دوں کہ آج تک کسی کو میں نے نہیں دیا یہ کہہ کر
 اجازت نامہ لکھنا شروع کیا روشت لکھا و نون طرف دو نون
 جہان کی نعمتوں کے متعلق تحریر فرما کر مجدد صاحب کو دیا اور یہ بھی ارشاد
 ہوا کہ قیامت میں تیری شفاعت سے ہزاروں آدمی بخشے جائیں گے
 صاحب زبدۃ المقامات لکھتے ہیں کہ جس روز یہ مژدہ و بشارت
 رسول پاک سے حضرت مجدد کو پہنچے حضرت نے اس کے شکرانے
 میں کچھ کھانا پکوا کر تقسیم کیا اور اس بشارت کا اظہار کیا اسی روز میرے
 ایک دوست نے مجھے کہا کہ جب حضرت مجدد کو ایسی بشارت
 دی گئی تو معاملہ عظمیٰ میں ضرور کوئی نہ کوئی ارشاد وقوع میں آنا چاہیے تھا
 جیسا کہ مہدی موعود علیہ الرضوان کے بارے میں ارشاد عالی ہوا
 میں نے کہا کہ کیا عجب ہے جو حضرت سے اشارہ ہو چکا ہوا وہ اس کا
 علم ہمیں نہ ہو کیونکہ تمام احادیث پر ہمارا تھا را عبور نہیں ہے میرے دوست
 نے کہا کہ جمع الجوامع شیخ سیوطی میرے پاس ہے اور انہیں سے
 بہت کم احادیث باہر گئی ہیں۔ آؤ ہم تم ملکر دیکھیں احصاں ہم
 دو نون نے درباب فضائل امت دیکھنا شروع کیا یکایک حدیث

نکلی ہوئی اُمّتی رَجُلُ یَقَالَ لَهَا صَلَاةٌ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ لِشَفَاعَتِهِ مِنْ
اپنے دوست سے کہا کہ کیا عجب ہی جو اس حدیث سے اشارہ ہمارے
حضرت کی طرف ہو۔ اُسے کہا کہ ہاں احتمال تو ہی یہ کیفیت حضرت مجدد
علیہ الرحمہ نے بھی سنی اور سُکر لے۔

ایک روز بوقت نماز صبح حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے دیکھا کہ آپ کے
سینہ پاک سے ایک بلائے عظیم نکلی اور چلی گئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ
اُسکا آشیانہ بھی نکال دیا گیا اُسکی وجہ سے جو کچھ ظلمت تھی اُسکا کچھ
اثر باقی رہا اور عجیب فرحت و نورانیت پیدا ہوئی اور معلوم ہوا کہ یہ
بلا جو سینے سے نکلی ایک خناس تھا جس سے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ
والسلام پناہ مانگنے پر مامور تھے۔

اور حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو بشارت دی گئی یہ کہ این علوم کہ تو گفتہ و تحریر
نمودہ ہمہ از راست و لغتہ ما خصوصاً علومی کہ در ان نحوئی تردد می اشتہند
اور حضرت مجدد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شریعت را دیدم کہ در محملہ ما
فرود آمدہ چنانچہ کاروانے در سُرُوفِ افرو دآید۔

خاندان نقشبندیہ و مجددیہ میں جو لوگ تاقیام قیامت منجملہ ذکور و اناث
داخل ہونے والے ہیں اُن سب کا نام و نشان مع سکونت و شکل
و شمائل سب حضرت مجدد علیہ الرحمہ پر ظاہر کیے گئے۔

اور یہ بھی حضرت مجدد علیہ الرحمہ پر منکشف ہوا ہے کہ مثل آپ کے ظہور
امام مہدی آخر الزمان تک کوئی شخص باین کمالات معنوی و معاملات
باطنی پیدا نہوگا اور آپ کی تصنیفات امام مدوح کے ملا خطے میں آئیں گی
اور مقبول ہوں گی۔ زبدۃ المقامات۔

جس روز حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ
نے خرقہ پہنایا اُسی وقت تمام بزرگان قادریہ شاہ کمال سے غوث پاک
تک موجود تھے۔ اثنائے خرقہ پوشی میں حضرت مجدد کو خیالِ خواجگان
نقشبندیہ آ یا معا خواجہ باقی سے خواجہ بزرگ تک تمام خواجگان نقشبند
تشریف لائے اور آپ بسیمین بحث ہونے لگی حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو
ہر ایک اپنی طرف کھینچتا تھا غوث پاک فرماتے تھے کہ یہ ہمارا نظر کردہ ہے
خواجہ بزرگ فرماتے تھے کہ اسے ہمارے خاندان میں تعلیم پائی ہے غرض
ایک گروہ دوسرا آیا اور اُسے اسپرسمین مصالحت کرائی۔

دیکھو

حضرت مجدد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں کبھی تہجد کے لیے از خود نہیں
اٹھاتا وقتیکہ مجھ کو غیب سے آواز اذان نہ آئی۔ چنانچہ ایک بار قبل اسکے
کہ میرے کان میں آواز اذان آئے میں اٹھا پر خیال آیا کہ میں کون ہوں
جو اٹھوں اور نماز پڑھوں یہ کہہ کر پھر سو گیا ایک لمحہ نگذرا کہ اذان آگامست

کی آواز چاروں طرف سے بلند ہوئی۔

دیگر

ہندوین جو مزاراتِ انبیاء کرام ہیں حضرت پرظاہر کیے گئے جن سے
دو تین شخص مسلمان ہوئے تھے۔ اور اسرارِ قرآنی بھی حضرت مشکف
ہوئے چنانچہ صاحبِ برکات احمدیہ لکھتے ہیں کہ میں نے ایک روز
حضرت خواجہ معصوم علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ جو کچھ اسرارِ قرآنی حضرت
مجدد الف ثانی سے آپ کو پہنچے ہیں میں بھی اُسکے سننے کا مشتاق
ہوں فرمایا کہ ہاں میں نے بھی حضرت سے کئی بار عرض کیا مگر کچھ ارشاد
نہوا۔ ایک روز جب الحاح و زاری کمال کو پہنچی تو ایک حرفِ قاف
کے اسرار بیان فرمائے اور تاکید بلیغ فرمائی کہ کسی پرظاہر نہ کرنا۔ اسیلے
میں اسکو ظاہر نہیں کر سکتا۔ زبدۃ المقامات۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ
کو پروردگار عالم نے وہ قدرت و قوت عطا فرمائی تھی کہ جسکا حد و حصر نہیں
چنانچہ ایک مشرب سے دوسرے مشرب میں منتقل فرمادیتے تھے حضرت
مخدوم زادہ بزرگ جو مولوی مشرب تھے اُنکو آپ نے محمدی مشرب کر دیا تھا
اور حق تعالیٰ نے حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو اسرارِ قلوب خمسہ کی نعمت
سے بہرہ مند فرمایا ہی خصوصاً اُس مرتبہ عظیم سے جو قلب خامس سے مشتق
ہی اور وہ ایک مقامِ نادر ہی جو ہر ایک ولی اللہ اس راز سے وقت نہیں

اسکی صراحت رسالہ مبدا و معاد میں منجھ حضرت مجد و علیہ الرحمہ نے بیان فرمائی ہے۔ فمن شاء فليرجع اليه۔ اسکے سوا اسرار حقیقت قرآنی و حقیقت کعبہ ربانی و حقیقت بیت المقدس بھی آپ پر منکشف کیے گئے اور وہ احوال و اسرار جو سوائے آفاق و انفس کے ہیں آپ پر ظاہر کیے گئے اور یہ وہ عالی مقام ہے کہ جہاں انفس بمرتبہ آفاق معلوم ہوتا ہے۔

وکیں

حضرت مجد و علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ میری نسبت میری تمام اولاد میں تاقیہ جاری ہے گی کیونکہ حیات میں اُسکا ظہور ہوگا کیونکہ بعد مات مگر کوئی اس نسبت سے محروم نہ ہے گا۔ دُر المعارف۔

بعض حالات عبادات ہر روزہ مع چند کلمات طیبات

آپ کا ایک مرید جسکو خدمت و ضوابط متعلق بہا پیر تھی اسکا بیان ہے کہ مجھکو دن رات میں اسوقت فرصت ملتی تھی کہ جب چند ساعت آپ استراحت فرماتے تھے یعنی دن کو بعد غذا قبلولہ کیوقت اور چند ساعت بعد عشا باقی وقت تمام خدمت گذار یہیں گذرتا ہے۔ اور اسی طرح اپنے مریدین و صحاب کو تاکید فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ دنیا دار لعل ہے اور فرع کشت کار اموات۔

باطن حسین غفلت نہ کرو اور وقت رائیگان نہ کرو۔

ابتدا میں آپ نماز تہجد وضو صبحی نماز فی زوال میں سورہ یسین زیادہ پڑھتے تھے یہاں تک کہ کبھی انہی مرتبہ تک نوبت پہنچتی تھی اور کبھی اس سے بھی زیادہ اور آخر میں متران مجید کا زیادہ شغل تھا تہجد کے بعد مراقبہ بیٹھتے تھے نماز صبح سے پہلے دو گھڑی بطریق سنت آرام فرما کر اوٹھ بیٹھتے تھے تاکہ تہجد بین النومین واقع ہوا سکے بعد نماز صبح میں مشغول ہوتے تھے۔ بعد نماز کے وظائف و اوراد مسنونہ پڑھ کر حلقہ صحابہ میں متوجہ و مراقبہ رہتے تھے پھر چار رکعت نماز اشراق بطول قنات و دیگر وظائف مسنونہ معمولی سے فارغ ہو کر محل میں جاتے تھے اور عیال و اطفال کی خبر گیری سے مطمئن ہو کر باہر تشریف لاتے اور احوال باطنی طلباء سے پوچھتے اور نکات و اسرار بیان فرماتے تھے اور اتباع سنت و دوام ذکر و حضور و مراقبہ و بصغای حال کی تاکید فرماتے اسکے بعد تخلیف میں نماز صبحی پڑھ کر کھانا تناول فرماتے اور کھاتے وقت تمام حاضرین کو حصے تقسیم کرتے اگر اس وقت کوئی موجود نہ رہتا تو اس کا حصہ رکھ دیتے تھے۔ دن رات میں ایک ہی آپ کے کھانے کا وقت تھا اور وہ بھی تھوڑا سا کھاتے تھے اور بعد تناول طعام ادعیہ مانورہ پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ افسوس گر سنگی میں مجھے پوری اتباع

سرور دین و دنیا نہوسکی اور فرماتے تھے کہ کھانے سے بڑھ کر کوئی چیز
ایسی نہیں جو عارف کو ملکیت سے بشریت کے نزدیک پہنچائے
اختصرات دن ذکر خدا اور رسول و انوار عبادات و ہدایت مخلوق میں
مشغول رہتے تھے اور تھوڑی سی رستراحت فرماتے تھے اُس خواب کو عین
بیداری سمجھنا چاہیے کیونکہ یہ سحر کرشمہ وصلح خواب مئی ایم
نہی مراتب خوابی کہ بہ زبید الیت

بعض کلمات طیبات

بحیب است از بعضی درویشان خام ناتمام کہ کشف خود را اعتبار نموده
بالکار و مخالفت دین شریعت باہرہ اقدام می نمایند و حال آنکہ حضرت
موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بآن مرتبہ علیا کہ بعد از پیغمبر ماوراء
اگر زندہ می بود غیر از متابعت دین شریعت نمی کرد این تہی دستان
بے سرو برگ را چہ

دیگر

ہرچہ باعطا کردہ اند بہ محض فضل و صرف کرم میدانم اما اگر مثلاً امر بہانہ
کرم باشد آن متابعت سید الاولین و الاخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
خواہد بود کہ مدار خود را بران می دانم ہرچہ باو دادہ اند از راہ این اتیان

واده اند جزئیاً و کلیاً و هر چه نداده اند از آن نداده اند که از ما در اتباع تم نقصان
بجکم بشریت رفته باشد (مبدأ و معاد)

و دیگر

در اعتکاف ماه رمضان با صیام خود فرموده اند که هزار یاری
به نیم متابعت نه خرم صد گرفتاری را ب حصول یک متابعت قبول داریم
اما هزار تنبل و انقطاع را بے توسل متابعت قبول نداریم سه
آن را که در سرای نگاریت فارغست از باغ و بوستان و تماشای لاله زار

و دیگر

امام من درین کار کلام الهیست و پیر من درین امر قرآن مجید اگر هدایت
قرآن نمی بود راهی بجانب عبادت معبود بحق نمی کشود درین راه هر لطیف
و اطف ندای انا الله میزند و دور و نده راه را اگر قرار پرستش خمومی سازد
اگر چو نیست خود را بصورت بیچونی و امی نماید اگر تشبیه است خود را به
تغزیه جلوه گرمی گرداند و ریخا امکان بوجوب ممتزج است و حدوث بقدم
مختلط اگر باطل است بصورت حق بنوید است و اگر ضلالت است بصورت
هدایت پیدا است بیچاره سالک حکم مسافر غمی دارد که بهر کی هزار بی گویان
رومی آمد حضرت حق سبحانه تعالی خود را بخالق السموات و الارض
می ستاید و رب المشرق و المغرب می فرماید و در وقت عروج چون این صفات

را بر آن باطله متخیله عرض نموده شد بی اختیار با نامودند و در و بر و آل آوردند
 لاجرم لاجب الآفلین گویان ر و از همه تافت قبله توجه جز ذات مجب
 الوجود نه ساخت الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا
 أَنَّهُ هَدَانَا اللَّهُ لَقَدْ جَاءَتْكَ رُسُلٌ مِنَّا بِالْحَقِّ -

دیگر

مستحب را مردم چه دانسته اند مستحب دوست داشته اوست سبحانه تعالی
 اگر دنیا و آخرت را بیک عملی که دوست داشته حق عز و جل باشد بدو
 هیچ نداده باشد - زبدة المقامات -

دیگر

اگر کلمه لا اله الا الله بود راهی بجناب قدس خداوندی جل سلطان که می نمود
 و نقاب از چهره توحید که می کشود و فتح ابواب که می فرمود کوه کوه صفات
 بشریه با استعمال کنند این لاکنده می شود و عالم عالم تعلقات ببرکت تکرار
 این نفی منتفی می گردد و نفی آن آنکه باطله را منتفی می سازد و اثبات آن
 معبود حق را جل شانه مثبت سالک در ارج امکانی را بحد و قطع می نماید
 و عارف به ارج و چوبی ببرکت او ارتقامی فرماید اوست که از تجلیات صفات
 می برد و از تجلیات صفات به تجلیات ذات می رساند شعر

تا بجای و ب لاند و بی راه	نرسی در سرا لالا اند
---------------------------	----------------------

والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه وعلی اله
الصلاة والتسلیات اتمها واکملها صبد اذی معاد

در فضائل آن می فرمایند که این کلمه طیبه جامع کمالات و لاییت و نبوت است
چون مردم تعجب دارند که بیک گفتن این کلمه چگونه دخول جنت میسر شود
و محسوس و مشهود این فقیر شده که اگر تمام عالم را بیک گفتن این کلمه
بخشد و بیشت فرستند گنجایش دارد و اگر برکات این کلمه را قسمت کنند
تمام عالم همه ابد الآباد معمور و سیراب گردند.

و نیز فرموده اند که حصول برکت و ظهور عظمت این کلمه باعتبار درجات
آن است هر چند گوینده عظیم تر برکت و عظمت آن بیشتر از بده المقامات.

دیگر

مردم هوس ریاضتها و مجاهدت های نمایند هیچ ریاضت و مجاهده برابر رعایت
آداب نماز نیست لایمانان های فرض و واجب و سنن ادائی نماز بنوعی که
فرموده اند پیش شکل است لهذا حق تعالی جل شانہ می فرماید اَللّٰهُ الْكَبِيرُ
الْاَعْلٰی الْخَاشِعِیْنِ.

دیگر

و قتی که سفر می کردند در ایام سنه می کردند و مقید بساعات نجومی نبودند
و می فرمودند که نخست بعد از ولادت آن سرور عالم صلی الله علیه و آله و سلم

مرتفع شده بتائید این حدیث که ایام ۱۴ یام الله والعباد عباد
الله زیادة المقامات

دیگر

معرفت خدای عزوجل بران کس حرام است که خود را از کافر فرنگ بهتر داند

دیگر

الهی چیست اینکه اولیای خود را کردی که باطن ایشان زلال خضرست هر که
قطره از آن چشید حیات ابدی یافت و ظاهرا ایشان هم قائل است هر که
بآن نگرست بموت ابدی گرفتار آید ایشانند که باطن ایشان رحمت است و
ظاهرا ایشان رحمت باطن بین ایشان از ایشان است و ظاهرا بین ایشان از
بدلیشان بصورت جو نا اند و بحقیقت گندم بخش بظاهرا عوام بشیرند و باطن از
خو ص ملک بصورت بر زمین اند و بمعنی بر فلک حبیس ایشان از شقاوت
رسته و انیس ایشان به سعادت پیوسته اُوَیُّنَاكَ حَرْبُ اللَّهِ اَلَا اِنَّ حَرْبَ اللَّهِ
هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

دیگر

هرگز نپرستیم خدای را که در حیطه مشهود و مرئی گردد و معلوم شود و در دهم
و خیال نگنجد چه مشهود و مرئی و معلوم و موهوم و متخیل در رنگ شاهرورائی و عالم دهم
و متخیل و مصنوع و محدث است ع آن لقمه که در دهان نگنجد ظلم

مقصود از سیر و سلوک خرق حجب است حجب و جوہی ہشیا مکانی تا وصل
 عریانی میسر آید آنکہ مطلوب را در قید آرنند و صب نمایند شمع
 غشا شکار کس نشود دام باز چین کا اینجا ہمیشہ باد بدست است دم را
 دیگر

ہرچہ در دیدہ دانش می آید مقید است و از صرافت اطلاق قنزل مطلق
 است کہ از جمیع قیود منزہ و مبری باشد پس ماورای دید و دانش
 او را باید حجت این معاملہ و رامی طور نظر عقل است چہ عقل
 ماورای دیدہ دانش را جستن محال می دانند
 رازہرون پرده زرنندان مست پرست
 کین حال نیست صوفی عالی مقام را

حال وفات آن برگزیدہ خالق الارض و السموات

غیر پیشہ و راقم ہوا چاہتا کہ رحلت کا ڈکھا بجا چاہتا کہ
 راویان صدق بیان تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت مجدد علیہ الرحمہ
 فرمانے لگے کہ جو کمال کہ جسکا حصول نفع انسان میں ممکن تھا حق تعالیٰ
 نے بطفیل سید انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چکوسر فرما فرمایا اس ارشاد
 سے عموماً حاضرین مجلس خصوصاً مخدوم زادگان عالیشان ہت پریشان

اور دو رکعت نماز کی نیت کر لی اور اسی ذکر و نماز میں واصل حق ہوئے
 رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ ابدیہ ۲۸۔ ماہ صفر ۳۲۷ھ ہجری روز شنبہ یہ واقعہ ہوا
 بعد رحلت بوقت غسل تمام حاضرین نے دیکھا کہ آپ کے ہاتھ بطور نماز
 دست بستہ تھے اور مشغول عقد انامل اور مسکرا رہے تھے اُس وقت
 حاضرین سے اک شور و غل اٹھا اور یہ کرامت اس مضمون کی مصداق ہوئی کہ
 یاد داری کہ وقت آمدنت ہمہ خندان بوند و تو گریان
 ہمچنان زمی کہ وقت مردن تو ہمہ گریان شوند و تو خندان
 الحاصل دونوں ہاتھ جو بطور نماز بندھے ہوئے تھے غسل لینے والوں
 نے کھولے پھر تھوڑی دیر بعد وہ بدستور ہو گئے و چار مرتبہ جب ایسا
 ہوا تو حضرت خواجہ محمد سعید علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ چھوڑ دو حضرت کی
 مرضی پر اب نہ ستاؤ غرض بعد تکفین حضرت مخدوم زادہ موصوف نے نماز جنازہ
 پڑھائی اور دفن کیا۔

مولانا بدر الدین سہروردی فرماتے ہیں کہ بروز وصال آن قطب فی کمال کنار ہائے
 آسمان نہایت سرخ ہو گئے تھے اور بزرگوں نے کہا ہی کہ سرخی آسمان
 گریہ آسمان ہوا ورموت کاملین پر ایسا ہوا کرتا ہے۔

خواجہ معصوم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے بعد رحلت حضرت
 کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ سوال منکر نکیر میں کیا حال رہا فرمایا کہ پروردگار عالم

نے مجھے اجازت چاہی کہ اگر تو کہے تو دو فرشتے تیرے پاس آئیں
عرض کیا کہ الہی تو میرا صاحب ہو اور مختار ہی بین چاہتا ہوں کہ وہ میرے
تخلیے میں نہ آئیں پس پروردگار عالم نے محض اپنے فضل و کرم سے
میرا معروضہ قبول فرمایا اور خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے
فتار کی کیفیت پر بھی تو فرمایا کہ ہوا اگر تھل قلیل۔

خواجہ محمد سعید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بعد رحلت میں صبح کے وقت
بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت تشریف لائے اور میرے بستر پر بیٹھ گئے اور
مجھ کو اپنی گود میں لیا اس وقت مجھے ایسی ہیبت مستولی ہوئی کہ میرے تمام
بدن میں لرزہ پڑ گیا تھوڑی دیر کے بعد نظر سے غائب ہو گئے۔

شیخ سیر محمد جو ایک فاضل شخص تھے انکے بیان ہے کہ نماز ظہر میں میں نے
حضرت کو چشم خود شریک جماعت دیکھا میرے اور حضرت کے درمیان میں
تھوڑی جگہ خالی تھی حضرت نے مجھ کو اپنی طرف کھینچ لیا ابتداء نماز
اہتمام میں نے انکو اپنے برابر کھڑے ہوئے دیکھا بعد سلام کے چشم نظر سے غائب ہو گئے
آمدی و آتشم برجان زدی زفتی و بر آتشم دامان زدی

ذکر حضرت ایشان خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ عروۃ الثقی

صاحب نبدۃ المقامات لکھتے ہیں کہ آپ کی پیدائش اشوال مستہمیری

میں ہوئی آپ حضرت مجدد صاحب کے تیسرے صاحبزادے ہیں
 حضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مجھ کو اسکی پیدائش بہت مبارک ہوئی
 کیونکہ بعد ولادت اس نونال کے میں اپنے شیخ کی خدمت میں گیا اور
 پایا جو کچھ پایا اور ایک مکتوب میں آپ کے وصف میں ارشاد حضرت قطب الارشاد
 ہو کہ وی بالذات قابل این دولت ست۔ اور فرماتے ہیں کہ تین برس کی
 عمر سے یہ لڑکا کلمات توحید کہتا تھا اور حقیقت میں گفتگو کرتا تھا کہ میں آسمان
 و زمین و دیوار و درخت سے ۵
 چون زینجا کز سپند و تابعد
 نام جملہ چیزیں یوسف کردہ بود
 خواجہ ممدوح نے سولہ برس کی
 عمر میں بتوجہ والد ماجد خود تحصیل علم سے فراغت حاصل کر کے علم باطنی کی
 طرف متوجہ ہوئے اور تھوڑے عرصے میں کمال کو پہنچے انھیں دنوں
 میں خوابہ ممدوح نے خواب دیکھا کہ ایک نور مجھ سے پیدا ہوا اور تمام عالم
 کو منور کر دیا اور فرماتے ہیں وہ نور سما گیا اس خواب کی تعبیر حضرت مجدد
 علیہ الرحمۃ نے یہ فرمائی کہ تو قطب الوقت ہو گا اور یہ بات ہماری تو یاد رکھنا۔
 ایک مکتوب میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ خاطر ہمیشہ متوجہ
 احوال شماست و خواہان کمال شما دیر و بعد از نماز بامداد مجلس سکوت
 و اشم ظاہر شد خلعتی کہ دہستم از من جدا شد و خلعت دیگر بمن متوجہ شد
 کہ بجای آن خلعت نشیند بخاطر آنکہ این خلعت زائلہ را بکسی خواہند داد

یابنہ و آرزوی آن شد کہ آن را بفرزند محمد معصوم بدہند بعد از لحم وید کہ بفرزند
مرحمت فرمودند و آن خلعت اورا تمام پوشانیدند و آن خلعت را نیکو بنایت
بہر معاملہ قبولیت بود الخ۔

حسنی علیہ السلام کہتے ہیں کہ آپ کے دسترخوان پر چار چار ہزار
آومی کھانا کھاتے تھے اور چار چار ہزار کا خلعت ہوتا تھا اور ہر ایک
کے حسب وخواہ کھانا پکیتا تھا۔

ایک بار آپ کو پیشاب کی حاجت ہوئی آپ نے ایک مرید سے کہا کہ تو
میرے عوض پیشاب کر آوہ آپ کے عوض پیشاب کر آیا۔ منہ
حضرت ممدوح ایک روز مراقب تھے چند آزاد آئے اور کہنے لگے کیا
پنیک میں بیٹھے ہو آپ نے آنکھ اٹھا کر دیکھا وہ سب ولی ہو گئے۔ منہ
ایک بار زینب النساء دختر اورنگ زیب عالمگیر نے جو آپ کی مرید تھی ایک
شمعدان زبرجد کا نذر کیا چند روز کے بعد پھر اُس نے آکر جو دیکھا تو وہ شمعدان
گرد آلود ایک کونے میں پڑا ہوا ہی بہت افسوس کیا اور عرض کیا کہ یہ
زبرجد کا شمعدان ہی حضرت نے فرمایا ہوگا الغرض یہ بے پروائی
دیکھ کر اُس کے بالعوض لاکھ روپے نذر کیے آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا
کہ جاتیرا حشر خاتون جنت فاطمہ کے ساتھ ہوگا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ منہ
صاحب خزینۃ الاصفیاء کہتے ہیں کہ داراشکوہ خلف شاہجہان

ملا شاہ قادری کا مزید تھا اور اوزنگ زیب عالمگیر کو حضرت غزوۃ ثلثی
 سے شرف بیعت حاصل تھا۔ اُن دونوں میں سخت عداوت تھی اس
 سبب سے داراشکوہ بزرگان سہند سے کچھ کم ورت رکھتا تھا جو وقت
 حضرت ممدوح مدینہ منورہ میں پہنچے تو سنا کہ داراشکوہ شاہ جہان کا
 ولیعہد ہوا ہے اسلئے حضرت کو فکر ہوئی اور روضۂ پاک شاہ لولاک پر بغرض
 رخصت حاضر ہوئے اور مراقب ہو کر عرض کیا کہ مجھ کو ہندوستان جانے
 میں کیا ارشاد ہے کیونکہ میرے تمام وابستگان وہاں ہیں اور داراشکوہ کو
 اس خاندان کے ساتھ عداوت ہے ایسا نہ ہو کہ وہ تکلیف دے پس خواجہ نے
 دیکھا کہ سرور نام علیہ الصلوٰۃ والسلام شمشیر بکف تشریف فرما ہوئے اور
 فرمایا کہ جو تیرا دشمن ہے اُسکے لیے یہ شمشیر قہر آبی بس کرتی ہے۔ جب آپ
 مراقبہ سے فارغ ہوئے فرمایا کہ داراشکوہ مارا گیا اور ویسا ہی ظہور ہوا۔
 محمد صدیق پشاور کی کہتے ہیں کہ میں پشاور سے بغرض شرف ملازمت
 خواجہ بسوا علیہ السلام سے شہر روانہ سہند ہوا اتفاقاً شترچاک کر دوڑا اور میں اس
 علیحدہ ہوا مگر میرے پانوں رکاب میں پھنس گئے اُسوقت میں سخت
 پریشان ہوا اور اپنے شیخ کو یاد کیا یاد کے ساتھ ہی حضرت خواجہ بذات
 خود تشریف لائے اور شتر کو روک دیا اور میرا پانوں جو رکاب میں پھنس گیا
 تھانکا لا اور غائب ہو گئے۔

اسی طرح ایک روز لب دریا میں کپڑے دھو رہا تھا یکایک پانٹون پھسلا اور
 میں دریا میں گر پڑا غوطہ کھانے لگا قریب تھا کہ میں ڈوب جاؤں حضرت
 کا خیال آیا معا آپ تشریف لائے اور مجھے دریا سے نکال کر غائب ہو گئے
 اسی طرح ایک دن غلبہ سکر سلطان الافکار کے میں جنگل کی طرف نکل گیا
 اور ایسی جا جا پہنچا کہ جہاں انسان کا گذر نہ تھا جب ہوش آیا
 تو میں متوحش ہوا جس طرف دیکھتا تھا حضرت کی صورت نظر آتی تھی۔ منہ
 نقل یہ کہ ایک شخص جو حضرت کا ہم صحبت تھا اس پر ایک حسین عورت
 عاشق ہوئی ایک روز دونوں تنہا تھے شہوت نفسانی کا غلبہ جا نہیں
 سے ہوا قریب تھا کہ مرکب عصیان ہوں خواجہ صاحب دروازے سے
 آتے ہوئے نظر آئے اور دونوں نے دیکھا خواجہ نے فرمایا خبردار ایسا کام
 نہ کرنا اس کراست کے رعب سے عورت بیہوش ہو گئی اور وہ بھاگ گیا۔ منہ
 ملا حسن کا بی فرما سنے میں کہ حضرت خواجہ معصوم علیہ الرحمہ متکلف تھے
 اور میں خدمت شریف میں گیا اس وقت آپ آرام فرما رہے تھے اور منہ پر
 چادر پڑی ہوئی تھی میں نے اپنے جی میں کہا کہ بزرگوں کو ایسا خواجہ غفلت میں نہ
 زیا نہیں اس خطرے کے ساتھ ہی آپ بیدار ہوئے اور فرمایا کہ ۵

سبح کر شتم و صلش بخواب می دیدم نہی مراتب خوابی کہ بہ زبیر است
 وہ کہتے ہیں کہ میں اس جواب سے نہایت منفعل ہوا اور عفو قصور کا خواستگار ہوا۔

میر عسکری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں ایک شخص کا لڑکا مر گیا
اُسکے والدین رونے پٹنے لگے اور غایت پریشانی سے حضرت خواجہ
کے دامگیر ہوئے کہ آپ توجہ فرمائیے تاکہ یہ زندہ ہو جائے آپ اُس
مردے کے سر ہانے بیٹھ گئے اور متوجہ ہوئے تھوڑی دیر میں اُس میں
حرکت پیدا ہوئی اور پھر بالکل اچھا ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔

ملا پائندہ نام آپ کا ایک مرید تھا کسی شیعہ سے کچھ تکرار بحث ہوئی کیونکہ
وہ صحاب کبار کی شان میں الفاظ ناشائستہ کہہ رہا تھا آخر کار اُس کو غصہ
آیا اور اُس نے اُس شیعہ کو مار ڈالا اُس کے عزیز واقارب نے نالش کی
اور وہ گرفتار ہوا۔ حاکم نے کہا کہ تم اس کے گواہ پیش کرو کہ اس نے فلان
کے رویرو صحاب کو برا کہا تھا اب یہ مجبور ہوا کیونکہ اُس وقت کا کوئی
گواہ نہ تھا سخت پریشان ہوا اور اپنے شیخ کو یاد کیا معاً آپ تشریف لائے
اور برسرِ اجلاس حاکم سے یہ کہا کہ ملا پائندہ سچ کہتا ہے اور اس کا ثبوت
یہ ہے کہ متوفی کی قبر کھولی جائے اور دیکھا جائے کہ اُس کا منہ قبلہ کی طرف
ہو یا اُس کی پشت قبلہ کی طرف ہو اگر اُس کی پشت قبلہ کی طرف ہو تو بیشک اُس نے
اصحاب کبار کی شان میں بے ادبی کی ہے اور ملا پائندہ سچا ہے حاکم نے
ویسا ہی کیا دیکھا کہ مردے کا منہ قبلہ سے پھرا ہوا ہے اور پشت قبلہ کی طرف
ہو پس حاکم نے بڑی تعظیم کی اور اُن کو رہا کیا۔

نقل ہے کہ ایک شخص جو حضرت کے مرید کا پڑوسی تھا جہاز میں مع مال و اسباب سوار ہوا اور جہاز تباہی میں آیا قریب تھا کہ جہاز غرق ہو اُس نے نیت کی کہ اگر میرا جہاز اس ہلکے سے بچے گا تو میں حضرت خواجہ کو ہزار روپیہ نذر کروں گا اس نیت کے ساتھ ہی وہ جہاز تباہی سے نکلا اور وہ شخص مع مال صحیح سالم گھر کو پہونچا اور حضرت کی خدمت میں پانسو روپیہ لیکر حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ تجھے ہزار روپیہ کا وعدہ کیا تھا اب پانسو دیتا ہوں وہ شخص نہایت شرمندہ ہوا اور پانسو روپیہ نذر کیے۔ خرمیتہ صلیا

حضرت خواجہ حجتہ المد محمد شبن ثانی رحمۃ اللہ علیہ

فرزند دوم حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ لقب شرف الدین حجتہ المد او کنیت ابو القاسم ہر آپ کی ولادت (۲۷) رمضان یوم جمعہ ۳۲۴ھ ہجری میں واقع ہوئی اور (۲۹) محرم ۳۷۱ھ ہجری کو وفات پائی حضرت مجددی مد عنہ حضرت ایشان سے فرماتے تھے کہ یہ فرزند تمہارا کمالات قرب الہی میں میرے برابر ہو گا حضرت خا دن الرحمہ فرماتے تھے کہ یہ فرزند ظاہر و باطن میں مثل اپنے باپ دادا کے با کمال ہو گا قبل بلوغ کے تحصیل علوم ظاہر سے اپنے والد ماجد کی خدمت میں فراغت پائی اور اسرافتہ و حدیث میں پایہ اجتہاد رکھتے تھے خصوصاً تفسیر میں معانی عجیب و غریب

فرماتے تھے سلوک باطن اپنے والد ماجد سے آخر تک حاصل کیا آپ کے
 والد ماجد فرماتے تھے کہ جب وہ میرے پاس آتے ہیں دل بے اختیار
 او کی تعظیم چاہتا ہوں ایک بار اپنے والد ماجد کو آپ نے لکھا کہ درین روز ہا
 باہمات غریبہ و خطابات عجیبہ سرفراز می نمایند انت من اولیائی وانت
 من عبادی الصالحین وانت من الذین لا خوف علیہم ولا هم یحزنون
 یحزنون روزی می بیند کہ وصول این احقر بانجناب مقدس بے توسط
 احدیست درین میان صورت مبارک حضرت شمایا ہر شد و خود را و انحضرت
 را مترویکی یافت وہاں وقت نزول بی کیف باخیر و برکت ظاہر شد
 امیدوار تصدیق ست حضرت ایشان نے جواب میں لکھا رقعہ شریفہ خوشوقت
 ساخت ترقیات شمایا بجائے رسید کہ شرکت در معاملات بہر سید و مکاشفات
 شمارا چہ احتیاج تصدیق ست ہمہ تصدیق در تصدیق ست ایک بار آپ
 کے بعض حقائق اور معارف کے جواب میں حضرت ایشان نے تحریر فرمایا
 این معارف کہ شمایا گوئید اسرار مقطعات قرآنی ست کہ پروردگار بفضل
 خود بر شمایا ہر ساخت و این ہر اسرار خاصہ حضرت مجد الف ثانی ست کہ شمارا
 نیز بران آگاہ ساختند حضرت ایشان نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ہکو خلعت مرصع و تاج مکمل سے سرفراز فرمایا وہ خلعت قطیبت ارشاد
 منصب قومیت کا تلمو مبارک ہو۔ آپ زیارت حرمین شریفین سے مشرف

ہوئے وہاں کے لوگ بھی مثل مردم ہندوستان کے آپ کے
فیوض سے منتفع ہوئے از مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ۔

ذکر قبائے عالم حضرت محمد زبیر علیہ الرحمہ

ولادت اکی روز و شنبہ پنجم ذیقعدہ ۱۰۹۳ھ ہجری میں ہوئی لقب شمس الدین
اور کنیت ابوالبرکات ہی حضرت حجۃ اللہ علیہ الرحمہ جو آپ کے جد امجد ہیں
تعلیم و تربیت ظاہری و باطنی انھیں سے آپ نے پائی ہی آپ کا نسب نامہ
یہ ہی حضرت شیخ محمد زبیر بن حضرت شیخ عبدالعلی بن حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند
ثانی بن حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم بن امام ربانی حضرت مجدد ملت
ثانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین صاحب دُر المعارف لکھتے ہیں کہ آپ صلوٰۃ
الاولا میں دس پارے قرآن مجید کے پڑھتے تھے اسکے بعد مردون کا حلقہ ہوتا
تھا اور آپ توجہ دیتے تھے پھر دو تھانے میں تشریف لیجا کر عورتوں کا حلقہ کرتے
تھے اور اسی رات کو چند گھڑی آرام فرما کر تہجد کے لئے اٹھ بیٹھتے تھے اور تہجد کی نماز
میں چالیس یا ساٹھ مرتبہ سورہ یسین پڑھتے تھے بعد ازاں چاشت تک
مراقب رہتے تھے پھر مردون کا حلقہ ہوتا تھا اور آپ توجہ دیتے تھے
پھر تھوڑی دیر قبلولہ نہرا کر بقرأت طویل نماز فی الزوال پڑھتے سنتے
پھر ختم خواجگان پڑھ کر نماز نہرا داکرتے تھے بعد ازاں تلاوت قرآن مجید

کر کے کھانا تناول فرماتے رات دن میں یہی وقت آپ کے کھانے کا تھا
 بعد عصر کے مشکوٰۃ یا مکتوبات امام ربانی کا درس فرماتے تھے غرض کہ تمام دن
 توجہ دیتے اور ہدایت خلق میں مصروف رہتے تھے جب مکان سے مسجد
 میں تشریف لاتے تھے تو امر اپنے دو شاہ لے اور پگڑیاں مکان سے مسجد
 تک بچھا دیتے تھے تاکہ قدم مبارک زمین پر نہ پڑے اور اگر کسی مریض کی
 عیادت یا دعوت میں جانے کے لیے سوار ہوتے تو بادشاہوں کی طرح سواری
 جاتی تھی ایک روز دہلی کی جامع مسجد کے پتھر سے آپ کی سواری نکلی حضرت
 شاہ گلشن علیہ الرحمہ نے دیکھا کہ ایک شخص پالکی میں سوار ہے اور بہت سی
 پالکیاں اُسکے پیچھے چلی جاتی ہیں اور مجمع کثیر ان پالکیوں کے ہمراہ ہے اور
 انوار الہی اس طرح محیط ہو کہ پالکی سے لیکر آسمان تک نور درخشان کا ایک ستون
 معلوم ہوتا ہے اور تمام درو دیوار نور سے منور ہیں حضرت شاہ گلشن علیہ الرحمہ
 نے اپنے سر سے پرہانی کلمی اتار کر ڈال دی اور اپنے مریدوں سے کہا کہ
 اسکو جلا دو اُنھوں نے اُسکا سبب پوچھا فرمایا کہ اس امیر کی سواری پر
 ایک ایسا نور ہے کہ میں نے کبھی اپنی کلمی میں نہیں دیکھا باوجودیکہ اس
 کلمی میں تیس برس تک بیاضت کی ہے کسی نے عرض کیا کہ یہ سواری حضرت
 محمد زبیر علیہ الرحمہ کی ہے آپ نے فرمایا الحمد للہ کہ ہمارے ہی پیر زائے ہیں
 ہماری آبرو باقی رہی اور اپنے مریدوں کو حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں بھیجا

اور فرمایا کہ جس کا حضرت تشریف لے گئے ہوں ہر کو مرید کرنا جائز نہیں انتہی۔
 ارشاد رحمانی میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ حضرت قبلہ عالم
 بعد ظہر کے دو رکعت نفل میں ہر روز قرآن مجید ختم کرتے تھے اُسکے بعد کھانا
 کھاتے تھے اور حقہ پیتے تھے پھر وضو کر کے نماز عصر پڑھتے تھے۔
 صاحب خزینۃ الاصفیاء لکھتے ہیں کہ خواجہ محمد روح تمام دن میں چوبیس ہزار
 نفی اثبات اور پندرہ ہزار اسم ذات بحسب دم پڑھتے تھے اور بعد صلوٰۃ او این
 کے دس ہزار بار نفی اثبات پڑھ کر مریدوں کو توجہ دیتے تھے۔
 حسن معاملہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت قبلہ عالم حقہ پیتے تھے بچا پانی کے عرق کڑوا
 ڈالا جاتا تھا اور تنباکو میں بجائے گڑ کے مصری ڈالی جاتی تھی۔
 صاحب دُرُ المعارف تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ عالم منہ میں مصری رکھتے
 تھے بات چیت بہت کم کرتے تھے اسلئے کہ انسان پر بیشتر آفات ایسی وجہ
 سے ہوتے ہیں اور خموشی سے اکثر بلیات دور ہوتی ہیں۔

عالم طفلی میں انوار ولایت جبین مبارک سے درخشان تھے اس عمر میں بڑا استغراق
 تھا تحصیل سبق میں اکثر غیبت ہو جاتی تھی حافظا کلام اسدو عالم کثیر العبادت صاحب
 مقامات و مصدر کرامات تھے کمالات باطنی میں ختم المشائخ اولاد امجاد حضرت مجدد
 رضی اللہ عنہ کے ہوئے اپنے وقت کے قطب ارشاد و مرجع خلق و عباد تھے ہستیا
 و عبادت و اتباع سنت جو آپ سے ظاہر ہوا فوق طاقت بشری کے تھا ایک طالب نے

عرض کیا کہ تمام بستی احمدیہ ایک توجہ میں عنایت فرمائے فرمایا کہ معمول نہیں اور تخیل کا اوسکے حوصلہ نہیں اسنے الحاح کیا آپ نے توجہ میں القا فرمایا وہ تاب نہ لایا اور انتقال کر گیا ایک بار کسی شاعر نے چاہا کہ شعرا اپنے عرض کیے فرمایا ان چیزوں کے سننے کی فرصت نہیں۔

ایک بیمار آپ کے صحابہ میں سے حالت نزع میں تھا و عیال کثیر و اولاد صغار رکھتا تھا آپ کو اون پر شفقت آئی اوسکو اپنے ضمن میں لے لیا اور شفا پائی ساہا سال زندہ رہا آپ کے وصال کے دن وہ بھی انتقال کر گیا۔ وفات آپ کی روز چہار شنبہ چہارم ذیقعدہ بعمر اوشٹھ سال واقع ہوئی مدت ارشاد سی و ہشت سال ہو خلفا آپ کے اولاد امجا و حضرت مجدد رضی اللہ عنہ سے اور اونکے علاوہ بہت بہن دہلی میں وصال ہوا آپکا جنازہ سہ ہند کو لیکے جسوقت آپکا جنازہ دہلی سے سہ ہند کی طرف لیچلے راستے میں چند سوار آپ کے جنازے کے آگے آگے باوب تمام ہمراہ تھے لوگوں نے اونسے پوچھا تم کون ہو کہاں سے آئے ہو اونھوں نے کچھ جواب نہ دیا جب لوگوں سے بہت تنگ کیا تو غائب ہو گئے معلوم ہوا کہ ملا تھے از مناقب احمدیہ مقامات سعید یہ۔

ذکر حضرت خواجہ ضیاء اللہ قدس سرہ

اسرار محبت میں لکھتے ہیں کہ آپ تاج کشمیر تھے ایک ایک لاکھ کا آپ کا

خیمہ تھا طلب خدا میں حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام مال و اسباب راہ خدا میں لٹا دیا اور کمال و تکمیل پر فائز ہو کر خلافت پائی۔ مشہور ہے کہ خواجہ موصوف حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ کی اولاد میں تھے۔ ہدیہ احمدیہ۔

پادشاہ دہلی کو حضرت خواجہ سے بہت اعتقاد تھا چاہا کہ آپ کی کچھ خدمت کرے مگر آپ نے قبول نہ کیا آخر کار جب بہت مہر ہوا تو حضرت نے سات روپیہ ماہوار قبول کیے اور کہا کہ اتنا گزر کو کافی ہے۔ آپ بڑے سخی تھے لوگوں کو قرض لیکر دیا کرتے تھے جب یہ کیفیت شاہ دہلی کو معلوم ہوئی تو اُسے حکم دیا کہ کوئی حضرت سے قرض نہ مانگے سب اپنے پاس سے لے دیا کرتا تھا۔ حسن معاملہ۔

محمود خان قندھاری رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے متقی تھے ابتدا میں انگریزوں کی نہ تھی مگر نکاح ہو گیا تھا اور اُنکے علاج سے اطباء عاجز آ گئے تھے اُنکے چچا عبد الرحمن خان صاعف علاج کے لیے بریلی کو لی گئے تھے اُنکے راہ میں حضرت خواجہ کی نظر اُن پر پڑی فرمایا کہ محمود ادھر آجھرے میں میرا پاجامہ رکھا ہے اُسکو پہن لے اسکو نامرد بھی پہن کر مرد ہو جائے ہیں محمود خان نے معافی حکم کی فوراً آثارِ رجولیت معلوم ہوئے اپنے گھر آئے اور چند روز تک رہے بعد اولے حاجت خدمت خواجہ میں حاضر ہوئے

چھ مہینے میں ولایت حاصل ہو گئی۔ حسن علیا۔

حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ حضرت خواجہ ضیاء اللہ علیہ الرحمۃ کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص سب سے مجھدی مجسم دیکھنا چاہے تو خواجہ ضیاء اللہ کو دیکھے رحمۃ اللہ علیہ اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ خواجہ عظیم پچھلی رات کو اٹھ کر گریہ و زاری کرتے تھے اور لوگوں کو بھر بیدار کرتے اور کہتے تھے کہ تمہارا فوس ہو کہ تم محبت خدا کا دم مانتے ہو تمہارا دوست جاگتا ہو اور تمہاری طرف متوجہ ہو اور تم سو رہے ہو اور اس سے غل ہو و دعویٰ محبت میں تم بالکل جھوٹے ہو ورنہ عاشقوں کا تو یہ حال ہے کہ رہائی مجنون بخیال زلف لیلیٰ در دشت در دشت بستی لیلیٰ گشت می گشت می گشت بدشت و برزبان نش لیلی لیلی می گفت تارہ بان نش می گشت تم کلامہ العالمی در المعارف تاریخ وفات ۱۲۔ ربیع الاول ہو مزار شریف سہ زمین ہی۔

ذکر امام الطریق محبوب خلاق حضرت شاہ محمد آفاق قدس سرہ اب جمیع صفات موصوف و جمیع کمالات مشہور و معروف تھے علم ہدوی و معنوی سے بہرہ ور نور حقائق و معارف سے منور تھے آپ کا نسب

حضرت شاہ محمد آفاق بن احسان الدخان بن شیخ محمد انظر الخاطب بہ نواب
 انظر الدین خان بن حضرت شیخ محمد نقی بن حضرت شیخ عبد الاحد دلیل اللہ الصمد
 المعروف بہ شاہ گل المتخلص بہ وحدت بن حضرت خازن الرحمتہ خواجہ محمد سعید
 بن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین آپ کو حضرت
 خواجہ ضیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت و فیض صحبت حاصل تھا۔
 صاحب ہدیہ احمدیہ کتاب سیر المرشدين سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت
 شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ نے آپ کی تعریف میں یہ عبارت اس
 کتاب کی حاشیہ پر لکھی ہے۔ کہ حضرت شاہ محمد آفاق سلمہ اللہ تعالیٰ از حضرت
 خواجہ ضیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کہ از خلفای حضرت زبیر اند رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 نسبت این خاندان کب نمودہ بسر گری حلقہ و مراقبہ و افادہ نسبت
 دیرین وقت ممتاز انداشتہ کلامہ الشریف۔ صاحب انساب الطاہرین
 لکھتے ہیں کہ ایشان شیخ وقت خود بودند و مریدان بسیار داشتند و زبان
 شاہ پادشاہ کابل بسیار متقد ایشان بود۔ ہدیہ احمدیہ۔

۱۵۔ آپ حضرت قیوم زمان مظهر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم ہیں آپ کے حالات و صفات
 و کمالات سے کتاب ہم معارف بھری ہوئی ہے حضرت مولانا مرشدنا شاہ فضل رحمن صاحب قدس سرہ فرماتے
 ہیں کہ جو وقت شاہ غلام علی صاحب علیہ الرحمہ کا وصال ہوا بعد دفن کے بکیرین آئے آپ نے انکا ہاتھ پکڑ کے
 فرمایا کہ ایک توجہ تولیتہ جائز اور توجہ دی وہ بہت خوش ہوئے اور دعا مانگتے ہوئے چلے
 گئے ۱۶۔ لکھنؤ احسن معلما۔

حضرت مخدومی مولائی احمد میان صاحب قبلہ صاحبزادہ وجانشین حضرت
 مولانا مرشدنا قدس سرہ فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ آفاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
 ایک مرید تھے جنگلی طبیعت میں مذاق بہت تھا وہ کہتے تھے کہ میں قبر میں
 بھی نکیرین سے مذاق کروں گا جب انکا انتقال ہوا تو حضرت قبلہ اور
 حضرت خلیفہ عظم علی شاہ وغیرہم انکے مزار کے گرد گرد مراقب ہوئے
 الغرض منکر و کبیر آئے انھوں نے انکا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ تم کون ہو کہاں
 آئے ہو کہا ہم فرشتے ہیں آسمان پر سے آئے ہیں کہا آسمان یہاں
 سے کتنی دور ہو انھوں نے کہا کہ پانسو برس کی راہ ہو فرمایا کہ پھر مجھ سے
 کیا پوچھتے ہو انھوں نے سوال معمولی کیا فرمایا کہ تم کوشم نہیں آتی تم
 پانسو برس کی راہ طر کر کے آئے اور خدا کو نہ بھولے میں ایک گرز زمین
 طر کر کے آیا اور خدا کو بھول گیا یہ سنتے ہی وہ چلے گئے رسالہ حسن معاملہ
 بخنکے مرید کا یہ زور شور ہو تو اس کے شیخ کے فضائل و کمالات کا کیا
 ٹھکانا ہو۔

صاحب ارشاد رحمانی تحریر فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ
 ہر روز دس ہزار بار درود شریف اور پچاس ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ اور پانچون
 وقت صلوٰۃ و تسبیح پڑھتے تھے اور نماز تہجد میں دس بارہ قرآن مجید

پڑھنے کا معمول تھا۔

بعض ملفوظات و کشف کرامات

اعلیٰ حضرت نے حضرت مظہر جان جاناں شہید سے فرمایا کہ آپ اپنے مریدوں کو کھڑا رکھتے ہیں یہ خلاف سنت ہی مرزا صاحب نے فرمایا کہ صاحبزادے میں اُنکا نفس توڑتا ہوں آپ نے فرمایا کہ آخر ترک سنت ہی اس جواب سے مرزا صاحب بہت خوش ہوئے۔ حسن معاملہ۔

فرماتے ہیں کہ ہم تمام عزیز واقارب و آشنا کو چاہتے ہیں کہ کچھ ہو جائیں مگر کوئی نہیں ہوتا جسکو اللہ چاہتا ہی وہی ہوتا ہی۔ ~~سرا~~ محبت۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ قدام ایک لطیفہ نقل کر کے تھے مگر بوجہ خلوص و اتباع سنت عالی مقام تک پہنچتے تھے۔ منہ۔

فرماتے ہیں کہ ایک توجہ میں سب مقامات طے ہو سکتے ہیں مگر مرید میں استعداد ہونا چاہیے۔ منہ۔

اعلیٰ حضرت سب باتیں موافق سنت کے کرتے تھے مگر کسر نفسی سے فرماتے ہیں کہ ہم سے جو کوئی بات موافق سنت کے ہو جاتی ہی تو عرش سے ایسا فیض آتا ہی کہ ہم ترتر ہو جاتے ہیں۔ منہ۔

بعض مریدوں نے اعلیٰ حضرت سے عرض کیا کہ جو عنایت مہربانی آپ کی

شاہ فضل رحمان صاحب پر ہر مردان قدیم پر نہیں ہوا سکی کیا وجہ ہو فرمایا کہ تمکو میں چاہتا ہوں کہ کچھ ہو جاؤ اور انکو خود اسد چاہتا ہوں۔ منہ۔

حضرت قبلہ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ دہلی میں ایک دفعہ میرے پاس پانچ روپے تھے مجھ کو فکر ہوئی کہ یہ روپیہ اپنی والدہ ماجدہ کے پاس بھیج دوں اعلیٰ حضرت نے مجھے پوچھا کہ تمہیں کیا فکر ہو میں نے حقیقت حال عرض کی فرمایا کہ لاؤ ہم بھیج دیں گے تھوڑے دنوں کے بعد اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ وہ روپے تمہارے پہنچ گئے۔ حضرت قبلہ فرماتے ہیں کہ یہ تو ہم پہلے ہی سمجھ چکے تھے بعد ازاں حضرت قبلہ جب والدہ کے یہاں تشریف لے گئے تو معلوم ہوا کہ اسی شب کو خود اعلیٰ حضرت نے دروازے پر بکار کر وہ روپے پرے سے دیدیے اور آپ کی والدہ سے کہا کہ تمہارے بیٹے خیریت سے ہیں۔ اسرار محبت۔

آپ کا ایک مزید پٹھان لڑائی میں گھر گیا اور ایک نے اُسکے بھالامارا اُس نے دیکھا کہ اعلیٰ حضرت سامنے آگئے اور وہ بالکل بیچ گیا یہاں حضرت نے اپنے خادموں سے کہا کہ ادھر آؤ دیکھو ہماری پیٹھ میں کیا ہو گیا دیکھا تو زخم تھا کپڑا پھاڑ کر بھردیا گیا حضرت نے اُسکی وجہ بیان نہیں کی جب وہ پٹھان آیا تو اُسکی زبانی یہ کیفیت معلوم ہوئی۔ ارشاد رحمانی۔ ایک غریب نے آکر عرض کیا کہ میرے پاس دو پیسے ہیں اور گھر میں

کھانے والے بہت ہیں کیا کروں اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ اچھا ان پیسوں کا
 لانگا لے آؤ وہ بے تامل لے آیا فرمایا کہ یہ بوٹی کتنی ہو کہ مجھ سے چاندنی بنتی
 ہو نہا کر دکھو اُسے بنائی بنگلی اُسے اچھی طرح سے بچون کو کھلایا۔ منہ
 آپ حقہ پیتے تھے اُسوقت جو لوگ بیٹھے ہوتے تھے اور جس جگہ دھوان
 پہنچتا تھا وہ لوٹ پوٹ ہو جاتا تھا۔ مولوی رفیع الدین صاحب حقہ
 چھڑانے کے لیے اعلیٰ حضرت کے پاس گئے اُسوقت اعلیٰ حضرت متفرق
 میں تھے جب عادت بعد انفرار حقہ طلب کیا اور ایک دو گھونٹ پیکر
 اُسکا دھوان نکالا تو مولوی صاحب مذکور بیہوش ہو گئے جب ہوش آیا
 تو قد مبوس ہوئے اور مرید ہوئے۔ **فضل رحمانی۔**

ایک سائل اعلیٰ حضرت کے پاس آیا اور ایک روپیہ طلب کیا اُسوقت
 آپ کے پاس کچھ نہ تھا میر جیون جو آپ کے مرید تھے اُنھوں نے
 کہا کہ حضرت روپیہ تو نہیں ہے ایک پیسہ ہے آپ نے لیا اور مٹھی میں بند
 کر کے اُس سائل کو دیا اُسکے ہاتھ میں وہ پیسہ روپیہ ہو گیا۔

دیگر

حافظ اشرف صاحب کو آپ نے لہری ٹوپی دی وہ بہت بڑے شاعر ہوئے۔

دیگر

شاہ عبد القدیر صاحب علیہ الرحمۃ جو آپ کے خلیفہ تھے بعد انتقال کے

اعلیٰ حضرت نے اُنسے باتیں کیں اور وہ قبر سے جواب دیتے تھے۔

دیگر

سفر کابل میں لوگوں نے کہا کہ حضرت روٹی پکانے کو آگ نہیں ہو آپ نے اپنی پشت کھول دی اور کہا کہ پکالو آپ کی پیٹھ پر روٹیاں پک گئیں۔

دیگر

توجہ کی وقت ایک سببی گانے بجانے والی آگئی اس پر جو توجہ کا اثر پڑا وہ سب کچھ چھوڑ کے نائب ہو گئی اور مجذوبہ بنگالی بخل میں بوریا ہاتھ میں تسبیح لیکر دہلی میں پھر آگئی تھی۔

دیگر

اتنا سفر کابل میں ایک دریا واقع ہوا جو سردی سے اُسکا پانی جما ہوا تھا اُس پر سے آدمی اور جانور چلتے پھرتے تھے جس وقت آپ وہاں پھونچے نماز کا وقت تھا آپ نے فرمایا کہ اے دریا میں وضو کرتا ہوں وہ برف پانی ہو گیا۔

دیگر

ایک عورت نے کہا کہ دعا کیجیے کہ مجھے اولاد عطا ہو آپ پان کھا رہے تھے اوگال نکال کر دیدیا وہ عورت وہیں بورے کے فیچے ڈال کر چلی گئی۔ دو چار مہینے کے بعد پھر آئی اور پھر وہی درخواست کی آپ نے فرمایا

کہ پہننے تجھے اوگال دیا تھا او سنے کہا کہ یہین ڈال گئی تھی فرمایا کہ کہاں ہے
دیکھ تو سہی دیکھا تو وہ اوگال بچہ بنکر گیا تھا۔ فضل رحمانی۔

آپکا وصال ۱۲۵۰ھ ہجری میں ہوا آپ کا مدفن درہا غلیوہ عقبہ مسجد۔

تمنا سچ مندرجہ فضل رحمانی

از سر پیاں گفت اہل جہان شاہ آفاق رفت از دنیا

ذکر حضرت قبلہ عالم مرشد ناموالانا حضرت شاہ محمد فضل رحمانی

سما یا ہے مری آنکھوں میں جلو فضل رحمن کا

جدھر دیکھو تو ہوتا ہے نظار فضل رحمن کا

جمال ظاہری سے ہو کمال باطنی بڑھ کر

کوئی لکھے تو لکھے وصف کیا کیا فضل رحمن کا

فنا فی اللہ کا ہوتا ہے دیکھو مرتبہ ایسا

حرم میں دید میں گھر گھر ہے چرچا فضل رحمن کا

ہزاروں مردہ دل زندہ کئے اپنی کرامت سے

رہے گا تا قیامت نام زندہ فضل رحمن کا

بیر انداز تلون شاہدانہ دیکھنے کا ہے

کبھی کیسا کبھی کیسا ہے جلو فضل رحمن کا

فنا فی الشیخ ہو کر ہے بشارت فضل و رحمت کی

پہونچتا ہے مجھے ہر دم سندیٰ افضلِ رحمن کا
 دکھاتے ہیں کسے اعجاز اپنا حضرت عیسیٰ
 میرا دے لکھیل ہے ادے تماشِ افضلِ رحمن کا
 دل مجزونِ عبث ہے فکر تجھ کو دین و دنیا کی
 دو عالم میں تجھے بس ہی سہارا افضلِ رحمن کا
 حقارت کی نگاہوں سے نہ دیکھے کوئی وارث کو
 بھلا ہے یا بُرا لیکن ہے بنِ افضلِ رحمن کا
 مجمع فیوض و برکات منبع خوارق و کرامات محرم اسرارِ خدائی و اوقف
 رموزِ مصطفائی افضل المحدثین لمعہ مصباح العاشقین عالم باعمل از ہمہ
 افضل و اکمل قطب الاقطاب مجدد دوران مولانا و مرشدنا حضرت شاہ
 فضل رحمان صاحب قبلہ علیہ الرحمہ۔ آپ حضرت شاہ محمد آفاق علیہ الرحمہ
 کے خلیفہ اعظم ہیں۔ آپ کا وطن موضع ملا نوان ہی آپ کا نسب
 حضرت مصباح العاشقین چشتی تک باین سلسلہ پہونچتا ہی۔
نسب نامہ

حضرت مولانا شاہ فضل رحمن بن شاہ اہل اللہ بن شیخ محمد فیاض
 بن شیخ برکت اللہ بن شیخ نور محمد بن شیخ عبد اللطیف بن شیخ عبد الرحیم
 بن شیخ الشیوخ حضرت محمد رحمۃ اللہ المعروف بہ حضرت مصباح العاشقین

محمدی صدیقی چشتی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین آپ کی پیدائش کا سال ۱۲۸۵ھ ہجری
 ہی آپ کا اسم مبارک تاریخی ہے آپ کا مولد شریف موضع ملا نوان ہی عسلم
 فقہ لکھنؤ میں مولوی نور صاحب سے حاصل کیا۔ بعد ازاں مولانا شاہ
 عبدالعزیز صاحب قدس سرہ سے تکمیل حدیث فرمائی اُمر او عملی
 صاحب جو حضرت قبلہ کے مرید ہیں اون کا بیان ہے کہ جس وقت
 حضرت قبلہ بارادہ بیعت حضرت شاہ آفاق علیہ الرحمہ کے دولتخانہ پر
 چلے تو اعلیٰ حضرت نے اپنے خلفا و مریدین کو آپ کے استقبال کیلئے
 دور تک بھیجا اور فرمایا کہ اس وقت وہ شیخ میرے پاس آ رہا ہے کہ جسکی
 مریدی سے مجھ کو فخر ہے۔ الحاصل بعد بیعت خلعت خلافت حاصل
 فرمایا۔ اعلیٰ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ فضل رحمٰن تمھاری آخر عمر میں
 تمھارا شہرہ بلند ہوگا۔ اور طالبوں کی اتنی کثرت ہوگی کہ بھاگتے
 پھرو گئے۔ اور وہ تم کو نہ چھوڑیں گے۔

نقل یہ کہ بعض لوگوں نے اعلیٰ حضرت سے کہا کہ ہم مریدان قدیم ہیں
 ہم اپنی نظر عنایت نہیں ہو جتنی شاہ فضل رحمٰن پر ہو فرمایا کہ تمکو میں چاہتا ہوں
 کہ ہو جاؤ اور انکو خود خدا چاہتا ہو۔ اسرار محبت

۱۔ صاحب فضل رحمانی سن ولادت ۱۲۸۵ھ ہجری لکھتے ہیں ہم مبارک بین اگر الف کے عدد شمار نہ گئے

جائیں تو ۱۲۸۵ھ ہجری لکھتا ہے۔ نہیں تو ۱۲۸۵ھ ہجری ہو۔ ۱۲

ابتدائی حالات مولف جو قبل از بیعت و بعد ظهور میں آئے دس بارہ برس کی عمر سے مجکو فقیروں کے ساتھ محبت اور کاملین کی تلاش تھی فقیری دربار میں ہمراء نواب رشید الدین خان بہادر مرحوم و مغفور دہلی میں گیا وہاں بھی متلاشی رہا اوس زمانے میں مولوی شاہ عبدالغنی صاحب مہی قدس سرہ دہلی میں تشریف لائے ہوئے تھے اولئے بیعت کی گردِ لجمی نہ ہوئی اور جستجو شیخ میں کچھ کمی نہ آئی جہاں سنتا تھا کہ فلان جاے فلان بزرگ ہیں جانا ملاقات کرنا رفتہ رفتہ حضرت مولانا صاحب قبلہ کی کیفیت سنی اور آپ کے حالات امراؤ علی صاحب سے معلوم ہوئے پھر تو ولولہء عشق روز افزون ہونے لگا انہیں ایام میں حضرت قبلہ خواب میں تشریف لائے اور بیعت سے مشرف فرمایا۔ اسوقت تک میں حضرت کے شکل و شمائل سے واقف نہ تھا۔ امراؤ علی صاحب سے خواب کی کیفیت بیان کی اور حلیہ بھی ظاہر کیا او نہوں نے کہا کہ ہاں یہ سب شکل و شمائل مولانا کے ہیں پھر روزیادہ آتش شوق مشتعل ہوئی اوسی جوش میں ایک قصیدہ لکھا جس کا مطلع اولیٰ یہ تھا۔ مطلع

بیایم نامی تہج راز سر نہانی کہ ہست ابروی تو بسم اللہ تحریر پیر پشانی
غرض اوس قصیدے کو خوشنویس سے لکھوا کر آئینے میں نصب کر کے

مع امر او علی صاحب و مامون اعظم خان صاحب میں روانہ مراد آباد ہوا المختصر
منزل مقصود کو پہنچا حضرت قبلہ دروازے کے باہر ٹہل رہے تھے گویا
کسی کے منتظر ہیں حضرت کو دیکھتے ہی اوس قصیدے کے
چھپانے کا ارادہ کیا کیونکہ میں سن چکا تھا کہ آپ مدح سے خوش نہیں
ہوتے۔ اتنے میں خود حضرت قبلہ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا
کہ ہم بھی تو دیکھیں کہ تم یہ کیا چیز پڑکھ لائے ہو مجبور دینا ہی بن آیا
وہ قصیدہ لیکر اوس جائے تشریف لینگے جہاں مراد خان کی قبر ہے
اور وہیں حضرت کی چار پائی بھی تھی حضرت قبلہ تبسم کنان ایک ایک
شعر پڑھتے گئے بعض بعض اشعار دو دو تین تین بار پڑھتے تھے
جب یہ شعر زبان پر آیا کہ شعر نہ من از تو جدا ہستم نہ تو از من جلا ہستی
چورنگ گل نہم ظاہر چوبوی گل تو پنہانی نہ تو بہت دیر تک مسکراتے رہے
جب اس شعر کی نوبت پہنچی کہ ۵ من از اندیشہ شرک جلی راز خفی دام نہ
وگر نہ ذات باری نہ احد و تو نہ لائمانی نہ تو فرمانے لگے کہ لا ہول ولا قوۃ الا
باللہ محکوم دیکھو اور یہ مبالغہ دیکھو معاذا اللہ لغو ذالہ اس خفگی سے مجھے
کسی قدر لال ہوا تو معاف فرمایا کہ نہیں نہیں مصرع اولیٰ سے تنبیہ کا پہلو نکال لیا۔
اسکے بعد جب مقطع کا شعر پڑھایا یعنی ۵

چکوئی از لب ناقص شنای مرشد کامل مقام فضل حسن و ارث نادان نمیدانی

تو مسکراتے ہوئے ارشاد ہوا کہ ہاں نبی دانی الغرض اوسے روز بعد مغرب
 بیعت کے لئے عرض کیا فرمایا کہ وضو ہے میں نے کہا جی ہاں وضو سے
 ہوں پھر میرا ہاتھ پکڑ کے کچھ آپ ہی آپ پڑھنے لگے اور تھوڑی دیر تو جہ
 و کیر ارشاد ہوا کہ بس جاؤ یہ سنتے ہی میں نے اپنے جی میں کہا کہ
 بیعت کیسی نہ کچھ مجھ سے پڑھوایا نہ کچھ کہا نہ سنا ذرا سی دیر
 میں بیعت کے طریقے ادا بھی ہو گئے پس اس خیال کے
 ساتھ ہی مسکراتے ہوئے گھولنا مارنے کے ارادے
 سے زور سے ہاتھ اوٹھایا اور فرمایا کہ تم واہی ہو جس روز تم نے
 یہاں آنے کا ارادہ کیا اور ریل میں سوار ہوئے اوسے وقت
 ہمارے مرید ہو گئے پھر ارشاد ہوا کہ کیا تم بھول گئے جو ہم نے تمہیں
 خواب میں مرید کیا تھا یہ کہہ کر منہ پر ہاتھ رکھ کے مسکراتے اوسوقت
 جو مارے خوشی کے میری حالت تھی میں بیان نہیں کر سکتا۔ اتنے
 میں او مرو علی مٹھائی لائے فرمایا کہ یہ ڈھکوسلا کا ہے کو۔ یہ کہہ کر بعد
 ایصال ثواب بخواجگان طریقہ مٹھائی تقسیم فرما کر کٹا ریشماکی تیاری
 میں مشغول ہوئے میں بھی حضرت کے ساتھ فارغ ہوا اور جب تک وہاں
 رہا یہ سعادت نصیب رہی وہ لطف نماز جو حضرت قبلہ کے ساتھ تھا پھر کبھی
 نصیب نہوا۔ دوسرے روز بعد نماز عشا حضرت قبلہ پلنگ پر لیٹے ہوئے تھے

میں نے عرض کیا کہ مجھ کو زیارت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی آرزو ہے
 فرمایا وہاں ہی ہو گیا ہے یہی منہ ہے دیکھنے کا۔ بس جاؤ بڑے غصہ سے
 کہہ کر روٹ لے کر سو رہے۔ میں بھی مسجد میں آکر سو گیا۔ آنکھ لگتے ہی
 شرف زیارت سے مشرف ہوا۔ دس بجے رات سے تین بجے رات تک
 برابر جمال جہان آرا دیکھتا رہا پچھلی رات کو جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ میرے
 سرہانے حضرت قبلہ حسب عادت رو بہ قبلہ مراقب بیٹھے ہیں حضرت
 کے ڈر سے وہاں سے ہٹ کر پھر سو گیا تاکہ پھر وہی خواب دیکھوں
 مگر پھر نیند ہی نہیں آئی وضو کر کے میں بھی بیٹھ گیا۔ الفرض بعد نماز
 اشراق حضرت قبلہ مسجد سے باہر نکلے اور اپنی چارپائی کی طرف
 لیٹنے کے لئے جا رہے تھے میں بھی پیچھے پیچھے ہولیا حضرت
 نے پلٹ کر دیکھا اور فرمایا کہ کیا اب کہنا ہی ضرور ہے بس جاؤ
 عرض کیا کہ جو مرد ضعیف جانب راست حضرت رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم تھے انکو میں قیاس سے سمجھا کہ حضرت صدیق ہیں رضی اللہ عنہ مگر
 دوسرے جانب بدوی وضع بال بکھرے ہوئے گلے میں لٹمے پڑا ہوا دراز
 قامت یہ کون تھے تو جھنجھلا کر فرمانے لگے کہ خدا جاہلون سے پناہ میں رکھے کیا
 تم نے کتابوں میں نہیں دیکھا کہ حضرت عمر طویل القامت تھے رضی اللہ عنہ پھر تم
 پوچھتے ہو کہ کون تھے۔ وہاں ہی کہیں کے بس جاؤ ہمیں ذرا لیٹنے دو واپسی روز بعد

عصر میں نے عرض کیا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی شینا اللہ کی اجازت سے سرفراز
فرمائیے ارشاد ہوا کہ شریعت والوں کو اسکے جائز و ناجائز ہونے میں
کلام ہے مگر ہم اسی کو درست کئے دیتے ہیں یہ کہہ کر یہ الفاظ لکھے کہ
اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی الی الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ
عنه۔ اور ارشاد ہوا کہ تم اسے پڑھا کرو میں نے کہا کہ کس قدر پڑھوں فرمایا
جتنا گڑ والو گے اتنا میٹھا ہوگا۔ پھر نفی اثبات کا طریقہ ارشاد فرمایا کہ
ننانوے دفعہ لا الہ الا اللہ پڑھ کر ایک مرتبہ محمد رسول اللہ کہا کرو اور جتنا
ہو سکے کر لیا کرو مگر ناغہ نہ کرو۔ اسی شب کو بعد نماز عشاء مجھ کو طلب فرما کر
ارشاد ہوا کہ دیکھو جسطرح ہم لیٹے ہوئے ہیں یعنی داہنی کروٹ لیٹ کر
سویا رہو سبحان اللہ بحمدہ اور سو بار سورہ اخلاص پڑھ کر
بعد ایصال ثواب بروح رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
دعا مانگ کر سو رہا کرو اور فرمایا کہ پانچ سو بار آیت کریمہ
اول و آخر درود شریف سو سو بار پڑھا کرو۔ جب میں
حجرہ انور سے باہر آیا تو عن سلام صفی جو آپ کا

اس وظیفہ سے سوائے امور باطنی کے اسکا بار ہاتھ رہا ہے۔ کہ جب میں پڑھ کر
سوتا ہوں برابر پچھلی رات کو آنکھ کھل جاتی ہے۔ پھر نیند نہیں آتی اور طبیعت

بشاش رہتی ہے۔ ۱۲

خادم تھا میرے ہمراہ ہوا۔ منجکواو میرے مقام تک پہنچا کہ پانچوڑی
 دیر کے بعد امراؤ علی صاحب اور رامون اعظم خان صاحب
 بھی تشریف لائے۔ اور صحبت گرم ہوئی۔ ساری رات
 حضرت ہی کی روشنی میں رہی۔ صاف باطنی اور کشف
 و کرامات کے تذکرے میں بسر ہوئی۔ اوس رات کا لطف۔
 اوس رات کی شب بیداری کا سرور۔ اوس رات کے مبارک
 تذکرے کے مزے نہ بھولا ہوں اور نہ کبھی بھولوں گا۔ ویسی
 راتیں اب کہاں نصیب سے وہ دھوپ تھی جو ساتھ گئی
 آفتاب کے بدو سے دن بغرض قد مبوسی و حصولِ جازت
 رخصت حاضر ہوا۔ قلب کا کچھ اور ہی عالم تھا۔ آیا تھا رخصت
 کی اجازت لینے کو۔ مگر زبان سے رخصت کا لفظ نہ نکلا دشوار
 تھا۔ بار بار دل یہی کہتا تھا کہ ایسے آستان کو چھوڑ کر کہاں
 جاتا ہی۔ رقت شروع ہو چلی تھی۔ زبان کو فقر شکنشی
 بیخودی میں کچھ کہنے ہی کہ تھا کہ حضرت نے مسکرائے ہوئے
 ادھر دیکھا۔ پھر کیا تھا قلب کو ایک تسکین سی ہو گئی۔ خود ہی
 ارشاد ہوا۔ آج جاتے ہو۔ میں نے سر نیچا کر کے دلی زبان سے
 عرض کیا۔ جیسی اجازت ہو حکم ہوا اچھا جاؤ۔ اپنا کام کر سکتے رہتا

ہم لوگ وہاں سے رخصت ہو گئے اور اوسے دن کوچ کیا۔ اور
بخیریت گھر پہنچ گئے۔ فالحمد للہ۔

دوسری دفعہ جب آستانہ عالی پر حاضری کا اتفاق ہوا۔
تو میں تنہا پہلا تھا۔ اپنے جوش اور ولولہ کے آگے راہ کی مسافت سے
کعبہ اکبر اور اوشٹا تھا کہ کب تمام ہوگی اور کس وقت زیارت کا موقع ملے گا۔
ایک ایک منٹ کا وقفہ پہاڑ۔ اور نذر اور ادیر بھی جبر معلوم ہوتی۔ بارے
خدا خدا کر کے منزل طی ہوئی۔ اور میں مراد آباد پہنچ گیا۔ اللہ سے دل کا
جوش۔ صرف مراد آباد پہنچنے کی وہ خوشی ہوئی کہ میں آپے سے باہر
تھا۔ مسجد میں پہنچ کر ان کی نماز پڑھی۔ مسجد سے باہر نکلا تو پہلے احمدیوں
سے ملاقات ہوئی۔ بہت خلوص سے ملے۔ انھیں کے ہمراہ زیارت کو
چلا۔ دل بار بار یہ خیال ہوتا تھا کہ دیکھئے حضرت قبلہ اس مرتبہ کس طرح
ملتے ہیں۔ اوس دفعہ تو اُمراء علی صاحب کے ہمراہ آیا تھا اسلئے حضرت
توجہ فرمائی۔ سب کے تن تنہا خالی ہاتھ جاتا ہوں۔ دیکھئے کیا اتفاق ہوتا ہے
اسی خیال میں غلطیان پہچان لپنے اور نقرین کرتا حجہ مبارک تک پہنچ گیا
اور اپنے خیال سے چونکا۔ پہلے تو اندر قدم رکھنے سے جھپکا پھر موش منبھالے
اور اندر جا کر قد مبوس ہوا۔ یہاں تو یہ سب خیالات اور خدشات تھے
اور وہاں وہی اندازہ اللہ ہی روشن ضمیری اور بے تکلفی دیکھتے ہی فرمایا

کہ جاؤ بھی تم حیدر آباد سے آئے اور ہمارے لئے آم نہ لائے میں نے
 عرض کیا کہ حضرت یہ موسم آمون کا نہیں ہو کہلاواہ ابھی تھوٹے دن
 ہوئے کہ ہمنے ایک شخص سے ایسا ہی کہا تھا اوسنے بھی ایسا ہی جواب
 دیا جیسا کہ اسوقت تم نے عذر کیا تو پھر ہمنے ایک آدمی سے کہا کہ بناؤ فلان
 آم کے درخت میں کچھ آم لگے ہوئے ہیں سے آؤ اوسنے جا کر دیکھا تو
 خدا کی شان تین چار آم لگے ہوئے تھوہ لے آیا یہ فرما کر مسکرائے
 پھر قرآن مجید کی صحت میں مشغول ہوئے مجکو یاد ہو کہ اسوقت مولوی
 عبدالکریم صاحب بھی وہاں موجود تھے تھوڑی دیر کے بعد محل میں
 تشریف لیگے وہاں سے سوال روٹی دامن ڈھانک کر خود ہی لائے اور
 ارشاد ہوا کہ لو کھاؤ میری نگاہ دال پر پڑی تو دیکھا کہ دال میں پھلکے بھی پڑے
 ہوئے ہیں میں نے بے نی جی میں کہا کہ کسی نے اس میں سے پوست بھی
 نکالے نہیں اس خیال کے ساتھ ہی گھونسا اٹھا کر مسکراتے ہوئے فرمایا
 کہ احباب کیلئے کچھ تکلف نہیں کرتے تھے۔ مگر تم سے کیا کھائی جاتی ہو یہ کہہ
 کر محل میں تشریف لیگے اور سر کے کا آچار حسین کیری پڑی ہوئی تھی پیالے
 میں لائے اور فرمایا کہ لواپ قہزہ دار ہو گئی یہ کہہ کر فرمایا کہ اچھا اور بھی کچھ ہم
 تھا سے لئے ڈھونڈ لیں ہر چند میں نے کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمائیں
 یہ جو کچھ ہر نعمت جھٹلی ہو مگر نہ مانا حجر سے میں تشریف لیگے اور نہ معلوم

لہاں سے عمدہ زعفرانی برنی جو قبل اسکے مراد آباد میں میری نظر سے
 نہیں گذری تھی لا کر ارشاد ہوا کہ لو! تو یہ بھر کے کھاؤ گے اسوقت
 کی لطف و عنایت و بندہ نوازی کا حال کچھ کہ نہیں سکتا اب تک وہ
 حالات و عنایات ہر وقت کے پیش نظر ہیں ۔

کیا بتائیں تمہیں ہم لطف و کرم کا باعث
 ہر غم یار کو معلوم حقیقت دل کی
 بعد نماز عصر چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھا ارشاد ہوا کہ یا حی یا قیوم یا ذا الجلال
 والا کرام سو وار بعد نماز صبح پڑھا کہ بسم اللہ عظیم یہ پھر ارشاد ہوا کہ نواب دکن
 کے کچھ کوائف بیان کرو اور وہاں کے امیر و ن کے حالات کہو مجھے کیا خبر
 تھی کہ آپ سخت برہم ہو گئے جو صحیح صحیح حالات تھے عرض کیا۔ سنتے ہی
 استغنین چڑھا کر فرمانے لگے کہ جب ایسا ہو تو جہاد کرنا چاہیے اور مار
 غصے کے بیتاب ہو کر صحن مسجد میں آئے ویر تک غصے میں
 ٹھٹھٹے رہے میں بہت گھبرایا اسوقت میں صاحب جناب
 احمد میان صاحب مغرب کی نماز کے لیے تشریف لائے دیکھا کہ حضرت
 قبلہ بہت غصے میں ہیں آہستہ آہستہ فرمایا کہ کہو کیا ہی جو حضرت اسوقت
 غضبناک ہیں میں نے حقیقت بتا دی کہ فرمایا کہ بھائی ایسی باتیں
 حضرت کے آگے نہیں کہنا چاہیے پھر جناب احمد میان صاحب نے

ادھر ادھر کا ذکر کر کے غصے کو فرو کر دیا مجھے یاد ہو کہ اُس زمانے میں حضرت
کو بوجہ ناسور کے زیادہ تکلیف تھی اُس روز نماز مغرب جناب صاحبزادے
صاحب نے پڑھائی۔ بعد نماز بھی میں حضرت کے روبرو نہیں گیا دوسرے
روز حضرت سے رخصت ہو کر گھر آیا۔

تیسری مرتبہ پھر آستانہ عالی پر حاضر ہونے کا اتفاق ہوا اُس وقت
میں بیمار تھا ضعفِ معدہ کی شکایت تھی اور میرے ساتھ والدہ صاحبہ
اور اہلیہ وغیرہ تھیں جس وقت کانپور میں پہونچا تو سنا کہ بھور کا میلہ ہو
آجکل اسپیشن پر اتنی کثرت ہو کہ درجہ اول میں بھی جاے نہیں ملتی یہ سنکر
سب کو کانپور میں چھوڑا اور میں تنہا گنج مراد آباد شریف پہونچا جاتے ہی
حضرت قبلہ نے بہت غصے سے فرمایا کہ واہی پر دس مین عورتوں
کو لا کر ایسا تنہا چھوڑ کر آتے ہیں میں نے اُسکا سبب عرض کیا فرمایا کہ
نہیں ابھی جاؤ اور لیکر آؤ الغرض تعمیلِ حکم کی گئی سب لوگ حاضر ہوئے
محل میں اُنکو رہنے کا حکم ہوا بعد نماز ظہر حضرت قبلہ محل میں تشریف لے گئے
سب کو بلا کر اپنی بیٹی کے پیچھے بیٹھنے کا حکم دیا۔ والدہ صاحبہ کی طرف مخاطب
ہو کر فرماتے لگے کہ آہا تم تو خواجہ بندہ نواز کی آل میں ہو یہ کہہ کر سب کو
بیعت سے مشرف کیا اور دودھ دلیہ پیالے میں سامنے رکھا اور فرمایا
کہ کھاؤ۔ خود بھی تھوڑا تھوڑا تناول فرماتے رہے۔ جب سب قلعہ ہو گئے

تو والدہ صاحبہ کو جاننا زور ایک حقہ ایک سبب ایک کٹورہ مرحمت ہوا
والدہ صاحبہ نے عرض کیا کہ حضرت میری والدہ اور میری لڑکی آپ سے
بیعت کرنا چاہتی ہیں مگر وہ یہاں حاضر نہیں ہو سکتیں فرمایا کہ وہ مرید
ہو گئیں اور وہاں قیام رہا اُس کے بعد والدہ صاحبہ وغیرہ کو حیدر آباد
بھیج کر مین دہلی کو بغرض علاج چلا گیا وہاں سے بہت محنت پھر جانے
آستانہ شریف ہوا۔ حضرت قبلہ امدن بہت خوش بیٹھے ہوئے تھے
مجھ کو دیکھتے ہی مرنے لگے کہ تم محمود خان حکیم کے یہاں سے آئے ہو
عرض کیا کہ جی ہاں فرمایا اُسکی ظاہر حال پر کچھ خیال نہ کرو ورنیک شخص
ہو یہ لکھنؤ ارشاد ہوا کہ بھلا محمود خان نے کوئی نسخہ بھی تمہیں تو دیا تھا
ہو یسکر مین چپ ہو گیا حالانکہ یہ بات بہت صحیح تھی پھر ارشاد ہوا کہ شرم کی کیا
بات ہو کوئی یہ خلاف شرع نہیں ہے کہ وہ کہہ نہیں تو ہم خود وہ نسخہ بتلاؤینگے
یہ لکھنؤ ہر ایک دوا کا نام بتلانے لگے کہ فلاں چیز اوس میں ہے یا نہیں فلاں
جڑ ہو یا نہیں غرض اسید طرح پورا نسخہ بتلا دیا۔ اوس روز سے مین تھراتا تھا
کہ ایسا نہو کہ میرے افعال پر آپ واقف ہو کر مجھے ناراض ہو جائیں

۱۷ والدہ صاحبہ کو ذکر مشعل کی تعلیم فرمائی اور لکھے کی اجازت دی کہ جس بیماری میں تم لکھنے کا استعمال کرو گی
اکرام ہو گا چنانچہ ویسا ہی اثرات تک ہو جس مرض میں وہ دیتی ہیں اکرام ہوتا ہے ۱۸

۱۹ والدہ صاحبہ بعد بیعت کے جب واپس آئیں تو ہمیشہ والدہ صاحبہ کی زبان پر معلوم ہوا کہ حضرت نے
خواب میں تشریف لا کر بیعت سے مشرف فرمایا اور جب تاریخ سے مطابقت کی گئی تو وہی تاریخ اور وہی روز تھا
جس روز حضرت نے فرمایا تھا کہ وہ مرید ہو گئیں ۲۰

کیونکہ ان پر سب احوال ظاہر و باطن منکشف تھے اسی سوچ میں تمام
 دن رہا اور اپنے نفس کو ملامت کرتا تھا کہ تو ایسے شیخ کامل پر اور ایسا سخت
 گنہگار تیرا کیا انجام ہو گا اور اسی فکر میں سو گیا دیکھا کہ قیامت ہوا اور آفتاب
 و ماہتاب ایک مشرق سے ایک مغرب سے نکل کر برابر وسط آسمان
 میں آ کر ٹھہرے اور پھر ظاہر ہو کر اپنے اپنے مقام پر آجاتے ہیں اور پھر
 وہاں سے دونوں نکل کر بدستور آکر ملتے ہیں اور پھر اپنی اپنی جگہ
 آجاتے ہیں غرض آفتاب و ماہتاب کا یہ ایک عجیب تماشا نظر آیا
 اوسکے بعد دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے دو گروہ ہیں ایک
 شفاعت شدہ و دوسرے شفاعت طلب جو گروہ شفاعت شدہ ہی
 اوس میں داخل ہوں اور میں ایک ایک سے پوچھتا ہوں کہ یہ مجمع کیسا
 ہی تو ایک بزرگ کہتے ہیں کہ قیامت کا مجمع ہی میں نے کہا کہ ابھی سے
 قیامت کیسی ابھی تو ہم زندہ ہیں مرنے کے بعد قیامت آئیگی تو وہ بزرگ
 کہنے لگے کہ جنکے دل زندہ ہیں وہ ہمیشہ زندہ رہیں گے میں نے کہا خیر تو
 فرمائیے کہ ہمارے مولانا صاحب کمان ہیں کہا کہ بچو یا تو میزان پر ہونے
 یا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں گے غرض میں حضرت
 کی تلاش میں نکلا اور آٹھ گھنٹہ گئی میرے دل نے کہا کہ کل تجھے جو فکر تھی اور
 جس سوچ میں تو سویا تھا اسکے اطمینان کے لئے حضرت نے یہ کھلایا ہے

اسی مندر ای ٹوڈل وایمان من دوسرے روز بعد نماز ظہر مسجد میں
 کوئی نہ تھا حضرت قبلہ صحن مسجد میں اکیلے کھڑے ہوئے بستیج پڑھ لے رہے ہیں
 کمان مسجد کی آڑ سے دیکھ کر میں چھپا ہوا کھڑا ہوا تھا حضرت نے آواز دی
 کہ مرداروں کمان لگیں۔ میں حیران رہا کہ کسکو فرما رہے ہیں تھوڑی دیر کے بعد
 دیکھا کہ چند بکریاں دوڑتی ہوئی دیوار مسجد بچا ندر اندر آئیں ہانپ رہی
 تھیں یہ معلوم ہوتا تھا کہ کہیں دور سے دوڑتی ہوئی آئیں ہیں الغرض
 اُن سے مخاطب ہو کر حضرت نے فرمایا کہ خبردار صحن مسجد میں آکر قدم رکھا
 تو ہم ٹانگ توڑ ڈالیں گے۔ میں دیکھ رہا تھا کہ وہ تمام بکریاں مثل آدمیوں
 کے وہیں کھڑی رہیں پھر حضرت نے فرمایا کہ ٹھیرو ہم اندر جاتے ہیں
 اگر کچھ ہو تو تمہارے واسطے لے آتے ہیں یہ کہل محل میں تشریف لے گئے
 اور وہ بکریاں بدستور اسی طرح کھڑی رہیں جس حالت پر حضرت نے
 انھیں چھوڑا تھا اُس میں کچھ تغیر نہوا تھوڑی دیر میں باہر تشریف لائے کچھ
 روٹی دامن میں چھپائے ہوئے لائے اور ذرا سا ٹکڑا توڑ کر انکی طرف پھینکا
 وہ سب کی سب اُس ٹکڑے پر جھگڑا کرنے لگیں آپ نے غصے سے
 کہا کہ خبردار ہمنے ایک کو دیا ہو تم کیون اُس سے چھنتی ہو یہ کہتے ہی
 سولے ایک کے باقی سب چپکی سی کھڑی رہیں اور حضرت کا منہ
 تکتے لگیں فرمایا کہ جان کیون نکلتی ہو ذرا صبر کرو ہم تمہیں بھی دیتے ہیں

یہ لکھ روٹیوں کے ٹکڑے کیے اور پتھر پر بچھائے اور فرمایا کہ لو اب تم سب مل کر کھاؤ وہ کھانے لگین جب روٹی سب ہو چکی تو ہر ایک پھر حضرت کا منہ دیکھنے لگین فرمایا کہ اب کیا دیکھتی ہو جو کچھ تھا تمہیں کھ دیا بس اب جاؤ یہ سنتے ہی ان سب نے اپنی اپنی راہ لی۔ اسوقت کا لطف کوئی میرے دل سے پوچھے کہ کیا تھا ہمارے مولانا کے تصرف سے حیوان انسان کا کام کر رہے تھے۔ و نسخہ باقیل شمع تو ہم گردن از حکم داوریہ بیچ کہ گردن نہ سچید ز حکم تو بیج تیسرے روز حضرت سے رخصت ہو کر کاپنور آیا وہاں سے مین اپنے شہر کو روانہ ہوا۔

چوتھی مرتبہ باب عالی پر جانے کا پھر اتفاق ہوا اسوقت وہاں کے کفار رام لیلہ کے معاملے میں صاحبزادے صاحب جناب احمد سینا پر کچھ تہمت لگائی تھی اور مقدمہ فوجداری قائم کیا تھا دیکھا کہ تمام مرا و آباد سسنان ہوا اور ایسی اُداسی چھائی ہوئی ہے کہ جسکا ٹھکانا نہیں مین بہت گھبرایا لوگوں سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ صاحبزادے صاحب مع گردہ مسلمان جناب حاکم وقت فلان مقام پر تشریف لیکے ہیں اور ان پر الزام فوجداری قائم ہوا یہ سنکر بہت پریشان ہوا اسی حالت میں حضرت کے پاس کیا فرمایا کون ہی مین نے اپنا نام عرض کیا ارشاد ہوا کہ اپنا اسباب مسجد مین

رکھو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ اور فوراً مسجد چلا آیا۔ وضو کیا اور نماز
 سے فارغ ہو کر معمولاً کچھ وظیفہ پڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد بہت سے
 لوگوں کی آواز سنائی دی۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو مسلمانوں کی ایک جماعت کثیر
 کے ساتھ احمد میان چلے جا رہے ہیں۔ میں جلد جلد اپنا وظیفہ تمام
 کر کے اُن سے جا ملا۔ اور مقدمہ کی کیفیت دریافت کی۔ ادھون نے
 کہنا شروع کیا۔ بھلوگ سب کے سب سننے چلے جا رہی تھے حجرے تک
 پہنچ گئے اور بات تمام نہوئی دیکھا تو حضرت قبلہ بھی حجرے کے باہر چلے
 کسی کما انتظار فرما رہی ہیں۔ ساری جماعت قدموس ہوئی حضرت نے نبھوں
 دعا سے خیر و کیرخصت کیا۔ اور حجرہ میں تشریف لیگے۔ مجھ کو اور صاحبزادہ احمد میان
 کو اندر بلایا۔ اور صاحبزادے صاحب سے حاکم کی ملاقات کی کیفیت دریافت
 فرمائی۔ صاحبزادے صاحب نے بالتفصیل حالات بیان کئے۔ اور
 حضرت قبلہ خاموش سننے رہے۔ پھر مجھے فرمایا کہو کیسے ہو۔ میں نے
 عرض کی کہ کی دعا سے ہر طرح خیریت ہے۔ پھر فرمایا۔ اور کچھ کہو۔ میں چپ تھا
 کہ کیا عرض کروں۔ فرمایا واہی ہو کہتے کیوں نہیں میں نے عرض کی حضور
 اس عاجز کو صفا سے باطن کے لئے کوئی وظیفہ ارشاد فرماتے۔ فرمایا۔ واہی ہو
 جو کچھ بتا دیا گیا ہے اسی سے سب کچھ ہوگا۔ میں نے عرض کی صرف حضرت
 کی توجہ کی ضرورت ہے فرمایا غیب طرح کے واہی ہو۔ ہم تو برابر تم کو

توجہ دیتے رہتے ہیں۔ اچھا اور سہی یہ کہ مرابھوئے اور توجہ سے
سرفراز کیا فوائد باطنی کا کچھ حال کہ نہیں سکتا عرض کیا کہ دعا فرمائیے کہ
میں پھر شرف قدمبوسی جلد حاصل کروں ارشاد ہوا کہ ۷

دل کے آئینے میں ہی تصویر یار جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی
ہم ہر وقت تمہارے پاس ہیں اور تم ہمارے پاس پھر ارشاد ہوا کہ ہم ایک
وضع سخت بیمار ہو گئے تھے نماز بھی بیٹھ کر مشکل پڑھتے تھے ایک روز
ہم لیٹے ہوئے تھے کہ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے تشریف لاکر مجھ کو
اپنے سینہ مبارک پر ڈال لیا آپ کے پستان مبارک میرے منہ کو لگے
ایک طرف سے غوث پاک نے بازو پکڑا اور دوسری جانب ایک صاب
نے پکڑا عرض تھوڑی دیر کے بعد پھر تشریف لگئے اسکے بعد میں بالکل
اچھا ہو گیا گویا بیمار ہی نہ تھا تم کلامہ العالی عرض کیا کہ بعض بزرگ شغل
آفتاب تباہتے ہیں وہ کس طرح ہی بہت غصے سے ارشاد ہوا کہ استغفر اللہ
نعمو فی اللہ یہ کس جاہل نے تمہیں کہا بس جو کچھ تمہیں تیرا دیا ہو اسی سے
سب کچھ ہو جائے گا۔ دو روز کے بعد مجھے اجازت ملی میں گھر آیا۔
اُسکے بعد پھر وہاں جانے کا القناق نہوا۔

ایک بار بذریعہ امر او علی عرض کرایا کہ میری شادی ہو کر عرصہ ہوا کوئی اولاد

نہیں ہوئی اس التماس پر ایک تعویذ مرحمت ہوا جس کی برکت سے اسی سال میں بر خور دار عبد الصمد خان پیدا ہوا حضرت کی تھا کی برکت سے انہیں بعض بعض باتیں ایسی اچھی ہیں کہ اس سن و سال میں اکثر نہیں ہوتیں اور اللہ سے امید ہے کہ وہ ہمیشہ فارغ البال رہیگا۔

ایک دفعہ بذریعہ امرا و اعلیٰ اپنے رفیع افکار کے لیے عرض کرایا تھا ارشاد ہوا کہ ہاں ہر منہ جو کچھ بتلایا تھا وہ اُس کے پابند نہیں ہے فکر میں مبتلا ہے پھر شروع کر دین سب فکر دور ہو جائے گی۔

فی الحقیقت اُس زمانے میں بوجہ افکار و وظائف معمولی چھوٹ گئے تھے بعد ارشاد پھر شروع کیا اللہ تعالیٰ نے مشکلیں آسان کیں۔

بعض فضائل و کشف و کرامات

حضرت خلیفہ عظم فرماتے ہیں کہ ایک بار میں فکر میں تھا کہ دیکھے انجام کیا ہو حضرت قبلہ نے فرمایا کیا سوچ ہی عرض کیا کہ فکر انجام ہی فرمایا کہ ہمیں بھی ایک بار ایسا ہی تردد ہوا تھا سو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ تم کیا بلکہ تم سے جو محبت رکھے گا اُس کا بھی انجام بخیر ہوگا۔

اور جناب احمد میان صاحب قبلہ حضرت قبلہ سے نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص
 اس مسجد میں قدم رکھے گا اسکی عاقبت بخیر ہوگی۔ اسرارِ محبت
 اس مسجد کی جو حضرت نے خصوصیت بیان فرمائی غالباً یہ وجہ ہوگی کہ میں نے
 زبانِ امر او علی صاحب کے ساتھ کہ ایک مہر مسجد میں کسی شخص نے یہ ترجیع بند پڑھا
 قدرِ عنائی ادا جامہ زیبائی پھین سرگین اکھ غضب ناز بھری وہ چتون
 الخ دوسری شخص نے یہ اعتراض کیا کہ مولوی شہید صاحب نے یہ تعریف
 معشوقانِ ظاہری کی سی کی ہو۔ ایسی تعریف اچھی نہیں اسی بحث میں
 حضرت قبلہ نے سنا اور تشریف لائے اور فرمایا کہ مشکوٰۃ شریف لاؤ۔
 اور آپ کا سراپا پڑھنا شروع کیا پڑھتے پڑھتے ایک چیخ ماری سب کے سب
 بیہوش ہو گئے اور حضرت کی آنکھ سے آنسو جاری تھے غرض کیسکو جلدی
 کیسکو دیر سے ہوش آیا ہر ایک اپنی اپنی کیفیت بیان کرنے لگا حضرت قبلہ
 نے فرمایا کہ کوئی یہ نہیں کہتا کہ حضرت خسرو دوسر علی الد علیہ وآلہ وسلم
 تشریف لائے تھے یہ کہلے آپ حجرے میں تشریف لیگئے اور دو تین روز
 تک حضرت پر وہی کیفیت طاری رہی۔ اُسی مسجد کی تعمیر کے لیے بہت
 لوگ آمادہ ہوئے مگر حضرت نے منع کیا اسکی بھی شاید یہی وجہ ہوگی۔
 حضرت محمود خان صاحب جو حضرت شاہ آفاق صاحب کے

پیر بجائی تھے حضرت قبلہ کی عالم طفلی میں وہ فرماتے تھے کہ یہ شخص کئی سو برس کے بعد پیدا ہوا ہے جناب احمد میان صفا قبلہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ زیر عرش ہجوم ملائکہ یہاں ایک شخص مجرم گرفتار ہو کر آیا کسی نے کہا کہ یہ مرید مولوی فضل رحمن کا بیٹا ہے کہ کیا وہ آفاقی۔ اوغون نے کہا کہ ہاں حکم ہوا کہ چھوڑ دو وہ چھوڑ دیا گیا۔ اسرار محبت بڑے بڑے مجذوب و ساجد حضرت قبلہ کے پاس آتے تھے تو جزیباؤں کا جاتا رہتا تھا وضو کر کے آپ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سے فرمایا کہ تمہاری نسبت کے آگے انکی کیا حقیقت ہو حسن معاملہ

ایک بار اعلیٰ حضرت نے ہمارے حضرت قبلہ کو امام کیا اور خود مع خلفا مقتدی ہوئے بعد نماز کے اعلیٰ حضرت نے اپنے خلفا سے کہا کہ ہم نے یہاں سے لیکر ولایت تک بہت سے مشائخ کے پیچھے نماز پڑھی مگر یہ مزہ نہیں آیا جو اس کے پیچھے آیا۔ ارشاد رحمانی۔

ایک بار حضرت قبلہ نے حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خواب میں دیکھا حضرت موصوفہ نے فرمایا کہ تو میرا بیٹا اسرار محبت بعض جنات بھی حضرت کے مرید تھے۔

ملفوظات

صاحب ارشاد رحمانی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ حضرت
حالتین سب کچھ طاری ہوتی ہیں مگر وہ جو بات ہی وہ نہیں ارشاد ہوا
کہ کوئی آسمان پر اُڑنے نہیں لگتا ولایت اسی کو کہتے ہیں کہ احکام شریعت
بے تکلف ہونے لگیں اور افعال شریعت ایسے ہو جائیں کہ گویا موعود ہی ہیں
وہیکر

حضرت خلیفہ اعظم فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضرت بڑی مشکل
ہی کہ حضرات نقش بندہ تو حصول مقصود کو صحبت شیخ پر منحصر کہتے ہیں اور
حضرت کے یہاں کوئی رہنے نہیں پاتا پھر طالب لیا کرے فرمایا کہ تم نے
سنا ہی کہ قاز ایک جانور ہی وہ لٹے دیکر اڑ جاتا ہی اور محض خیال سے
لٹے سیتا ہی اس خیال ہی سے بچے پیدا ہوئے ہیں پھر کیا اللہ تعالیٰ
نے انسان کو اتنی قدرت بھی نہیں دی۔ ارشاد رحمانی۔

ارشاد ہوا کہ اگر مرشد اول صاحب نسبت نہو اور دوسرا صاحب نسبت ہو
تو تکرار واجب ہی صاحب نسبت سے بیعت کرنا باعث نجات عقیقت
کے دن جب اُسکے حال پر عنایت ہوگی تو اُس کا پر تو اُسکے مریدوں کو
پہنچے گا اور سب اُسکے ہمراہ جنت میں جائیں گے تم کلامہ ارشاد رحمانی
صاحب ارشاد رحمانی فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ صاحب نسبت
کسے کہتے ہیں فرمایا کہ چاہئے اور مومن کسی حال میں اس سے غفلت نہو

اور جس امر کے دریافت کی طرف توجہ ہوا اسکی طرف سے اُسکا القا ہوا ایسے لوگ بہت کم ہیں ارشاد رحمانی۔

حضرت قبلہ فرماتے ہیں کہ جو شخص پابند ارکان اسلام ہو وہ ولی ہے۔ کسی نے عرض کیا کہ اگر پابند ارکان اسلام ہو اور ارتکاب حرام بھی کرے تو فرمایا اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اچھی غذا کھا کر سُپر زہر بھی پی لے اور جو خدا کو حاضر ناظر جانے گا وہ کیونکر ایسا کام کرے گا اسرارِ محبت ایک شخص تذکرہ مشائخ لکھ رہے تھے حضرت قبلہ کے پاس بھی سیکو بغرض دریافت حالات بھیجا۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارا حال کچھ نہ لکھو۔ مگر یہ اُسے کہہ دیتا کہ بفضلِ رحمن سب کو درکار ہے۔

ایک مشائخ زادے حضرت کے پاس آئے اور حضرت قبلہ کو دیکھ کر بیہوش ہو گئے آپ نے پوچھا کہ کیا سبب تھا جو تم بیہوش ہو گئے تو کہا کہ آپ کے پاس رسولِ پاک کو دیکھا تو بوجہ حسنِ جمال بیہوش ہو گیا فرمایا کہ بس ایک ہی جھلک میں تمہارا یہ حال ہو گیا۔ اسرارِ محبت

حضرت قبلہ کا ارادہ ہوا کہ جمیر شریف جائیں اُسی شب کو خواب میں خواجہ بزرگ علیہ الرحمہ تشریف لائے حضرت قبلہ خواجہ بزرگ کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو یہ بزرگ بنی ہوتے۔ واللہ اعلم۔ اسرارِ محبت۔

یہ شعر حضرت قبلہ قدس سرہ کی زبانی اکثر سنا گیا ہوا سیلے اسپر
چند مصرعے لگائے گئے۔ وہ شعر یہ ہے۔

موسے پیار تن من وارون جو وارون سو تھوڑا ہے
نڈیا کٹا ہے مور لالہ نے مین جانو پیا مور اے
یہ دو مصرعے الگ الگ ہیں ایک کا مضمون دوسرے سے بالکل
جدا ہوا سیلے ایک ہی مصرع پر مصرعے لگائے ہیں۔

فہو ہذا

نین رسیلے موہنی مورت رنگ پیا کا گورا ہے
کھڑے سے آنچل سرکا کے پران لیوہی مور اے
سیس چرن پر دھر کے پیا کی بنتی کر۔ کر جو را ہے
کایا مایہ سگری لٹا کر کرم دھرم سب چھوڑا ہے
موسے پیار تن من وارون جو وارون سو تھوڑا ہے۔

جسکو دیکھو عشق ہی تیرا جو ہی تیرا شیدا ہے
جسکو دیکھو نشہ الفت سے تیرے متوالا ہے
انسان تو انسان ہی پیالے لیکن کیا یہ تماشا ہے
جان کو اپنی کر کے خدا بلبس یہ چمن مین کتا ہے
موسے پیار تن من وارون جو وارون سو تھوڑا ہے

گبر و مسلمان سب ہیں اُسکے دیر و حرم سب اُسکا ہے
 اُسکی وحدانیت کی ہے مجھ کو قسم سب اُسکا ہے
 سر میں سودا ہے اُسکا دل میں بھی غم سب اُسکا ہے
 دین ہے اُسکا ایمان اُسکا تن من دم سب اُسکا ہے
 مولے پیار تن من و ارون جو وارون سو تھوڑا ہے
 تیری جدائی میں عاشق کی پوچھ نہ کچھ جو حالت ہے
 درد جدائی ہے اور وہ ہی جنگل ہے اور وحشت ہے
 چاہت بھی کیا چیز بڑی ہے پیلی پڑ لکٹی رنگت ہے
 اور زبان پر ہر دم جاری بس ہی نعمت و فرقت ہے
 مولے پیار تن من و ارون جو وارون سو تھوڑا ہے
 پردہ نشینی کیسی ہے یہ کیسا گھر چرچا ہے
 گھونگٹ کیسا پردہ کیا سب جائے اُسیکا جلوہ ہے
 آئے تو اک بار یہ بیان وہ پھر دیکھو کیا ہوتا ہے
 جان و دل ایمان کے سوا کیا پاس ہمارے رکھا ہے
 مولے پیار تن من و ارون جو وارون سو تھوڑا ہے
 اب ہجرِ پیامینِ راتون کو گنتے لہتے ہیں تارے
 تیری ادا کے دھیان میں ہر دم چلتے ہیں دل پر آئے

کہتے ہیں یہ تڑپ تڑپ کے عاشق تیرے پیچھے
 آنکھوں کا سکھ دل کی ٹھنڈک میر جان میرے پیچھے
 مولے پیار تیرے من و واروں جو واروں سو تھوڑے
 رزق دیا ایمان دیا اور اپنی اُسنے چاہت دی
 بے مانگے بے مطلب مجھ کو دونوں جہان کی نعمت دی
 اس پر وارث لطف یہ ہی جو نعمت دی بے منت دی
 ایسے سخی کے قربان جاؤں جس نے مجھے یہ دولت دی
 مولے پیار تیرے من و واروں جو واروں سو تھوڑے

بعض کشف و کرامات

حضرت قبلہ قدس سرہ سے اس قدر کرامات اور خوارق عادات کا ظہور
 ہوا ہے کہ اگر انہیں لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب ہو جائے کشف کا تو یہ
 حال تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بات اللہ تعالیٰ آپ پر پوشیدہ نہیں رکھتا
 چند کرامات کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

اول۔ ایک زمانے میں آپ اکثر ضلع فرخ آباد میں تشریف لے جایا کرتے
 تھے آپ کو کوئین کی طہارت کا ست ہی خیال رہتا تھا اسی ضلع کے
 ایک گاؤں میں تشریف فرما تھے اتفاقاً گاؤں میں نکلے دیکھا کہ کوئین پر

ایک نوجوان ہندو نہار باہر اور اس بے احتیاطی سے کہ پانی گئی تھیں
کوئین کے اندر جاتی ہیں آپ نے اُس سے کہا کہ علیحدہ کھڑے ہو کر
نہا کنوئین کو کیون تجس کرتا ہو وہ نوجوان کہنے لگا کہ میرے باپ کا بنایا
ہوا کنواں ہی میں نہاتا ہوں تم کون ہو آپ نے فرمایا کہ تیرے باپ
نے لوگوں کی آرام کے لیے بنایا ہی یا تیرے تجس کرنے کے لیے
غرض کہ اُسے کچھ اور کہا آپ عصا کو ماتھے پر لگا کر خاموش کھڑے ہو گئے
تھوڑی دیر میں کنوئین کے پانی نے جوش مارا یہاں تک کہ اوپر
سے نکل کر بہنے لگا اور اُس نوجوان کو بھاگنے کی نوبت نہ ملی پانی نے
ایسا تھپڑ مارا کہ وہ گر پڑا اور وہیں مر گیا جب گائون تک پانی پہنچا تو
گائون کے لوگ دوڑے دیکھا کہ حضرت قبلہ سر جھکائے لائھی ماسقے
سے لگائے کھڑے ہیں اور پانی کنوئین سے اُبل رہا ہے جسوقت
اُس نوجوان نے حجت کی تھی اُسوقت ایک دو شخص اور بھی تھے
اُنھوں نے یہ واقعہ گائون کے لوگوں سے جا کر بیان کیا تھا جب اُن
لوگوں نے علی حضرت سے بہت التجا کی حضرت نے سر اٹھایا کنوئین کا
جوش بند ہو گیا اور پانی بدستور سابق ہو گیا۔

دیگر۔ ایک روز حضرت قبلہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور بہت
سے ہندو مارنے کو چڑھ آئے اور پیچھے فریکے مگر حضرت پر

کچھ اثر نہوا۔

دیگر۔ ایک روز حضرت خلیفہ عظیم مولانا محمد علی صاحب قبلہ نے عرض کیا کہ حضرت مسجد دولاری واقع کانپور ٹیڑھی ہی۔ قبلہ رخ نہیں ہے۔ ارشاد ہوا کہ تم سیدھی نہیں کر دیتے۔ ایک گائون مین مسجد تھی اس کو لوگ ٹیڑھی کہتے تھے مین نے وہاں نماز پڑھی اور تھوڑی دیر بیٹھا خدا کی قدرت وہ مسجد سیدھی ہو گئی۔

دیگر

ایک کوڑھی کو حضرت نے دوا دی اور دم کر دیا۔ اس کو آرام ہو گیا۔

دیگر

ایک مرتبہ بھڑیا ایک بکری کو لیے جاتا تھا لوگ اس کے پیچھے غل مچاتے دوڑے آتے تھے حضرت بھی باہر نکلے اور آہستہ سے فرمایا کہ چھوڑ دے کیون لیے جاتا ہو اسے اوسی وقت چھوڑ دیا اور حضرت کو دکھتا ہوا چلا گیا۔ ارشاد حکمرانی

دیگر

حضرت قبلہ ایک کنوین تسبیح پڑھ رہے تھے اس کا پانی کھا رہا تھا اتفاقاً ہاتھ سے تسبیح چھوٹ گئی اویس وقت پانی میٹھا ہو گیا۔

دیگر

ایک نوزد و خیزے کا ٹے گئے وہ سب بدمرہ تھے حضرت نے
توجہ کی تو سب شیریں ہو گئے

دیگر

ایک شخص حضرت کی خدمت میں آئے تھے اثنائے راہ میں نبی حائل
ہوئی انھوں نے اُسین گھوڑا ڈال دیا اُسین دلدل تھا گھوڑا غرق
ہونے لگا اُس نے حضرت کو یاد کیا خدا کی شان وہ گھوڑا دلدل سے
اُگل آیا جب وہ حضرت قبلہ کی خدمت میں آئے دیکھا کہ آپ حجرے
میں چادر اوڑھے ہوئے بیٹھے ہیں اور انکو دیکھ کر بولے کہ لوگ ہمکو
مکلیف دیتے ہیں اور پشت مسارک اپنی دکھلائی چارون سم کے
نشان مع کپڑے موجود تھے۔ اور ایسا ہی ایک تذکرہ ہماز کا ہو کہ سمند
میں ڈوب رہا تھا آپ کی برکت سے سلامت رہا۔ اسرارِ محبت

دیگر

خلیل الرحمن کا بیان ہے کہ ایک بار غلام مصطفیٰ بیگ ناظم نظم جمعیت
علاقہ سرکار نظام نے آنہوں کے پاس حضرت قبلہ کی خدمت میں
روانہ کیا اور میرے نام بلٹی اور ایک خط آیا کہ وہاں جا کر وصال کر دو
اور سوقت دریا پر جو سن تھا مجھے خیال ہوا کہ یوں تو والدین اجازت
نہ دین گے پس کوئی یہاں نہ کرنا چاہیے۔ یہ سوچ کر والدین سے کہا کہ

فلان جاے بلہور میں دعوت ہو مجھے اجازت دیجئے عرض اُننے نہایت
 بلہور میں آیا بڑی مشکل سے دریا پار ہوا وہاں دلدل میں پھنس گیا عرض بہزار
 وقت مولانا کی خدمت میں پہونچا ہنوز زبان سے کچھ نہ نکلا تھا کہ مولانا
 نے فرمایا تھے ہمیں بڑا احسان کیا کہ بے عرض میرے واسطہ ہما تک
 آئے اور دلدل میں پھنسے اور دور وہیہ کا نقصان کیا مگر یہ تو بتاؤ کہ تھے
 جھوٹ کیونکہ کہا اپنے والدین سے کہہ دیا ہوتا کہ میں مولانا کے پاس
 جاتا ہوں تھے مامون کا نام کیونکہ لیا۔ یہ کہنے کسی کو آواز دی اور فرمایا
 کہ انھیں دور وہیہ لا دو۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے دور وہیہ کے
 بے دعا کیجئے تو مسکرا کر فرمانے لگے کہ کیا میں دور وہیہ کے لیے دعا
 کو بیچوں یہ کہہ کر بنام غلام مصطفیٰ بیک رقعہ لکھنے کے۔ خلیل الرحمن کہتے
 ہیں کہ میرے دل میں آیا کہ جو میرا کام ناظم صاحب سے متعلق ہو اُسکے
 لیے سفارش کر دین تو بہتر ہو اس خیال کے ساتھ ہوا رشا ہو
 کہ یہ تو ہم نہیں لکھیں گے اس کے بعد وہ رقعہ ملفوف کر کے مجھے عنایت
 ہوا جسوقت میں حیدر آباد میں آیا وہ خط دیا ناظم صاحب نے مجھے
 پوچھا کہ مولانا صاحب سے کچھ کہا تھا تو میں نے کہا کہ نہیں مگر البتہ خط
 لکھتے وقت میرے دل میں یہ خیال آیا تھا کہ اگر حضرت سفارش
 کر دین تو اچھا ہو ناظم صاحب نے کہا کہ اُنکے روبرو خیال کا آنا

گویا عرض حال کرنا ہو۔

دیگر

حافظ فیض علی صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ ایک شخص حضرت قبلہ کیطرت آ رہے تھے راستے میں اُنکو ایک بیراگی ملا پوچھا کہ تم کیا مولانا کے پاس جا رہے ہو۔ کہا کہ ہاں۔ بیراگی نے کہا کہ مولانا سے ہمارا سلام کہدینا وہ صاحب جب حاضر آستانہ عالی ہوئے اپنی ذاتی غرضوں میں وہ سلام پہونچانا بھول گئے رخصت کیوقت حضرت نے فرمایا کہ تمہیں اول کچھ کہنا ہو تو کہو عرض کیا کہ نہیں فرمایا سوچو شاید کچھ کہنا بھول گئے ہوں بہت دیر کے بعد خیال آیا عرض کیا کہ جی ہاں راستے میں ایک بیراگی ملا تھا اُس نے آپ کو سلام کہا ہے۔ حضرت قبلہ دانتوں میں اُنکلی رکھ کر کہنے لگے نہیں نہیں ایسا کہو وہ قطب تھے فلان جاے جاترہ تھی وہاں کے انتظام کو بیراگی کی مہیئت سے جا رہے ہوں گے۔

دیگر

جریدہ روزگار مدراس میں ایک کرامت چھپی تھی جسکا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ ایک سحیرم پر الزام قتل عدا لگایا گیا مجسٹریٹ نے بعد دریافت قصاص یا حبس دوام کا حکم دیا اُس ملزم کی ماں حضرت قبلہ کی مریدہ معتقد

لہذا تم نے اسکی صحت جناب احمدیان صاحب قبلہ سے کی حضرت مدوح نے اسکی تصدیق کی۔ ۱۲

تھی۔ وہ مراد آباد پہنچی اور واقعات بیان کیا۔ حضرت نے حاکم وقت کو ایک رقعہ لکھا کہ وہ شخص جس پر الزام قتل لگایا گیا، بیچرم ہو۔ حاکم وقت نے حضرت کو اسے جواب دیا کہ میں اب مجبور ہوں کہ یہ شخص اس کے جرم کو معاف نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا آج رات کو مجرم کو خواب میں دیکھے گا۔ حاکم وقت کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں آج شب کو لوگ مجھے قتل نہ کریں اور کچھ خیال ہوا غرض دوپہرے اپنے کمرے میں کھڑے کر دیئے دو بجے رات کے اس حاکم نے خواب میں قاتل کو دیکھا اور مکان کا پتہ بھی معلوم ہو گیا اور شہوت قتل بھی اس کے سر ہانے دفن دیکھا یعنی تہہ ہیا رو خون آلود کپڑے اور سیقت پیدا ہوا اور ہمراہ پولیس اسی پتہ اور نشان پر گیا دیکھا کہ قاتل جس کو خواب میں دیکھا تھا چارپائی پر سونہا ہوا اٹھایا اور سر ہانے جو اشیاء دفن تھے لیکر آیا اور سردن وہ بیچرم بری ہوا اس کے عوض قاتل کو سزا دی گئی۔

حضرت کی کرامتیں بشمار ہیں کوئی مرید ایسا نہ ہوگا جس کو دو چار کرامتیں ہی نہ معلوم ہوں اگر اس کا انتظام کیا جائے اور کوئی ستمیہ تو ایک بہت بڑی کتاب مرتب حضرت قبلہ کے اہراجات امیر نہ تھے سیکڑوں آدمی آپ کے مطبخ سے کھاتے تھے بظاہر کہیں آدمی کچھ نہیں معلوم ہوتی تھی مگر ادنیٰ اعلیٰ ہر ایک نے ساتھ آپ کا سلوک تھا آپ کی ذات سر با فیض و برکات تھی یہ عقیدہ ہو کہ جسے ایک بار حضور کو دیکھا گویا ہوا

کبار کے طریقے اور طرز معاشرت کو دیکھا آپ کے تین فرزند ایک میان عبدالرحیم صنا اور دوسرے
 میان عبدالرحمن صاحب دونوں صاحبزادوں کا حضرت کے پہلے انتقال ہوا ایک
 احمد میان صاحب جواب حضرت کے قایم مقام ہیں مراد آباد میں تشریف رکھتے
 ہیں حق تعالیٰ انکی ذات بابرکات کو قایم رکھے وہی ایک چرخ خاندان ہیں۔
 حضرت قبلہ کا سن شریف جب ایک سو پانچ برس کا ہوا تو مرض الموت لاحق ہوا۔
 یعنی تپ محرقہ اور روز افزون تھا ضعف انتہا درجہ کو پہنچ چکا تھا وصال سے تین گھنٹہ
 پہلے یعنی بعد نماز عصر صاحبزادہ احمد میان صاحب قبلہ کی یاد دہونی کجب وہ
 تشریف لائے آپ نے اسنے نچلے کیلے فرمایا اسوقت لوگوں کا ہجوم تھا بعد تخلیہ صاحبزادہ
 صاحب کے دونوں ہاتھ پکڑ کر بہت یرنگ منہ دیکھتے رہے اور انکے بندگی اسکے بعد کبھی کسی
 بات چیت نہیں ٹٹی بعد مغرب ۲۲ ربیع الاول ۱۳۱۱ھ وصال ہوا رحمۃ اللہ علیہ اسوقت حضرت
 مولانا محمد علی صاحب قبلہ لکھنؤ میں تھے وہاں حاضر تھے بعد وصال سیومین مراد آباد تشریف
 لیکے وہاں مجمع کثیر تھا مزار شریف کے پاس عمامہ جانماز رکھا ہوا تھا جناب مولانا
 محمد علی صاحب نے چاہا کہ عمامہ صاحبزادہ کیسے کے سر پر باندھیں احمد میان صاحب سے مولانا
 محمد علی صاحب قبلہ نے فرمایا کہ اس طرف آئیے وہ حسب اطلب سامنے آکر بیٹھے اور ستار بندی
 ہوئی سب سے پہلے جناب مولانا محمد علی صاحب نے نذر دی اوسکے بعد
 احمد شاہ صاحب نے نذر دی جو آپ کے داماد ہیں اور جناب مولوی عبدالکریم صاحب
 نے بھی نہایت خلوص کے ساتھ نذر دی غرض کوئی شخص

حاضرین مجلس سے ایسا نہ تھا جسے نذر نندی ہو سنا ہی کہ جو وقت
 عمامہ موناے موصوف نے باندھا۔ تو احمد میان صاحب قبلہ
 اٹھ کر باعلان فرمانے لگے کہ آہی مین جیسا ہوں تو جانتا ہی مگر انکا فرقہ
 یعنی اشارہ مزار شریف کی طرف کر کے فرمایا۔ پھٹتا ہوں تو اسکی
 لاج رکھ اوس وقت ایک شور تھا اور ہر ایک دل پر صدمہ عظیم تھا
 سلامت اللہ صاحب جو صاحبزادگان جناب احمد میان صاحب کے
 استاد ہیں اونہوں نے ۲۷ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ ہجری شب جمعہ کو
 خواب دیکھا کہ مولانا صاحب قدس سرہ تشریف لائے اور فرماتے ہیں
 کہ یہ مصرع طح ہے اسکو کل بعد جمعہ سب لوگوں کو سنانا کہ اس پر مصرع ثانی
 لگائیں مصرع یہ ہے پوچھتے کیا ہو کہ ہم کیا کر چلے پے سب نے سنا
 مگر کسی سے اچھا مصرع نہ لگا صاحبزادے صاحب نے
 بیساخت یہ کہا کہ مصرع جانشین احمد کو اپنا کر چلے پے

بعد وصال کے نو ہزار کئی سو کا قرضہ حضرت قبلہ کے ذمے
 تھا صاحبزادے صاحب اور حضرت مولانا خلیفۃ اعظم مولوی محمد علی صاحب
 کو اوسکے ادا کی فکر ہوئی پہلے کے روز جمعہ تھا ٹھاکر عبدالغفار خان صاحب
 اور راجہ ممتاز علی خان صاحب کے داماد راجہ جنگ بہادر سندس نان پلارہ
 بھی تھے اسوقتہ خیر یاد نہیں کہ فاتحہ کے قبل یا بعد مولوی محمد علی

حجرے میں بیٹھے تھے راجہ صاحب اور نکاح صاحب مولانا ممدوح
 کے پاس آئے اور عرض کیا کہ تشریف لے چلے اور حضرت قبلہ کا قرضہ
 ادا کر دیجئے اس وقت مولانا نے راجہ کو گلے سے لگایا اور بہت
 روئے اور مزار شریف پر حاضر ہوئے اور قرض خواہوں کو بلا کر دینا
 شروع کیا اور اسید طرح دیا جسطرح حضرت قبلہ دیا کرتے تھے یعنی بغیر دیا
 اور تحقیق کے جو جسے کہا وہی دیدیا یہ بھی ایک کرامت ہے اس کے
 صلے میں حق تعالیٰ نے دنیوی نفع یہ دیا کہ ان کا ایک مقدمہ برسوں
 سے زیر دریافت تھا۔ اس کا مجھے علم نہیں۔ اس میں وجہ کامیاب ہونے
 اور لاکھوں روپیہ جو تا وقت ڈگری جمع تھا کمشت ملا۔

تاریخ ہائے رحلت کا ایک مجموعہ مطبع اصح المطابع لکھنؤ میں چھاپا ہوا اس کا نام
 تاریخ نامہ ہے۔ اس میں بہت سی تاریخیں ہیں مولفؔ جو تاریخ لکھی ہے وہ یہ ہے۔

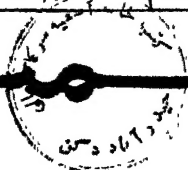
قطعہ تاریخ وفات

کیون بھی الفراق کی نوبت
 دفعتاً چھا گئی جواں وشت
 کہ سنی یہ صدای پر حسرت
 کر گئے اس جہان سے رحلت

کیون بجا آج کوچ کا ڈنکا
 میں بھی حیران تھا کہ یہ کیا بات
 تھا اسی سوچ میں ہر اسیمہ
 ہادی خلق فضل رحمان آج

<p> کیون اب کوزہ پشت ہوتہت کیون اجل آکے تونے کی معیت اب نکلنے کی میری کیا صوت کون پوچھیگا اور وہ کی حالت اُنہ نازل خدا کی ہو رحمت وہ کہان فیض وہ کہان سکنت وہی عابدین اور وہی طاعت وہی دیوار و در کی کیفیت ہین وہی طور سب وہی حالت گھر کی تھی جس سے یوں عزت واقت دیدار وہی قسمت میری ارش عجیب ہر حالت کہ نہیں مجھیں کہنے کی طاقت </p>	<p> کمر اس حادثے سے ٹوٹ گئی آدمی کیا جہان میں کم تھے سنکے یہ آرزو نے مجھ سے کہا کس سے اب ازل کہو گائیں کچھ عجوبات تھی سراپا فیض وہ رہا ہی نہیں مراد آباد وہی مسجد ہو اور وہی محراب وہی نقشہ وہی طرح وہی وضع وہی گھر ہو وہی ہین گھر والے وہ کمین ہی نہیں ہا صدیت وہی اک جالے تھی ٹھکانے کی محو دیدار یاس و حرمان ہون تکر سال وفات کیا سیجے </p>
---	--

تو ہی کہہ دے دل حزن تاریخ
کہ ہوا کم وسیلہ خلقت



صحت نامہ کتاب اخبار الاقنیا

صفحہ	سطر	خط	صحیح	صفحہ	سطر	خط	صحیح	صفحہ	سطر	خط	صحیح	صفحہ	سطر	خط	صحیح
۱	۵	قوع	قوع	۵۳	۱۱	یہ	یہ	۵۳	۱۱	یہ	یہ	۵۳	۱۱	یہ	یہ
۲	۷	تذکرہ	تذکرہ	۵۴	۱۷	تھے	تھے	۵۴	۱۷	تھے	تھے	۵۴	۱۷	تھے	تھے
۳	۸	نہیں	نہیں	۵۸	۵	جسے	جسے	۵۸	۵	جسے	جسے	۵۸	۵	جسے	جسے
۴	۱۳	قلیہ	قلیہ	۶۲	۷	را	را	۶۲	۷	را	را	۶۲	۷	را	را
۵	۲	پہرہ	پہرہ	۱۰	۱۰	فقیر	فقیر	۱۰	۱۰	فقیر	فقیر	۱۰	۱۰	فقیر	فقیر
۶	۱۲	بعث	بعث	۱۷	۱۷	یاد کرد	یاد کرد	۱۷	۱۷	یاد کرد	یاد کرد	۱۷	۱۷	یاد کرد	یاد کرد
۷	۲۷	جساک	جساک	۷۱	۹	محاسنی	محاسنی	۷۱	۹	محاسنی	محاسنی	۷۱	۹	محاسنی	محاسنی
۸	۱۵	عقلمندی	عقلمندی	۷۲	۱	پورے	پورے	۷۲	۱	پورے	پورے	۷۲	۱	پورے	پورے
۹	۱۶	پوئی	پوئی	۷۳	۱۳	کرامت	کرامت	۷۳	۱۳	کرامت	کرامت	۷۳	۱۳	کرامت	کرامت
۱۰	۳	دیا	دیا	۷۴	۷	دیجی	دیجی	۷۴	۷	دیجی	دیجی	۷۴	۷	دیجی	دیجی
۱۱	۱۳	راض	راض	۸۳	۱۵	بول	بول	۸۳	۱۵	بول	بول	۸۳	۱۵	بول	بول
۱۲	۱۶	الاصفا	الاصفا	۸۴	۱۷	کے	کے	۸۴	۱۷	کے	کے	۸۴	۱۷	کے	کے
۱۳	۱۷	پوئی	پوئی	۹۱	۲	بوس	بوس	۹۱	۲	بوس	بوس	۹۱	۲	بوس	بوس
۱۴	۱۸	تیرے	تیرے	۱۰۵	۱۰	ملتا	ملتا	۱۰۵	۱۰	ملتا	ملتا	۱۰۵	۱۰	ملتا	ملتا
۱۵	۱۳	ام	ام	۱۲۵	۲	الذی	الذی	۱۲۵	۲	الذی	الذی	۱۲۵	۲	الذی	الذی
۱۶	۱۹	غافلند	غافلند	۱۳۱	۳	لیجا	لیجا	۱۳۱	۳	لیجا	لیجا	۱۳۱	۳	لیجا	لیجا
۱۷	۲	یہ ہیز	یہ ہیز	۱۳۳	۷	اکمل	اکمل	۱۳۳	۷	اکمل	اکمل	۱۳۳	۷	اکمل	اکمل
۱۸	۲۳	الاصفا	الاصفا	۱۳۴	۱۱	وفا	وفا	۱۳۴	۱۱	وفا	وفا	۱۳۴	۱۱	وفا	وفا
۱۹	۲۵	خزینہ	خزینہ	۱۴۱	۲۱	آئے	آئے	۱۴۱	۲۱	آئے	آئے	۱۴۱	۲۱	آئے	آئے
۲۰	۳۳	تجلی	تجلی	۱۴۳	۱	خدمت	خدمت	۱۴۳	۱	خدمت	خدمت	۱۴۳	۱	خدمت	خدمت
۲۱	۲۹	جفر	جفر	۱۴۵	۹	ایشان	ایشان	۱۴۵	۹	ایشان	ایشان	۱۴۵	۹	ایشان	ایشان
۲۲	۳۱	اس کے لئے	اس کے لئے	۱۴۷	۱۱	بیس	بیس	۱۴۷	۱۱	بیس	بیس	۱۴۷	۱۱	بیس	بیس
۲۳	۸	کربانی	کربانی	۱۴۹	۲	آید	آید	۱۴۹	۲	آید	آید	۱۴۹	۲	آید	آید
۲۴	۲	شام	شام	۱۵۱	۷	صید	صید	۱۵۱	۷	صید	صید	۱۵۱	۷	صید	صید
۲۵	۷	اونٹ	اونٹ	۱۵۲	۱۷	ہست	ہست	۱۵۲	۱۷	ہست	ہست	۱۵۲	۱۷	ہست	ہست
۲۶	۸	مین	مین	۱۵۳	۱	الملت	الملت	۱۵۳	۱	الملت	الملت	۱۵۳	۱	الملت	الملت
۲۷	۹	مین	مین	۱۵۴	۱۲	کوئی	کوئی	۱۵۴	۱۲	کوئی	کوئی	۱۵۴	۱۲	کوئی	کوئی
۲۸	۱۷	طرقت	طرقت	۱۵۵	۱۶	دیگر	دیگر	۱۵۵	۱۶	دیگر	دیگر	۱۵۵	۱۶	دیگر	دیگر
۲۹	۱۷	میں	میں	۱۵۶	۵	پوئی	پوئی	۱۵۶	۵	پوئی	پوئی	۱۵۶	۵	پوئی	پوئی
۳۰	۱۷	میں	میں	۱۵۷	۱۰	ہے	ہے	۱۵۷	۱۰	ہے	ہے	۱۵۷	۱۰	ہے	ہے
۳۱	۱۲	ہے	ہے	۱۵۸	۱۵	ہے	ہے	۱۵۸	۱۵	ہے	ہے	۱۵۸	۱۵	ہے	ہے
۳۲	۱۲	ہے	ہے	۱۵۹	۱۵	ہے	ہے	۱۵۹	۱۵	ہے	ہے	۱۵۹	۱۵	ہے	ہے
۳۳	۱۲	ہے	ہے	۱۶۰	۱۵	ہے	ہے	۱۶۰	۱۵	ہے	ہے	۱۶۰	۱۵	ہے	ہے
۳۴	۱۲	ہے	ہے	۱۶۱	۱۵	ہے	ہے	۱۶۱	۱۵	ہے	ہے	۱۶۱	۱۵	ہے	ہے
۳۵	۱۲	ہے	ہے	۱۶۲	۱۵	ہے	ہے	۱۶۲	۱۵	ہے	ہے	۱۶۲	۱۵	ہے	ہے

واضح ہو

کہ اس کتاب کو

عالی جناب

نواب سید

CHECKED 1986

نور الحسن خان

صاحب دام اقبال نے بصرہ زر کثیر

صحت کرایا اور چھپوایا ہے اس صحت میں زیادہ

حصہ مولانا محمد علی صاحب کا ہے اور جناب نواب صاحب

مدوح کے احباب نے بھی اس میں حصہ لیا ہے۔ پہلے نواب

صاحب مدوح نے کسی پتھان کے مطبع میں چھپوانا شروع کیا تھا

بڑا حصہ دہن چھپا۔ پانچ جز مطبع الہیہ پانکی پور میں چھپا۔ اس واسطے

اعلان کیا جاتا ہے کہ کوئی صاحب اس کتاب کو بغیر اجازت شہر کے

چھپوانے کا قصد نہ کرے جتنے نسخے مطلوب ہوں مشہرے

سنگالین ورنہ نقصان عظیم اٹھائینگے۔

المشاہدہ

سید تجمل حسین صاحب پٹنہ

کتب نواب صاحب مدوح

محکمہ کتب خانہ پٹنہ

لکھنؤ

مطبوعہ اسپن

پانکی

پور